



ماہیت ابانہ فی الذلین من کونج شکر و لعل  
 حضرت خلیفۃ الدین و امیر موبین الدین علیہ السلام

عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ  
 ترجمہ کرکھی • کتان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب

راحۃ القلوب

تالیف

(ملفوظات حضرت بابا فرید الدین مسعودیؒ شکر رحمۃ اللہ علیہ)  
حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ملا واحد

تہذیب

خواجہ عابد نظامی

تاریخ اشاعت

اپریل 2006ء

ناشر

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

تعداد

ایک ہزار

کمپیوٹر کوڈ

12223

قیمت

66 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

ڈاکٹر یار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس: 042-7238010

9۔ انگریز مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس: 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

# انتساب

امام المشائخ

حضرت خواجہ حسن نظامیؒ جلویٰ رحمۃ اللہ علیہ کے نام

جن کی محبت کے اسیر ان ملفوظات کے مترجم  
حضرت ملا واحدی بھی تھے اور یہ راقم الحروف بھی۔

اگر سیاہ دلم داغ لالہ زار تو ام  
دگر کشادہ جبینم گل بہار تو ام

عابد نظامی

لاہور ۲۷۔ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

## پیش لفظ

(از خواجہ عابد نظامی، ایڈیٹر مہنامہ ضیائے مرم لاہور)

”راحت القلوب“ حضرت شیخ شیخ العالم بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے محفوظات طبعیات پر مبنی مشہور عالم کتاب ہے، جسے اُن کے محبوب مرید اور خلیفہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الہی زری زر بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۵۶ھ میں مرتب فرمایا تھا۔ عجیب بات ہے کہ صوفیاء کے حلقے میں اس کتاب کی جس قدر شہرت ہے یہ اسی قدر نایاب بھی ہے۔ امام المشائخ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر ۱۹۱۱ء میں اُن کے محبوب مرید اور خلیفہ سید محمد رفیع المعروف ملا واحدی ایڈیٹر مہنامہ نظام المشائخ دہلی نے ”بزم فرید“ کے نام سے اردو میں اس کتاب کا ترجمہ کر کے شائع کیا تھا نالیا اس کے بعد ”راحت القلوب“ کا کوئی عمدہ معیاری اور عام ترجمہ شائع نہیں ہوا۔

میرے پاس ”بزم فرید“ کا جو نسخہ تھا، وہ مرور زمانہ سے انتہائی بوسیدہ۔

ہو چکا تھا۔ بعض مقامات سے تو اس کی عبارت بھی نہ پڑھی جاتی تھی۔ ایک عرصہ سے میں اس تلاش میں تھا کہ کہیں سے ”بزم فرید“ کا صحیح نسخہ دستیاب ہو، لیکن یہ آرزو پوری نہ ہوئی۔ خوش قسمتی سے گذشتہ سال ”راحت القلوب“ کا فارسی نسخہ دستیاب ہو گیا۔ اس نسخہ کے لئے ہی میں نے ”بزم فرید“ کی تکمیل کا کام شروع کر دیا، جو کئی ماہ کی محنت و مشاقہ کے بعد اس قابل ہوا ہے کہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے۔

”راحت القلوب“ کا نیا ترجمہ میں نے اس لئے نہیں کیا کہ پہلا ترجمہ ایک اہل دل اور اہل علم بزرگ کی شہرت روزی محنت کا حاصل ہے، جس کا قلم رہنا ضروری ہے کہ نہ کھمیرا ایمان ہے کہ بزرگوں نے جس محبت اور خصوصیت سے ان کاموں کو انجام دیا ہے، اس کی بدولت یہ دلوں کی تسخیر کا باعث بنیں گے اور اس سے رشد و ہدایت کا نور پھیلے گا۔

”بزم فرید“ کے نسخے کی اصلاح قیوم تھی، جو آج کل ہمارے ہاں رائج نہیں۔ پیش نظر نسخہ میں نے قدیم املا کو تبدیل کر کے اسے موجودہ زمانے کے مطابق کر دیا ہے جس کے باعث اب قارئین کو مطالعہ میں کوئی دشواری پیش نہ آئے گی۔ نیز کتاب کے آغاز میں حضرت بابا صاحب قدس سرہ العزیز اور حضرت محبوب قدس الشہرۃ العزیز کے حالات طیبات بھی لکھ کر شامل کر دیئے ہیں۔

حضرت ملا واحدی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے بارے میں صرف اس قدر لکھنا کافی ہے کہ وہ امام المشائخ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی کاموں میں ان کے رفیق و معاون تھے۔ ۱۰۸۰ھ میں ان کی پیر مرشد

حضرت خواجہ صاحب نے حلقہ نظام المشائخ قائم کیا، تو اس کے مقاصد کی تبلیغ کے لئے ہمارا نظام المشائخ بھی جاری کیا، جس کے مدیر خود حضرت خواجہ صاحب تھے اور نائب مدیر ملا واحدی نظام المشائخ کا پہلا شمارہ جولائی ۱۳۲۰ھ میں شائع ہوا بعد میں حبیب یہ رسالہ خوب چل نکلا تو حضرت خواجہ صاحب نے اسے ملا واحدی صاحب کے سپرد فرما دیا جسے وہ برصغیر کی تقسیم کے بعد کراچی اگر بھی باقاعدگی کے ساتھ شائع کرتے رہے۔

۱۳۲۰ھ میں میں ملا واحدی صاحب کو کراچی میں ملا تو دوران گفتگو انہوں نے فرمایا کہ ان کا خاندان شاہجہان بادشاہ کے زمانے سے دہلی میں آباد تھا۔ شاہجہان نے ان کے بزرگوں کو مدینہ منورہ سے دہلی محض اس غرض سے بلایا تھا کہ ان کے علم و فضل سے وہ خود اور اس کی رعایا مستفیض ہو۔

”راحت القلوب“ کی اشاعت نوے جلدی دلی خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسے عوام و خواص میں مقبولیت عطا فرمائے۔ بلاشبہ برائی مفید اور دلچسپ کتاب ہے کہ اولیاء اللہ سے محبت و عقیدت رکھنے والے اسے اپنے تبلیغی سلسلے کا حصہ بنائیں۔ آج ضرورت ہے کہ ہر گھر اور ہر عرس میں اس کو پڑھا جائے۔ انشاء اللہ اس کی برکت سے پڑھنے والوں کی دنیا بھی مدھر ہے گی اور دین بھی۔

آخر میں میں غرضم صابزادہ حفیظ البرکات شاہ صاحب کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کی ذاتی دلچسپی نے مجھے اس بابرکت کام کی طرف متوجہ کیا۔ ان کی حوصلہ افزائی اگر قدم بقدم مستیزن اتنی تو شاید یہ کتاب اتنی جلدی منصہ شہود پر نہ آتی۔

(معاذ اللہ)  
خواجہ عابد نظامی

لاہور ۱۵ جنوری ۱۹۸۳ء

## فہرست

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳	حالات زندگی حضرت شیخ العالمؒ	۱۰۵	دوسری مجلس
۳۷	حالات زندگی حضرت محبوب الہیؒ	۱۰۹	مالم علوی اور عالم غفری
۵۵	پہلی مجلس	۱۱۰	گیارہویں مجلس
۶۰	درویش کیا ہے؟	۱۱۲	درویشی اور مایگی
۶۰	دوسری مجلس	۱۱۱	حسنِ ادب
۶۲	درویشوں کا تذکرہ -	۱۱۱	کشف و کرامات
۸۶	تیسری مجلس	۱۱۲	بارہویں مجلس
۹۲	بندے اور مولیٰ کے درمیان حجاب	۱۱۲	خرقِ مادیت
۹۲	چوتھی مجلس	۱۱۳	تیرہویں مجلس
۹۸	فضیلت شربِ معراج	۱۱۳	ترکِ دنیا
۹۸	سماج کی بحث	۱۱۳	ذکرِ عذائیں استغراق
۹۹	پانچویں مجلس	۱۱۴	عقل و علم
۱۰۱	رمِ مقررانی	۱۱۴	چودھویں مجلس
		۱۱۵	عقل و علم
		۱۱۸	پندرہویں مجلس
		۱۲۳	ترکِ دنیا کی فضیلت
		۱۲۳	سورۃ ملک کی فضیلت
		۱۲۳	اللہ کے ذکر کی فضیلت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۴	دعا کی فضیلت	۱۲۴	دعا کی فضیلت
۱۲۵	سلاطین کا وظیفہ	۱۲۵	سلاطین کا وظیفہ
۱۲۵	سولہویں مجلس	۱۲۵	سولہویں مجلس
۱۲۵	ماہِ ذی الحجہ کے اعمالِ فضائل	۱۲۵	ماہِ ذی الحجہ کے اعمالِ فضائل
۱۳۲	تیرہویں مجلس	۱۳۲	تیرہویں مجلس
۱۳۲	مذہب حضرت امام اعظمؒ	۱۳۲	مذہب حضرت امام اعظمؒ
۱۳۲	مذہب کا شجرہ	۱۳۲	مذہب کا شجرہ
۱۳۵	ادعیا کا ثورہ	۱۳۵	ادعیا کا ثورہ
۱۳۵	تہجد کی نماز	۱۳۵	تہجد کی نماز
۱۳۵	شیطان سے بچنے کا عمل	۱۳۵	شیطان سے بچنے کا عمل
۱۳۶	مخاطب دور کرنے کا وظیفہ	۱۳۶	مخاطب دور کرنے کا وظیفہ
۱۳۶	غم دور کرنے کا وظیفہ	۱۳۶	غم دور کرنے کا وظیفہ
۱۳۷	خوف دور کرنے کا وظیفہ	۱۳۷	خوف دور کرنے کا وظیفہ
۱۳۸	دشمن کے کمرے سے بچنے کا وظیفہ	۱۳۸	دشمن کے کمرے سے بچنے کا وظیفہ
۱۳۸	جنت حاصل کرنے کا عمل	۱۳۸	جنت حاصل کرنے کا عمل
۱۳۹	عذابِ قبر کی آسانی کا وظیفہ	۱۳۹	عذابِ قبر کی آسانی کا وظیفہ
۱۳۹	فرائضِ روزی کا وظیفہ	۱۳۹	فرائضِ روزی کا وظیفہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	اتحادیں مجلس		ایکسویں مجلس	۳۹	خاندانوں سے نجات پانے کی دعا		تیسویں مجلس
۱۳۰	حضرت بابا صاحب کی خاص دعا	۱۵۸	ماہرے کی فضیلت اور اعمال	۵۰	وسعت رزق اور رحمت و	۱۶۶	مجاہدہ نفس
۱۳۱	درود شریف کی فضیلت		بانیوں مجلس		برکت نازل ہونے کی دعا		چوبیسویں مجلس
۱۳۲	آیت انکس کے فضائل	۱۶۱	عطلے فقرہ خاص و رحمت	۵۰	علم سے بچنے کی دعا	۱۶۱	عطلے علمیت خاص
	انیسویں مجلس	۱۶۲	ماہ صفر میں بلاؤں سے بچنے	۵۰	اطمینان قلب کی دعا		دستار فضیلت
۱۳۵	خرج و عمر دور ہونے کی دعا		کے اعمال	۱۵۰	قید سے رہائی کی دعا	۱۶۵	مولانا نظامی کی ایک خاص نظم
۱۳۵	کشائش رزق کی دعا			۱۵۱	ایمان و اسلام پر غاقر کی دعا		
۱۳۶	ہر مہم میں کامیاب ہونے کی دعا			۱۵۱	آسیب سے محفوظ رہنے کی دعا		
۱۳۶	اعمال مقبول ہونے کی دعا			۱۵۲	کافروں پر فتح یاب ہونے کی دعا		
۱۳۶	دین و دنیا کی بھلائی کی دعا			۱۵۲	نور ایمان کا مل ہونے کی دعا		
۱۳۶	ثابت قدم رہنے کی دعا			۱۵۲	روزانہ پڑھنے کا وظیفہ		
۱۳۷	اطمینان قلب کی دعا			۱۵۳	ابتلا سے محفوظ رہنے کی دعا		
۱۳۷	خاصاتِ خدا میں شامل ہونے کی دعا			۱۵۳	ہر نقصان سے محفوظ رہنے کی دعا		
۱۳۷	اولادِ عجب کرنے کی دعا			۱۵۵	دعا کی شرائط		
۱۳۸	صالحین کے ساتھ شہر ہونے کی دعا				بیسویں مجلس		
				۱۵۵	ماہِ محرم کے فضائل اور دعائیں		

## حالاتِ زندگی

حضرت شیخ العالم خواجہ فرید الدین مہتو گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

پاک و ہند میں اسلام صوفیائے کرام کی ساری سہیلہ سے پھیلا۔ اس خطے میں ان بزرگ خدا کا وجود مسعود اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام تھا اور بفضلہ تعالیٰ اب بھی ہے (برصغیر میں مسلمان سلاطین نے کم و بیش ایک ہزار برس تک حکومت کی، اس دوران میں ہندوؤں نے اسلامی کچھ کو نقصان پہنچانے کے لئے ایڑی چرٹی کا زور لگایا مگر صوفیائے کرام کی مسلسل تبلیغی کوششوں کے سلسلے وہ کبھی کامیاب نہ ہو سکے۔ پروفیسر ایچ اے آر گب نے لکھا ہے:

تاریخ اسلام میں بار بار ایسے مواقع آئے کہ اسلام کے کچھ کا شدت سے مقابلہ کیا گیا، لیکن ابی بھر وہ مغلوب نہ ہو سکا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ صوفیہ کا انداز فکر فوراً اس کی مدد کو آجاتا تھا اور اس کو اتنی قوت اور توانائی بخش دیتا تھا کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔

(اسلامک کچھ مطبوعہ لندن)

صوفیائے کرام کا ہاتھ ہمیشہ ملت کی منہن پر اور دماغ تجدید و اختیار کی تہا پر سوچنے میں



مصرف رہا۔ مادیات کے سلاب کو روکنے اور ذہنی اعتبار کو ختم کرنے کا جو عظیم الشان کام اس جماعت نے سرانجام دیا وہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔  
 بلاشبہ ان بزرگوں نے جب کبھی قوم کا اخلاقی مزاج گمراہ ہوا دیکھا تو اپنی تمام تر ذہنی اور عملی صلاحیتیں صحت مند عناصر کو اُٹھانے میں صرف کر دیں۔

حضرت خواجہ فرید الدین محمود گنج شکرؒ کو جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی میں تبلیغ و ہدایت کے منصب پر مامور فرمایا تو اس وقت حالات نہایت ہی نامساعد تھے، سلطان ایش کی وفات ہو چکی تھی۔ بڑے بڑے علماء موقع سے فائدہ اٹھا کر میدان سیاست میں کود پڑے تھے، لیکن حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے سیاسی بحیروں سے بچ کر دین حق کی خاطر خوشنما زندگی بسر انجام دی، وہ آج بھی تاریخ میں سہرے حروف سے لکھی ہوئی نظر آتی ہیں۔

حضرت بابا صاحب دہلیؒ میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے سجاد سے پالے جیسے تھے، لیکن جب انہوں نے محسوس کیا کہ دارالسلطنت کا ماحول دین کی تبلیغ و ترویج پر اثر انداز ہونے لگا ہے تو وہ دہلی چھوڑ کر ماضی تشریف لے گئے۔ بعض لوگوں نے ماضی کو یاد کیا کہ آپ پیر و مرشد نے یہی تمام آپ کو دیا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا: ”میرے پیر نے جو نعمت مجھے عطا فرمائی ہے وہ کسی نامی تمام سے وابستہ نہیں ہے۔“ (سیر الاولیاء صفحہ ۲۷)

حضرت بابا صاحب پہلے نامی اور بعد میں اجود میں تشریف لے گئے۔ اجود میں ایک بقیہ کا پرانا نام ہے۔ یہاں بابا صاحب نے اپنی تربیت خالص کے پانچے میں ڈھال کر جو لوگ تیار کئے ان میں شیخ جمال الدین ہانسی، شیخ بدیع الدین اسحاق، شیخ نظام الدین اولیاء محبوب الہی شیخ علی احمد صابری اور شیخ مارف جیسے مردان حق شامل ہیں جو بابا صاحب کے کتب صحبت

نے کے بعد مکات طول و عرض میں پھیل گئے اور ہر طرف خدا کے دین کا بول بالا

## بابا صاحبؒ کا شجرہ نسب

۱۔ مکرہ نگار اس پر متفق ہیں کہ حضرت بابا صاحبؒ صحیح النسب فاروقی ہیں حضرت فاروقیؒ کے والد علیؒ نے ان کا سلسلہ نسب اس طرح مل جاتا ہے:  
 ۱۔ شیخ جمال الدین بیدان (والد) ۲۔ شیخ شعیب ۳۔ شیخ احمد (۴) شیخ احمد (۵) شیخ محمد (۶) شیخ شہاب الدین (۷) شیخ احمد معروف بفرخ شاہ بادشاہ کابل (۸) شیخ حسین (۹) محسن شاہ (۱۰) سامان شاہ (۱۱) شیخ سلیمان (۱۲) شیخ محمود (۱۳) شیخ ابو الفتح (۱۴) شیخ اسحاق (۱۵) حضرت خواجہ ابراہیم شاہ (۱۶) شیخ اسم (۱۷) شیخ سلیمان (۱۸) شیخ ناصر (۲۰) حضرت عبداللہ (۲۱) ابوبکر بن فاروقیؒ ظلم رضی اللہ عنہ۔

## والدین کریمین

بابا صاحبؒ کے دادا حضرت شیخ شعیبؒ کو اللہ تعالیٰ نے تین نو زند فائیت فرمائے۔  
 ۱۔ جمال الدین بیدان (۲) خواجہ احمد (۳) خواجہ سعد حاجی  
 ۲۔ جمال الدین بیدان حضرت بابا صاحبؒ کے والد تھے جو نہایت عالم و فاضل اور دل تھے جن دونوں خواجہ شعیبؒ کے توال میں حکومت پذیر تھے، انہی دونوں نواح کابل سے ان ہجرت کر کے قصبہ کوٹ کر ڈیرہ نواح ملتان میں اقامت کریں ہوئے۔ اُن خاندان کے



سربراہ مولانا وجہ الدین غزنوی تھے، جو تہذیب عالم اور نہایت شہتی بزرگ تھے۔ ان کا سلسلہ نسب حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے ملتا تھا۔ ان کی صاحبزادی قریباً تین سو تین تھیں۔ خواجہ شیعربے مولانا وجہ الدین غزنوی سے اپنے فرزند خواجہ سلیمان کے لیے بی بی قریب نام قانون کے رشتے کی درخواست کی۔ مولانا غزنوی فوراً راضی ہو گئے۔ اس طرح خواجہ سلیمان اور بی بی قریب نام قانون کا عقد عمل میں آیا۔

خواجہ سلیمان کی طرح حضرت بی بی قریب نام بھی نہایت عبادت گزار اور شہ نازہ دار خاتون تھیں۔ اکثر تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ وہ کثرت عبادت کی بدولت درجہ ولایت پر فائز تھیں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی فرماتے ہیں کہ ایک رات بی بی قریب نام قانون نماز تہجد میں مشغول تھیں کہ ایک چوگرہیں گھس آیا۔ چونکہ بی بی صاحبہ کی نظر اس پر پڑی تو وہ بیانی سے محروم ہو گیا۔ اس پر اس نے گریہ و زاری شروع کر دی اور کہنے لگا جس بی بی عیشت کی مدد سے میری بیانی سلب ہوئی ہے میں اس سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر میری بیانی دوبارہ مجھے مل جائے تو میں عمر بھر چوری نہ کروں گا۔

بی بی صاحبہ کو اس کی زیادہ گریہ و زاری پر ترس آ گیا اور انہوں نے بارگاہ الہی پر اس کی بیانی کے لئے دعا کی۔ چوگرہ بصارت خود رکائی۔ اس وقت بی بی صاحبہ کے قدموں پر لڑکھائی مانگی اور رخصت ہو گیا۔

اگلی سچ وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوا اور اہل و عیال سمیت مشرف باسلام ہو گیا۔ حضرت بی بی صاحبہ نے اس کا اسلامی نام عبد اللہ رکھا۔ عبد اللہ قبول اسلام کے بعد کثرت عبادت و ریاضات کی بدولت درجہ ولایت پر پہنچا اور اسے خاندان خواجہ

کی طرف سے ”چاولے شائع“ کا لقب عطا ہوا۔ بعد میں قصبہ کھنوال اسی کے نام سے مشہور ہو گیا۔

حضرت خواجہ شعیب اور خواجہ سلیمان کو اللہ تعالیٰ نے تین فرزند اور ایک صاحبزادی عطا کی۔ ان کے نام یہ ہیں ۱۱ حضرت عزیز الدین ۱۲ ابوالفضل الدین ۱۳ حضرت فیض الدین ۱۴ حضرت بی بی ماجرہ مغیبہ رحمہ اللہ خاتون (والدہ ماجدہ حضرت محمد مدد سید علاؤ الدین کی صاحبزادی)

### ابتدائی تعلیم

حضرت بابا صاحبؒ ابھی کم سن تھے کہ ان کے والد ماجد نے فائز پائی اور ان کی تعلیم کی ساری ذمہ داری ان کی والدہ محترمہ کے سر اڑی۔ وہ خود علم و فضل کے سے بلند مقام رکھتی تھیں۔ انہوں نے نہایت توجہ سے اپنے لخت جگر کی پرورش اور تربیت کی۔ بابا صاحبؒ نے ابتدائی تعلیم کھنوال میں حاصل کی۔ نہایت ذہین اور محنتی تھے۔ جو سبق ایک بار پڑھ لیتے تھے ہمیشہ کے لیے ذہن نشین ہو جاتا۔

بابا صاحبؒ بچپن میں ہی نہایت اعلیٰ اخلاق کا مالک تھے۔ بڑے فیاض اور شہداء کی بچوں کے ساتھ نہایت اچھی والدہ کی تربیت کا اثر تھا کہ کم ہی بچے ہی نماز کے سموت پابند ہو گئے سات سال کی عمر میں انہوں نے تمام ابتدائی دینی کتب ختم کر لیں تو والدہ کو ان کی مزید تعلیم کی فکر ہوئی کھنوال میں کوئی ایسا عالم نہ تھا جو آپ کو علوم متداولہ کی تکمیل کرا سکے۔ ان دنوں علم و دانش کا مرکز تھا، ولال بڑے بڑے نامور علماء موجود تھے چنانچہ بابا صاحبؒ نے انہیں نزدیکی سے ملنے کا ارادہ کیا۔

## مُلان میں قیام

ملتان پہنچ کر اپنے ایک مسجد میں قیام کیا۔ یہ مسجد ایک سرسے میں واقع تھی جہاں اس دور کے ایک نامور عالم دین مولانا مہناج الدین ترمذی درس دیکرتے تھے۔ بابا صاحب نے انہی سے علوم دینیہ کی تعلیم شروع کی اور دو تین سال کے اندر امدتِ تفسیر، حدیثِ اصول، فلسفہ، منطق، ریاضی اور ہیئت کی کتابیں ختم کر لیں۔ ایک روایت ہے کہ انہوں نے قرآن مجید بھی اسی مسجد میں حفظ کیا۔ (بعض تذکرہ نگاروں کے مطابق قرآن مجید بابا صاحب نے گھٹووال ہی میں حفظ کر لیا تھا)۔

اسی مسجد میں ایک روز بابا صاحب فقہ کی مشہور کتاب نافع پڑھ رہے تھے کہ قطب عالم حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وہاں تشریف لائے۔ انہوں نے بابا صاحب کو مصروف مطالعہ پر کچھایا۔ ”میاں! کیا پڑھتے ہو؟“ اپنے جواب دیا: ”نافع“ حضرت نے پھر سوال کیا: ”کیا اس کے مطالعہ سے تمہیں کچھ نفع حاصل ہوگا؟“

اب جو بابا صاحب کی قطب عالم سے نظریں جا رہی تھیں تو عجیب کیفیت ہوئی۔ فوراً قدووں پر سر رکھ دیا اور عرض کیا: ”حضرت نفع تو مجھے آجی نگاہ کیسا اثر سے حاصل ہوگا! اب کیا تھا۔“ بابا صاحب حضرت خواجہ قطب صاحب کے واسطے دولت سے مبتلا ہو گئے۔ حضرت قطب صاحب جتنے روز ملتان قیام کیے بابا صاحب ان کی صحبت سے مستفید ہوتے رہے جب قطب صاحب دہلی کے لئے روانہ ہوئے تھے تو بابا صاحب بھی ان کے ساتھ چلے گئے۔ اسی جہیل ہی پلے ہونے کے کہ قطب صاحب نے ارشاد فرمایا:

”میرے عزیز! ابھی کچھ مدت اور ملتان ہری کی تحصیل میں صرف کرو۔ فارغ ہو جاؤ تو

پاس آنا۔ انشاء اللہ اپنی سزا کو پہنچے گے۔“ بابا صاحب نے پیر و مرشد کے اس ارشاد کو اپنے سر تسلیم خم کر دیا۔

ملتان سے تکمیلِ علوم کے بعد انہوں نے مزید پانچ سال تعلیم کے لئے خطہ قدما، غزنی، پشاور، پٹان اور پشاور و غیرہ میں گزارے اور پھر دہلی آئے۔ جہاں حضرت قطب صاحب نے اپنے آئنانے پر فارسی دی قطب صاحب نے فرمایا: ”خوب ہوا تم اپنا کام پورا کر کے پاس آئے۔“

بعض تذکرہ نگاروں میں یہ بھی ہے کہ بابا صاحب نے دہلی آکر حضرت قطب صاحب کی بیعت کی۔ ”خود مولانا ساجی“ میں بابا صاحب نے اپنی بیعت کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے:

”جب اس بندہ حقیر خادم درویشاں کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت سے ملنے کا موقع حاصل ہوا، تو اپنے اسی وقت کلاہ چہار زر کی میرے سر پر رکھی۔ اس میں قاضی حمید الدین ناگوری، مولانا علاؤ الدین کرانی، سید نور الدین مبارک، شیخ نظام الدین، مولانا شمس الدین ترک، شیخ محمد موتمر دوزار بہت سے دوسرے درویش و خواجہ

اس موقع پر حضرت خواجہ بختیار کاکی نے فرمایا: ”لے فرید امر شرمیں اتنی قوتِ باطنی ہوئی چاہیے کہ جو شخص اس سے بیعت کا کلام ہو اس کے سینے کی لائش کو اپنے نزدیک ومانی سے ایک ہی نگاہ میں دُور کرنے اور اس کے بعد اس سے بیعت لے کر واصل الی اللہ کرے۔ اگر شرمیں اتنی قوت نہیں ہے تو پیر اور مرید دونوں بادیہ ضلالت میں ہیں۔“

بعض تذکرہ نگاروں نے قیام لکھا ہے کہ قطب صاحب نے ملتان میں بابا صاحب کی بیعت لی اور جب وہ تعلیمِ ریاضت سے فارغ ہو کر دہلی آئے تو ان کے سر پر کلاہ چہار زر بھی اور باقاعدہ اپنے علم و ارادت میں شامل فرمایا۔

بابا صاحب نے دیکھا کہ دلی میں ہجوم برساں کی وجہ سے بیسویں میسر نہیں ہو رہا تھا۔  
کالی کی اجازت سے ہانسی چلے گئے، لیکن دلوں سے دلی آتے جاتے رہے۔

ایک دفعہ آپ دلی آئے تو خواجہ خواجگان حضرت خواجہ حسین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ  
علیہ بھی تشریف فرم تھے۔ چنانچہ آپ اُنکی توجہ سے فیض باب ہوئے۔ "سیر السالکین" میں  
لکھا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب اجمیریؒ بابا صاحب کے ذوق و شوق اور دماغی استعداد  
سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اُن کے پیروں پر قدم رکھ کر اپنے مُردہ و خلیفہ حضرت خواجہ  
قلب الدین بختیار کاکی سے فرمایا: ابا بختیار! شہباز عظیم بقید آوردہ کہ جز برسدۃ الملتقا  
آشیان نگر و۔۔۔ اس فریادِ شہادت کا فائدہ درویشیاں مقبورہ ساز دہ (سیر العارفین صفحہ ۱۲)

## گنج شکر

گنج شکر کی یہ تعمیر کے بارے میں تذکرہ نگاروں نے مختلف روایات بھی ہیں یہاں شہ  
تین روایتیں درج کی جاتی ہیں۔

تاریخ فرشتہ میں مرقوم ہے کہ بابا صاحب کی والدہ ماجدہ بچپن میں نماز کی باندی کر لے  
کے گئے اُن کی جانناز کے نیچے شکر کی ڈیا رکھ دیا کرتی تھیں اور اُن سے فرماتی تھیں کہ جو بچے  
نماز پڑھتے ہیں اُن کی جانناز کے نیچے سے روزانہ خوشبو نکل جاتی ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ  
والدہ شکر کی ڈیا رکھنا بھول گئیں۔ کچھ دیر بعد انہیں یاد آیا تو گھبرا کر پوچھا: مسعود! تم نے نماز  
پڑھی؟ بابا صاحب نے اسے جواب دیا: ہاں اُمی جان! نماز پڑھی اور شکر بھی کھالی۔ یہ  
جواب سُن کر انہی والدہ بڑی حیران ہوئیں اور سمجھ گئی کہ اس بچے کی غیبت مدد ہوئی ہے۔  
چنانچہ اس وقت سے انہوں نے اپنے بچے مسعود کو گنج شکر کا شہر درج کر دیا۔

انبار الانبار، خزینۃ الاستغفار اور گزرا بار بار میں لکھا ہے کہ ایک سوداگر گاڑی پر  
لہرا کر کوٹانے لے چلی جا رہا تھا۔ جب اچو دھن پہنچا تو راستے میں حضرت شیخ کھرے تھے  
اس سے پوچھا اس میں کیا لدا ہوا ہے؟ سوداگر نے ٹٹنے کے لئے کہا: نمک ہے بابا  
اُن پر اپنے فرمایا: اچھا، نمک ہی ہوگا۔ سوداگر نے نزل پر پہنچ کر جب دیکھا تو بوروں میں  
نمک کی بجائے نمک تھا۔ بہت پریشان ہوا اور پھر واپس اچو دھن حضرت کی خدمت میں  
ماندہ ہوا اور معافی طلب کی۔ آپ نے فرمایا: جھوٹ بولنا بڑی بات ہے۔ آئندہ کبھی جھوٹ  
بولنا۔ پھر فرمایا: بوروں میں نمک تھی تو انشاء اللہ شکر ہی ہوگی۔

سوداگر نے جھوٹ سے توبہ کر اور بارگاہِ بوروں کو دیکھا تو اُن میں شکر بھری ہوئی تھی  
مہ نال خانخاناں نے اس واقعہ کو اس طرح نظم کیا ہے

کان نمک، بھجان شکر، شیخ بحر و بر  
اُن کو شکر نمک کدہ داز نمک شکر

تمیری روایت اس طرح ہے کہ:

ایک دفعہ حضرت بابا صاحب نے اپنے پیروں میں شہد حضرت قلب صاحب کے ارشاد کے  
مطابق تین دن کا روزہ رکھا۔ تیسرے روز افطار کے وقت ایک شخص چند روٹیاں لایا۔  
اب نے قیدی امداد جان کر اُن سے روزہ افطار کر لیا۔ لیکن فوراً ہی تسلی ہونے لگی اور جو  
لوگوں کو کھانا تھا تھے کھانے لگ گئے۔

تھوڑی دیر بعد پیروں میں شہد کی خدمت میں پہنچ کر یہ واقعہ عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا وہ  
روٹیاں ایک شہر الی جواری نے بھجوائی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تیرے معدے نے اسے  
بول نہیں کیا۔ اب تین روزے اور رکھو اور خیریت جو میسر آئے اُس سے افطار کرو۔

بابا صاحب نے پھر تین دن کا روزہ رکھا لیکن تیسرے روز انظار کی وقت کچھ تیر نہ آیا۔ رات کو بھوک نے بہت تنایا تو بابا صاحب نے چند کنکریاں اٹھا کر منہ میں رکھ لیں۔ اللہ کی قدرت کہ وہ کنکریاں منہ میں جاتے ہی ٹکرن گئیں۔ بابا صاحب نے یہ واقعہ اپنے مرشد کریم کی خدمت میں بیان کیا تو انہوں نے فرمایا:

”بھان اللہ۔ یہی غریب تھا۔ انشاء اللہ تو شکر کی طرح ہمیشہ شیریں رہے گا اور گنج شکر کھائے گا۔“

جعفر قاسمی نے اس ضمن میں بڑی اچھی بات لکھی ہے کہ حضرت بابا صاحب کو گنج شکر اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا مزاج بہت میٹھا تھا۔

منہ صلافت پر فائز ہونے کے بعد بابا صاحب پیر و مرشد کی اجازت سے لائسی تشریف لے آئے اور ہر وقت تبلیغ اسلام اور خدمت خلق میں مصروف رہنے لگے۔ کچھ لائسی میں لائے ابھی تھوڑی ہی مسرگڑا تھا کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت قطب العالم کا انتقال ہو گیا ہے۔ بیدار ہوئے ہی دہلی روانہ ہو گئے۔

دہلی میں معلوم ہوا کہ پیر و مرشد نےصال سے قبل اپنا خرقہ، عصا، نعلین، مصلیٰ اور دیگر تبرکات حضرت فاضل الدین ناگوریؒ کے سپرد کئے اور وصیت کی کہ میرا جانشین فید الدین محمود ہوگا اور میرے سب تبرکات اسی کو دے دیے جائیں۔

بابا صاحب نے پیر و مرشد کے مزار اقدس پر حاضر ہو دی۔ بعد ازاں حضرت قطب صاحب کے سب عطاوار اور باب صحت جو دہلی میں موجود تھے، جمع ہوئے اور سب نے حضرت بابا صاحب کو قطب عالم کا جانشین تسلیم کیا۔ اسی مجلس میں تمام تبرکات بابا صاحب کے سپرد کئے گئے۔

دہلی میں بابا صاحب نے اپنے مرشد گرامی کی خانقاہ میں قیام فرمایا۔ دن رات عبادت میں مشغول رہتے اور صرف نماز جمعہ کے لئے گھر سے باہر تشریف لاتے۔ ایک جمعہ کو گھر سے باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک درویش باہر کھڑا ہے۔ اس نے بابا صاحب کا دامن پکڑ لیا۔

”شیخ العالم! ہائسی کے لوگ آپ کی جہالتی میں ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں۔ ہم فریٹے اور لائسی کو پھر اپنے قدمِ محبت از دم سے مشرف فریٹے۔“

بابا صاحب نماز جمعہ سے فارغ ہوئے تو اپنے لائسی جانے کے لئے اپنے ارادے کا اہار کیا۔ اس سے لوگوں میں سخت اضطراب پیدا ہوا اور انہوں نے آپ کے دہلی میں قیام کرنے کی درخواست کی لیکن بابا صاحب نے فرمایا:

”دہلی کی نسبت لائسی کو میری زیادہ ضرورت ہے۔ اس لئے میرا دل جانا ضروری ہے۔“

یہ سن کر لوگ خاموش ہو گئے اور بابا صاحب لائسی تشریف لے گئے۔

دہلی میں بھی ایک مدت تک قیام فرما رہے۔ وہاں کے لوگوں نے بابا صاحب کو بخود سے خوب خوب فیض اٹھایا۔ شیخ جمال الدین لائسی عرصہ سے وہاں مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول تھے۔ بابا صاحب نے اپنی لائسی توجہ سے انہیں درجہ کمال تک پہنچا دیا اور جب جوہر خلق حد درجہ پڑھا تو شیخ جمال الدین لائسی کو اپنی سند صلافت و دیگر انہیں لائسی میں شہرے کی جہالت فرمائی۔

اگرچہ وہاں جوہر پاک تین اکی طرف چل پڑے۔ جہاں کفر و شرک میں ڈوبی ہوئی مخلوق کا بطاقت سے باران رحمت کا منظر تھا۔

## بابا صاحب پاک پٹن میں

ہنسی سے بابا صاحب کھتوال پہنچے اور اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں پہنچے۔  
لیکن خلعت کا یہ مال تھا کہ ہر طرف سے ٹوٹی پڑتی تھی۔ آپ لطیفاً ملت پند تھے۔ جب  
ہجوم خلق سے بیزار ہو گئے تو ایک روز والدہ صاحبہ سے اجازت لے کر کھتوال سے چل پڑے  
پہرتے پھرتے ایک غیر معروف قصبہ اجودھن میں پہنچے۔ اجودھن ان دنوں جنگوں سے گرم  
ہوا اور شہر تالار میں کا دل پسند نہ تھا۔ قصبہ کے اطراف میں دور دور تک کھار اور شہر  
کی بستیاں تھیں۔

بابا صاحب نے اپنے قیام کے لئے اس جگہ کو پسند فرمایا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک  
شب خواب میں آپ کے مشرک گرامی حضرت قطب العالم نے ندا فرمایا کہ فرید! اس قصبہ میں  
مستقل طور پر قیامت اختیار کرو اور مخلوق خدا کو راہ حق کی طرف بلاؤ۔  
غرض اجودھن سے باہر مغرب کی سمت کریک ایک درخت کے نیچے بابا صاحب نے  
اپنا مصلیٰ بچھا دیا اور یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

## مخالفت

بابا صاحب کی شبانہ روز گوش سے جب اجودھن کے دروہو از قال اللہ وقال رسول

اللہ اجودھن کے قریب ہی ایک اور قصبہ تھا۔ بابا صاحب ان دنوں کے کئی دیر ایک پاک جگہ پر بیٹھ کر  
دُشویا غسل فرمایا کرتے تھے اجودھن کے لوگ اس جگہ کو پاک لوگ کا پٹن کہتے تھے اور اس جگہ کا ادب  
کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ اس پورے علاقے کا نام پاک پٹن مشہور ہو گیا۔

جئے تھے اور ہر طرف مسلمانوں کی چل پھل ہو گئی تو بعض کوتاہ اندیش شخص حدِ نفس  
سے بابا صاحب کی مخالفت کرنے لگے۔ ان مخالفوں میں سب سے پیش پیش اجودھن  
کا دہیشی امام اور قاضی تھا جس نے پہلے تو حکومت کے کاغذوں کو بابا صاحب  
نے لے کر رکھ لیا اور جب اس سے اس کا عجیب و غریب توبہ بابا صاحب کے ذوقِ سماج پر  
مندان کے اعتراضات کرنے لگا۔

ادھر بابا صاحب کی وسیع اقلیتی کا یہ عالم تھا کہ وہ مخالفوں کی حرکات کو مطلق  
مطلبین نہ لانتے تھے اور اپنا دل سیلا نہ کرتے تھے۔ بابا صاحب کی اس شانِ بے انتہائی  
قاضی کا فقہ اور بھوک اٹھا اور اس نے سماج کے جواز اور عدم جواز کے مسئلہ کی آڑ  
بابا صاحب کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ اُس نے ملتان کے عمار سے آپ کے  
ادب کو بی حاصل کرنے کی کوشش کی اور اپنے ایک خط میں ملتان سے استفسار  
کا ایک شخص جو اہل علم میں سے ہے۔ قوالی سنتا ہے اور وجد کرتا ہے۔ اُس کے بارے  
میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ملتان نے قاضی کو تحریر کیا کہ اس شخص کا نام نکھو۔ قاضی نے بابا صاحب کا  
نام نہ لکھا۔ ملتان نے حضرت کے خلاف فتویٰ جاری کرتے سے صاف انکار کر دیا  
تو قاضی کو لکھا کہ تم نے ایک ایسے مدینِ خلافت کا نام لکھا ہے جو تمام علومِ شریعت کا  
مستند ہے۔ ہماری کیا مجال کہ اس کے قول و فعل پر اعتراض کریں۔

قاضی کا یہ حربہ ناکام ہوا تو اس نے ایک آوارہ گرو لالچی قلندر کو بابا صاحب  
سے متن پر آمادہ کیا۔ یہ شخص پٹروں کے نیچے اسی کہیں ایک تیز دھاچھرا چھپا کر آپ کے  
انسان پر پہنچا۔ بابا صاحب اس وقت عبادت میں مشغول تھے اور سجدہ میں پڑے ہوئے

تھے۔ صرف سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ آپکے پاس موجود تھے۔

بابا صاحب نے حالت سجدہ ہی میں فرمایا :

”یہاں کوئی موجود ہے؟“

حضرت سلطان المشائخ نے جواب دیا :

”آپ کا غلام نظام الدین حاضر ہے۔“

بابا صاحب نے فرمایا : یہاں ایک قلندر کھڑے ہو گا انوں میں سفید رنگ کے رتد پہنے ہوئے ہے۔

سلطان المشائخ نے اثبات میں جواب دیا تو بابا صاحب نے فرمایا۔

”اس شخص کی کمر کے ساتھ پتھر بندھا ہے اور میرے قتل کے ارادے سے آیا ہے۔ اس سے کہہ دو کہ اپنی ماقبت خراب نہ کرے اور یہاں سے چلا جائے۔“

اس سوال و جواب کے قلندر پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ وہ جھاگ اٹھا اور میدھا

قاضی کے پاس جا کر دم لیا اور لائے کہا :

”ایسے مرد خدا کو قتل کرنا میرے بن میں نہیں ہے۔“

اب قاضی نے ایک پٹواری کو گام کیا۔ جس نے بابا صاحب کے فرزندوں کو ناحق ستانا

شروع کیا۔ جب اس کا غلظت حد سے بڑھ گیا تو صاحبزادوں نے بابا صاحب سے فریاد کی۔

بابا صاحب جلال میں آگئے اور اپنا عصا زور سے زمین پر پڑکا اور فرمایا :

”اب وہ تمہیں ننگ نہیں کرے گا۔“

اسی وقت غلام پٹواری کے پیٹ میں درد اٹھا۔ اسے بابا صاحب کے فرزندوں پر

اپنی زیادتیاں یاد آئیں۔ اس نے لوگوں سے کہا : مجھے بابا صاحب کی خدمت میں سے چلو

والا اے چارپائی پر ڈال کر بابا صاحب کی خدمت میں لا رہے تھے کہ راستے ہی میں اس کا

انقال ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپکے خلاف قاضی کی تمام سازشوں کو ناکام بنا دیا اور رفتہ رفتہ آپ

تمام دشمن اور حامد غائب ہو کر بیٹھ گئے۔

### مُریدوں کی تربیت

ایک روز مولانا جمال الدین ہنسوی جنگل سے واپس آیا اور مولانا بدر الدین اسحاق کو لایا

لئے۔ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے انکو اُٹھانے کے لئے چڑھنے پر

دعا فرمادیا۔ اتفاق سے اس روز لنگر خانے میں نمک موجود نہ تھا۔ سلطان المشائخ بازار جا

کر قبائل سے نمک قرض لاتے اور بیچوں میں ڈال دیا جس وقت دسترخوان بچھا یا گیا اور سب

مذاہر جمع ہو گئے تو دُعا پڑھنے کے بعد حضرت بابا صاحب نے فقہ اٹھایا مگر فوراً ہی واپس

دکھ دیا اور فرمایا :

فقہ کراں ہے کوئی شیعہ الی بات معلوم ہوتی ہے۔

یہ سن کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا : حضور اکرامؐ

نہ حضرت مولانا سید بدر الدین اسحاق لائے ہیں اور ٹیلے مولانا جمال الدین لائے ہیں پانی مولانا

اسم الدین نے بھڑپے اور ان کو جوش میں لے دیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ فقہ کس سبب سے

راں ہے۔

حضرت بابا صاحب نے ایک لختہ تیل کے بعد فرمایا :

”نمک کہاں سے آیا؟“



اتنا سنا تھا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء حیران رہ گئے اور ہاتھ جوڑ کر عرض  
خضو کی ذات گرامی کا شہد حالات ہے۔ یہ خطا مجھ سے سرزد ہوئی ہے۔ یہ ٹیلے کران  
کیلے ہوتے ہیں، اگر ان میں نمک بھی نہ ہو تو پھر یہ کیسے کھائے جائیں گے۔ معنی اس خیال  
سے میں نے اس میں نمک قرض لے کر ڈالی یا ہے۔ حضرت یونسؑ کو فرمایا: اچھا اب  
اس کھانے کو دوسرے فقرائیں تقسیم کر دو۔ پھر فرمایا: ”نظام الدین! درویشان  
اگر بغاقت میں نہ رہے لذت نفس قرض نہ گیرند۔“  
حضرت سلطان المشائخ نے اسی وقت دل میں ہمد کیا کہ آئندہ تمام عمر قرض نہیں  
لوں گا۔ بابا صاحب نے انکی طرف دیکھا اور فرمایا: انتشار آئندہ تم کو قرض لینے کی  
ضرورت بھی نہ پڑے گی۔

### تنگ دستی کا علاج

حضرت بابا صاحب کے پاس جب بھی کوئی شخص دینی یا دنیاوی شکل لے کر آتا تو  
وہ اسے کتابت سنت کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دیتے۔ عام طور پر صبر کی تلقین  
فرماتے اور نماز پڑھنے کی ہدایت فرماتے۔ ایک روز ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر  
عزنی کی کیا حضرت! میں عین تنگ دست ہوں۔ گھر میں عام طور پر ناقول کی نوبت آجاتی ہے  
اپنے اس کے دعا فرمائی اور پھر اسے ہدایت کی کہ ہر روز رات کو سونے سے پہلے سورہ جمعہ پڑھ لیا کر۔

### بلین کے نام خط

ایک بار پاکستان میں کوئی ضرورت مند بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض

حضرت بابا! دشاہ کے نام ایک معاشی خط لکھ دیجیے تاکہ میرا کام بن جائے۔ اپنے اس  
ایا: نام کرنے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہے، میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں اس  
سے کہ تمہارے کام آئے اور حضرت بابا صاحب نے سلطان بلین کے نام یہ خط لکھ کر دے  
دیا۔  
فقت قصته الى الله ثم اعلمه  
یعنی میں نے اس شخص کی ضرورت  
سقطه شيئا فالعطي هو  
اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا۔ پھر تیرے  
انت الشكر و ان لم تقطه  
پاس بھیج دیا۔ اگر تو اس کو کچھ دے دیا تو دین  
والله تعالیٰ کی ہوگی اور یہ تیرا شکر گزار ہو  
سا فالمانع هو الله وانست  
گا اور اگر کچھ نہ دے گا تو روک خدا کی  
عذو۔  
ان سے ہوگی اور اور تُو معذور سمجھا جائے گا۔

### غوث بہار الحق سے تعلق

حضرت شیخ الاسلام بہاؤ الحق زکریا ملتانیؒ اور حضرت بابا صاحب کے درمیان بہت  
جست جہتی۔ بابا صاحب جب بھی انہیں خط تحریر فرماتے تو شیخ الاسلام بہاؤ الحق زکریاؒ  
لکھتے۔ ایک دفعہ لوگوں نے پوچھا آپ حبیب بھی حضرت کا نام لیتے ہیں تو شیخ الاسلام  
نزدک کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے لوح محفوظ پر ان کے نام نہ لیا کیساتھ شیخ الاسلام  
لکھا ہوا دیکھا ہے (ایرا اولیاء ص ۸۲)

ایک دفعہ حضرت شیخ الاسلام بہاؤ الحق زکریا ملتانیؒ نے بابا صاحب کو خط لکھا جس  
میں تحریر فرمایا کہ میرے تہارے درمیان عشق باندی ہے۔ بابا صاحب نے جواب میں لکھا کہ



میرے اور آپ کے درمیان عشقِ توبہ مگر بازی نہیں ہے۔ (سیر العارفین ص ۵۴)

### بزرگوں کی روش

حضرت شیخ بردا لہین غزنوی آپ کے پیر بھائی تھے۔ دہلی میں ملک نظام الدین غزنوی نے ان کے لیے ایک خانقاہ بنوادی تھی۔ جہاں ان کے آرام و آسائش کا سارا سامان ہم پہنچایا تھا۔ ایک دفعہ ملک نظام الدین زورِ کثیر کے فتن میں ماخوذ ہوا۔ جس سے شیخ بردا لہین کے آرام میں بھی خلل پڑنا شروع ہوا۔ ان حالات میں انہوں نے بابا صاحب کی خدمت میں ورد بھیج کر خط لکھا اور سارے حالات بیان کئے اور دُعا کی درخواست کی۔

غیر الدین و ملت یارِ زیرک

کہ ہوش در کرامت زندگانی

درینا خاطر مگر جمع داری

بدحش کر دے گوہرِ فانی

بابا صاحب نے یہ خط پڑھا تو جواب میں تحریر فرمایا:

”عزیز الوجود کا رقعہ لا درجہ کچھ اس میں درج تھا اس سے آگاہی ہوئی جو کوئی اپنے بزرگوں کی روش پر نہ چلے گا ضرور بے کلمے اس طرح کا ہار پائش آئے اور وہ ہم دلم سے دوچار ہوا۔ ہمارے پیرانِ عظام میں سے کون تھا جس نے اپنے لئے خانقاہ بنوائی اور اس میں بے نیلایا اور ایسی راہ

### ذوقِ سماع

ایک روز حضرت بابا صاحب کو سماع کا ذوق ہوا۔ اتفاق سے اس وقت کوئی قوال

بود تھا۔ آپ نے حضرت مولانا بردا لہین اسحاق سے فرمایا کہ وہ خط جو فاضل حمید الدین گورکھی نے لکھا ہے، لاؤ اور سناؤ۔ مولانا کھڑے ہوئے اور خط پڑھنا شروع کیا۔ اس میں حمد و ثناء کے بعد تحریر تھا:

فیتر، حقیر، نحیف، ضعیف، بندہ درویشانِ درویدہ خاکسارِ ایشان  
عطا المعروف حمید الدین ناگوری۔

اتنا سنا تھا کہ بابا صاحب پر کفایت طاری ہو گئی اور مولانا نے خط کی یہ رباعی پڑھی تو بابا صاحب پر وجد طاری ہو گیا:

آں عقل کجا کہ در کما سے تورد

آں روح کجا کہ در جلالِ تورد

گیرم کہ تو پردہ گرفتگی ز جمال

آں دیدہ کجا کہ در جمالِ تورد

اسی طرح ایک روز آپ کو ذوقِ سماع ہوا اور آپ کی زبان پر مولانا نظامی کا یہ شعر

آیا۔

نظامی انچہ اسرارِ راست کہ خاطرِ جیاں کزی

کے سرش نیکند زبانِ درکش زبانِ و سرش

اس شعر کو آپ تمام دن پڑھتے رہے، پھر رات کو بھی یہی حال رہا اور دوسرے

دن بھی۔

ایک روز سماع کی نزہتِ وقت پر گنگوہر پوری تھی تو فرمایا: ہجان اللہ! کوئی

جلی کر رکھ کر جائے اور دوسرے ابھی اشتیاق ہی میں ہوں۔

ایک بار فرمایا: ساج انہی لوگوں کے لیے جائز ہے جو اس میں ایسے مستغرق ہوں کہ ایک لاکھ تویں اُن کے سر پر ایسی جائیں یا ایک ہزار فرشتے اُن کے کان میں کچھ کہیں تو بھی اُن کو خبر نہ ہو۔  
(راۃ القلوب صفحہ ۱۲)

## وصال

ذوالحجہ ۱۲۳۳ھ کے آخری دنوں میں بیماری نے شدت اختیار کر لی اور پچوبے ہوشی کے دورے ہونے لگے لیکن اس کے باوجود آپ کی کوئی نماز مستحکم نہ تھی نہ نفل عبادت نہ تکبیر نہ ہوتی اور وظائف اور اچھی وقت پیدا ہوتے تھے۔ حرمِ مطہر کی پارتاریخ کو دہلی سے آپ کے مخلص قدیم سید محمد کران پرستش احوال کے لیے پاک تپن آئے۔ حضرت بابا صاحب اس وقت حجرہ میں تھے اور دروازہ بند تھا۔ باہر صاحبزادگان اور چند مریدان آپ کی جانشینی کے متعلق سرگوشیاں کر رہے تھے۔ جیسے ہی ان حضرات نے سید محمد کران کو دیکھا تو کہا: اس وقت اندر نہ جانا، حضرت کی طبیعت نامناسب ہے۔ سید صاحب باہر بیٹھے بیٹھے بیٹھے کہیں دلی سے چل کر آیا ہوں، اگر یہ لوگ مجھے حضور کی قدم دلی تو کیا ترجیح ہے آخر اُن سے ضبط نہ ہو سکا اور وہ حجرہ میں داخل ہو گئے اور بابا صاحب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ آپ نے انہیں کھڑیں اور پوچھا:

”سید کیا حال ہے؟“

عرض کیا: ”حضور کی دُعا سے چٹا ہوں“ ابھی حاضر ہوا ہوں۔ اس کے بعد سید صاحب نے دہلی کے علما و مشائخ کے سلام عرض کئے۔ آخر میں حضرت تاج نظام الدین اولیاء کا سلام عرض کیا۔ جیسے ہی بابا صاحب نے حضرت تاج نظام الدین اولیاء کا نام سُننا تو عرض

ارو پوچھا:

اُن کا کیا حال ہے؟

عرض کیا: وہ ہر وقت حضور کی یاد میں رہتے ہیں۔ میں نے کہا بابا صاحب! خوش رہنے اور مولانا برائین اسحاق سے فرمایا کہ جو تبرکات مجھے سلسلہ بہ سلسلہ اپنے حضرت سے پیچھے ہیں وہ نظام الدین محمد بلوچی کا حق ہے، اُنکو پہنچا دینا۔

بعد از نماز مغرب آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ عشا کی نماز اپنے جامعیت سے ادا کی، پھر بے ہوش ہو گئے۔ جوش میں آنے کے بعد اپنے سوال کیا: میں نے عشا کی نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کی گئی: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ایک مرتبہ پھر پڑھ لوں۔ دوبارہ نماز عشا ادا کی تو پھر بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آنے کے بعد پھر یہی سوال کیا۔ کہا گیا: آپ دوسرے عشا کی نماز پڑھ چکے ہیں، فرمایا: ایک دفعہ اور پڑھ لوں، ممکن ہے پھر موقع ملے۔ یہ فرما کر آپ نے عشا کی نماز دُعا کی اور پھر تہذہ و فصول کیا۔ اس کے بعد سجدہ کیا اور سجدہ جہ میں ایک مرتبہ دوسرے یا سَاحَّ یا قَیُوم کہا اور جال جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

وفات سے چند منٹ پہلے پوچھا: نظام الدین دہلی سے آئے یا نہیں؟ کہا گیا: جی نہیں۔ فرمایا: میں بھی اپنے شیخ کے انتقال کے وقت اُن کے پاس موجود رہتا تھا، ہانسی میں تھا۔

حضرت تاج نظام الدین اولیاء کا علاج ہوئی تو وہ پاک تپن آئے۔ حضرت بابا صاحب کا مزار شریف تعمیر کرایا اور اس اہتمام سے کہ ہر اینٹ پر ایک قرآن شریف ختم کیا۔

## معمولات

بابا صاحب کا معمول تھا کہ وہ آنے والوں کی ہوسوت کے لیے اپنی خانقاہ اُدھی رات تک کھلی رکھتے تھے۔ رات کا زیادہ حصہ عبادت میں گزارتے تھے اور سورج طلوع ہونے کے بعد بھی عبادت اور مراقبہ میں مشغول رہتے تھے۔ مہارت و صفائی اُن کی فطرتِ ثانیہ تھی۔ ہر روز غسل فرماتے۔

صبح عبادت کے بعد دو گھنٹے تک طولِ سجدہ کرتے اور اس دوران میں کبھی پُپ چاپ دعا مانگتے اور کبھی اپنے خالق و مالک کی حمد و ثناء میں اشتغال پڑھتے۔ کبھی تمام مخلوق کے لئے رحمت و بخشش کی دعائیں مانگتے اور بے حد گریہ زاری کرتے۔ اس کے بعد دوپہر تک آنے والوں سے ملاقات کرتے۔ پھر مختصرے قیولے کے بعد غازیہ طہر ادا کرتے اور اس کے بعد خانقاہ کے کلہوٹوں کی ضروریات پوری کرنے پر توجہ دیتے۔ ہر ایک سے اُس کی تیرت دریافت فرماتے اور کسی کو کوئی تکلیف ہو تو فوراً دور کرنے کی کوشش کرتے۔ ہر کئے والا ان تک سالی حاصل کر کے آتا تھا۔

## مقامِ رضا

نہرو ریاضت میں بابا صاحب کی مثال نہ تھی۔ عمر کے آخری ایام میں اکثر فرمایا کرتے تھے: چالیس برس تک اللہ کے بندے مسعود نے اپنے آقا و مولیٰ کی اطاعت کی۔ اب گزشتہ پندرہ برسوں سے یہ حالت ہے کہ آقا کی ذرہ نازی سے مسعود کے فکر و خیال میں جو کچھ آیا، وہ حقیقت ثابت ہوا اور مسعود نے جو بھی آرزو کی، وہ پوری ہوئی۔

## بابا صاحب کے خلفاء

حضرت کے بے شمار خلفاء تھے۔ جن کا مکمل رجز حضرت جمال الدین ہانسوی کے پاس تھا۔ بعض خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

- ۱ حضرت خواجہ قطب شیخ جمال الدین ہانسوی  
ولادت ۵۸۳ھ خلافت بمقامِ ہانسوی ۶۲۴ھ وصال ۶۵۹ھ
- ۲ حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ  
ولادت ۵۷۱ھ وصال ۶۶۴ھ
- ۳ حضرت محمد دم ملا و الدین علی احمد صاحبِ گریز  
ولادت بمقامِ بہارت ۶۱۴ھ خلافت و روانگی گریز ۶۴۶ھ وصال ۶۶۹ھ
- ۴ حضرت شیخ بدر الدین اسحاقؒ  
بابا صاحب کی خدمت میں حاضری ۶۴۶ھ وصال ۶۹۳ھ مزار پاک پٹن شریف۔
- ۵ حضرت نعیر الدین تپنیؒ  
ولادت ۶۳۷ھ مزار موضع چوہانہ مضافات پٹنہ قبول
- ۶ حضرت بدر الدین سلیمانؒ بابا صاحب کے فرزندِ اکبر  
ولادت ۶۳۵ھ - سجادگی ۶۶۱ھ وصال ۶۶۵ھ
- ۷ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الہی رحمۃ اللہ علیہ  
(تحریر خواجہ عابد نقوی)

## حالات زندگی

سُطان الشَّیخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الہیؒ

حضرت شیخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ آپ کا دل انوار منزل ہمیشہ کتب معتبرہ و قصوف کے مطالعہ کی طرف مائل رہتا تھا۔ آپ تیسرے صدی شمسول و کلام اور فقہ امام ابوحنیفہؒ میں اتھارہ تمام رکھتے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت سید احمد بن دانیال خرفنی (افغانستان) سے ہندوستان آئے اور شہر ہریوں (بھارت) میں مقیم ہوئے۔

حضرت شیخ نظام الدین اولیا راسی شہر ہریوں میں ماہ صفر ۷۳۴ ہجری میں متولد ہوئے۔ پانچ برس کے تھے کہ والد ماجد نے انتقال فرمایا۔ والد محترم نے انہیں ایک مکتب میں داخل کیا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں تعلیمی استعداد کا یہ حال تھا کہ ہریوں میں انہیں مزید تعلیم دینے والا کوئی مدرس موجود نہ تھا۔ آخر حضرت اپنی والدہ ماجدہ کو یکڑہلی آئے اور ہلال طشت دار کی مسجد کے نیچے ایک حجرہ میں سکونت اختیار کی۔

اس وقت دہلی میں ایک فاضل متبحر اور سرآمد ملائے وقت خواجہ شمس الدین خوارزمی تھے جنہیں بعد میں سلطان فیاض الدین طہس نے شمس الملوک کا خطاب دیکر منصب وزارت

تقریبیں کیا۔

ساج الدین سنگ ریزہ نے انکی مدح میں لکھا ہے۔

شہسازوں بکام دل دوستان شہی

فرماندہ ممالک ہندوستان شہی

وزیر ہونے سے پہلے شمس الملک درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ ان سے مل کر ان کے شاگردوں کی سلاطین میں شملک ہو گئے۔ ان کے پاس ایک حجرہ خالص مطالعہ کے واسطے تھا۔ جس میں صرف تین شاگرد (جو انتہائی ذہین اور صاحب استعداد ہوتے) سبق پڑھتے تھے۔ باقی سب شاگرد حجرہ کے باہر سبق پڑھتے۔

حضرت شیخ نظام الدینؒ کے نامہ تدریس میں ان میں خوش قسمت شاگردوں میں ایک ملاطبت الدینؒ نامی دوسرے آثار اہل ان الدینؒ عبدالباقیؒ اور تیسرے حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ تھے۔

شمس الملک کو جب حضرت شیخ نظام الدینؒ اولیاءؒ کی تیزی فہم اور ذہانت علمی سے آگاہی ہوئی تو وہ سب شاگردوں سے زیادہ انکی تعلیم کرنے لگے۔ مولانا شمس الدینؒ کی کلمات صحیحہ کو کسی روز کوئی شاگرد مدرسے میں نہ آتا تو کنگے روز اس سے اذراہ دل لگی جراتے : میں نے کیا تصور کیا تھا کہ تو غیر حاضر ہوا۔ مجھے بتاؤ کہ میں پھر وہی تصور کروں، لیکن شیخ نظام الدینؒ اولیاءؒ جب کسی وجہ سے مدرسے نہ آتے تو مولانا شمس الدینؒ نہیں یاد کر کے یہ شعر پڑھتے تھے

باری کم از آسم گاہ گاہے

آئی و بیا کنی نگاہے

شیخ نظام الدینؒ اولیاءؒ زمانہ تدریس میں حضرت شیخ نجیب الدینؒ متوکل (برادر حضرت شیخ زید الدینؒ مسعود گنج شکر) کے ہمایار تھے۔ جو ہر سب سے ملہار و بلی پر فوقیت رکھتے تھے۔ حضرت شیخ نظام الدینؒ اولیاءؒ اکثر ان کی صحبت بابرکت میں بیٹھے اور مستغنی ہوتے۔

شیخ نظام الدینؒ اولیاءؒ تدریس سے فارغ ہو کر مراتب عالیہ پر فائز ہوئے تو انہیں ماسکس کے لئے عہدہ قضائی نکل ہوئی۔ ایک روز انہوں نے دوران گفتگو شیخ نجیب الدینؒ متوکل سے کہا کہ میرے لئے دھارے غیر فرما میں کہیں کسی مقام کا قاضی مقرر ہو جاؤں اور خلق خدا کو انصاف سے راضی کروں۔ حضرت شیخ نجیب الدینؒ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ شیخ نظام الدینؒ اولیاءؒ کو گمان گزرا کہ شاید شیخ نجیب الدینؒ نے انکی بات نہیں سنی۔ اس لئے دوبارہ باوازل بلند کہا : حضرت ! دھارے فرمائیے کہ میں کسی مقام کا قاضی بن جاؤں۔ اس مرتبہ شیخ نجیب الدینؒ متوکل نے فرمایا : نظام الدینؒ ! قاضی نہ بنو، کچھ اور بنو۔ پھر مشورہ دیا کہ میرے بھائی شیخ فرید الدینؒ مسعود گنج شکر سے ملاقات کرو۔

اس رات شیخ نظام الدینؒ اولیاءؒ جامع مسجد بلی میں تیمم تھے۔ اتفاق سے صبح اذان سے قبل توذن نے مینارہ پر کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھی :

المدین للذین آمنوا ان تفتنق قلوبہم لذلک اخلہ۔

یہ سنتے ہی حضرت کا حال متغیر ہوا اور فوراً بلی نے ان کو گھیر لیا۔

اس وقت شیخ العالم فرید الدینؒ مسعود گنج شکر کی بزرگی اور کرامات کا شہرہ عالمگیر تھا۔ یوں بھی شیخ نجیب الدینؒ متوکل کی مجال میں ناہابا حضرت شیخ العالم کی سیرت کے اوصاف سن کر شیخ نظام الدینؒ اولیاءؒ ان کی زیارت کے پہلے ہی شائق تھے۔ اب جو صبح ہوئی تو بغیر زاد راہ کے پیادہ پا قصبہ اجوڑ میں (پاک پٹن شریف) کی سمت رواں ہو گئے

اور پختہ کنہر کی ناز کے وقت حضرت شیخ العالم کی زیارت باسادت سے مشرف ہوئے  
حضرت شیخ العالم نے انہیں دیکھتے ہی یہ شعر پڑھا۔

لے آتشِ فراقِ جاننا عذابِ کردہ

بیلابِ اشتیاقِ دلہا کیابِ کردہ

شیخ نظام الدین نے چاکر شیخ العالم سے اپنے دلی اشتیاق و احساں کا حال بیان  
کریں لیکن ان پر اس قدر دہشت غالب ہوئی کہ کچھ عرض نہ کر سکے۔ حضرت شیخ العالم نے  
انکی یہ حالت شاہدہ کر کے فرمایا:

کل دخیل دہشتہ

پھر بڑی محبت سے فرمایا: مرحبا خوش آمدید۔ انشاء اللہ العزیز دینی و دنیوی  
نعمتوں سے سرشار ہو گئے پھر شیخ نظام الدین اولیاء نے حضرت شیخ العالم سے عرقہ درویشی  
پایا اور یہ ان خاص کی سلکت میں منتظر ہوئے۔

ان دنوں حضرت شیخ العالم کچھ حکم نہایت تنگ دستی میں مبتلا تھے آپ کے متعلقین  
اور فرزند کثرتِ فاقہ سے وقت گزارتے اس کے باوجود عافیتِ فلک پایگاہ کا کوئی فردِ آرزو  
دیگر نہ تھا۔ ہر ایک کے چہرے پر صبر و شکر کی رونق تھی۔ مولانا بدر الدین اسحاق بھاری  
کو صاحبِ مقول و منقول تھے، مگر ناز کے لیے جھگڑے میں لگتا تھا اور مولانا شیخ جمال الدین  
ہنسوی ہنس رہے تھے (جن کا ہمارا گونا گوارہا ہے) لاتے اور مولانا حسام الدین کابلی  
پانی لاتے اور لنگر ناز کی دیکھ دھرتے۔ اور شیخ نظام الدین اولیاء آرزو سے صدق  
معا کا اتیار کرتے اور افکار کے وقت شیخ العالم کی مجلس میں درویشوں کے سامنے پیش کرتے۔  
ایک دن جب تمام حاضرین مجلس اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے اور کھانا سامنے رکھا گیا

شیخ العالم نے تمنا اٹھا کر فرمایا: یہ تقدیر میرے ہاتھ میں گرانا معلوم ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر  
بہلا رکھ دیا۔

نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ شیخ العالم کا یہ کلام سننے ہی پر بدن کا پینے کا لگا ہوا  
دھوکہ نہایت ادب سے عرض کیا: غریب نواز، بکریاں اور ٹیلے اور پانی مولانا  
ان مولانا حامد الدین اور شیخ جمال الدین لائے ہیں، شہر کا سبب معلوم نہیں  
نور پر سب مال روشن ہے۔

شیخ العالم نے فرمایا: سالن میں جو نمک ڈالا گیا ہے وہ کہاں سے آیا ہے؟ شیخ  
نور الدین نے یہ سنتے ہی سر زمین پر رکھ کر عرض کی: آج عافیت میں کچھ موجود نہ تھیں اس  
باب میں نمک قرض لے کر ڈالا ہے۔

شیخ العالم نے ارشاد فرمایا: فقر افاقہ سے مرعابیں تو بہتر ہے، لیکن لذتِ نعمت کی  
طامع انہیں کسی سے قرض نہیں لینا چاہیے۔ کیوں کہ قرض اور نوکل کے درمیان فتنہ و تشویش  
ہے کہ اگر ادا نہ ہوا تو اس کا وبال تیامت تک مقروض کی گردن پر ہے گا۔ پھر فرمایا کہ  
کھانا درویشوں کے آگے سے اٹھا کر قضاہوں میں تقسیم کیا جائے۔

شیخ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ یہ کبھی کبھار دوسرے لوگوں کی طرح حضرت درویش  
کے وقت قرض لے لیا کرتا تھا، لیکن اس روز میں نے پتہ ادا نہ کر لیا کہ اندہ کبھی سخت ضرورت  
میں بھی قرض نہ لوں گا۔ حضرت شیخ العالم نے وہ کھل جس پر تشریف فرما تھے، مجھے عنایت  
فرمایا اور دعا فرمائی: اے عالمین! آئندہ نظام الدین کو کبھی قرض کا محتاج نہ کرنا۔

ایک دن کے بعد جب شیخ نظام الدین اولیاء خدمتِ گداری اور اطاعتِ شہادی  
سے مرتجک الگ کیے گئے شیخ العالم نے انہیں ملحقِ خدا کی دامت و تکمیل کی اجازت دے کر



۴۵۹ء کو دہلی روانہ فرمایا

دہلی میں شیخ نظام الدین نے غیاث پور میں حکومت اختیار فرمائی۔ یہاں دو شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک شیخ برہان الدین غریب، دوسرے دولت آباد دکن میں مدفون ہیں اور دوسرے شیخ کمال الدین یعقوب (جن کا مزار اپنی گجرات میں واقع ہے) اور دکن بزرگ دوسرے غلام سے پہلے فرقہ خلافت پاک تحصیل کمال اور ریاضت نفس میں مشغول تھے غیاث پور میں شروع شروع میں نہایت سچی سے گزارشات ہوتی تھیں۔ اکثر ایسا ہوتا کہ چار چار روز تک کچھ کھانے کو نہ ہوتا۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء اور دیگر درویش پانی سے روزہ افطار کرتے۔ انہی دنوں ایک عاصی عورت نے جو حضرت سے توسل رکھتی تھی اور ہمیشہ میں رہتی تھی۔ موت کا تگ نہ مخریدی اور کچھ اٹھ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں بطور نذرانہ بھیجا۔

حضرت سلطان المشائخ نے شیخ کمال الدین یعقوب سے فرمایا کہ اس آٹے کو دیگ میں ڈال کر پکاؤ شاید کسی آنے والے کا حصہ ہے۔ شیخ کمال الدین پکائے میں مشغول تھے کہ اچانک ایک درویش گدے پوش کسی مقام سے وارد ہوئے اور آٹے ہی حضرت سلطان المشائخ سے کہا: جراثیم ہے، اس سے روہن نہ کر۔

حضرت نے فرمایا: آپ چند لمبے استراحت فرمائیں۔ ابھی کھانا تیار ہوتا ہے تو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں

درویش نے کہا: جیسا بھی ہے، فوراً آؤ۔

یہ سن کر حضرت اٹھے اور دونوں ہاتھ سے کچھ ہوتی دیکھ کے کنارے کچھ کران کے سامنے لائے۔ درویش نے دیکھ اٹھا کہ زمین پر پٹے ماری اور فرمایا: شیخ فرما دین گنج

نے گفت: ہاں شیخ نظام الدین اولیاء کو ارزانی فرمائی اور میں نے ان کی غامری محتاجی کو ایک کو توڑ ڈالا۔ یہ کہا اور سب کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

اس کے بعد تو یہ ہوا کہ ہزاروں لاکھوں آدمی حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور فرقہ خلافت پاک درجہ عالی اور مقام متعالی پر فائز ہوئے۔ خیر العباد میں ہے کہ ایک دن مولانا حامد الدین نصرت خانی اور مولانا جمال الدین نصرت خانی اور مولانا شرف الدین کاشانی حضرت شیخ المشائخ کے دربار میں بیٹھے تھے۔ شیخ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر کوئی شخص دن کو کھانا اور رات کو قائم ہے تو یہ نام نہایت بھل ہے کہ یہ وہ تو میں بھی یہ کام کر سکتی ہیں لیکن مشغولی حق کو مرنے والے طلبگار اس کی بدولت بارگاہ پر دروگاریں راہ پاتے ہیں اور مشاہدہ ذات کی دولت سے فیض یاب ہوتے ہیں، وہ ان عبادتوں سے اور اہم ہے۔ ماضی میں نے جب یہ کلام سنا تو خیال کیا کہ شیخ کسی خصوصی عبادت کا ذکر فرمائیں گے لیکن حضرت شیخ المشائخ نے فرمایا: انشاء اللہ تعالیٰ میں کسی مناسب وقت پر اس کا تذکرہ کروں گا۔ عزیزوں نے کئی ماہ اس انتظار میں گزار دیئے۔

ایک روز یہ سب حضرات مجلس میں حاضر تھے کہ محمد کاشف (جو سلطان علاؤ الدین غلی کے دیوان کا داروغہ تھا) وارد ہوا اور حضرت کے سامنے مودب بیٹھ گیا حضرت نے پوچھا: محمد کاشف! کہاں تھے؟

عرض کی: غریب نواز! دیوان مام میں تھا۔ آج تو سلطان علاؤ الدین غلی نے پیاس ہزار روپے بندگان خدا کے واسطے انعام فرمائے ہیں۔

یہ سن کر حضرت شیخ نے مولانا حامد الدین نصرت خانی اور دوسرے حاضرین کو متوجہ



کر کے فرمایا:

بھلا تاؤ! بادشاہ کا یہ انعام بہتر ہے یا عہد کا وفا کرنا بہتر ہے جو ایک فرد میں  
نے تمہارے ساتھ کیا تھا؟

یہ سن کر سب حاضرین آداب بجالائے اور عرض کی: وفائے عہد شہت بہشت  
سے بہتر ہے۔ پچاس ہزار روپے نقرہ کی کیا حیثیت ہے!

سلطان المشائخ نے تینوں بزرگوں کو قریب بلایا اور باقی حاضرین کو رخصت  
کر کے ارشاد فرمایا: مقصود تک پہنچنے کا راستہ ملکوت میں نشوونما ہی ہے۔ طالب کو  
چاہیے کہ بے ضرورت باہر نہ آئے اور ہمیشہ با وضو رہے، سوائے وقت قیلا کے کہ  
اس وقت غلبہ خواب ہوتا ہے۔ ہمیشہ صائم الدہر ہے، یہ ممکن نہ ہو تو کم سے کم ہزار پونہ  
کرے اور سوائے ذکر حق اور شہید ضرورت کے کبھی زبان نہ کھولے۔ اہل دنیا سے مختار  
کلام کرے۔ منقول ہے کہ یہ تینوں شاخ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کے  
انفاس کی برکت سے ان صفات عالیہ سے متصف ہوئے اور کامل ہو کر مجددِ اہلین سے  
ہوئے۔

مولانا شہاب الدین امام سے منقول ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء ایک  
روز حضرت خواجہ قطب الدین گجنی راگائی کے مزار کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے تین  
اور مولانا بطلان الدین غریب ہمراہ تھے۔ حضرت سلطان المشائخ حضرت خواجہ قطب الدین  
کی زیارت کر کے عرض غشی کے کنارے رونق افروز ہوئے وہاں اس وقت خواجہ حسن  
ملاہ سبزی اگر اس کا پچاس برس سے زیادہ تھا یا رول کے ساتھ سے خوشی میں مشغول  
تھا جب اس نے شیخ کو دیکھا تو آپ کے سامنے آکر بے دروغ پڑھے۔

ساہا باشد کہ باہم صمیمیت  
گرز صحتہا اثر بودی کجاست  
نہر تان فوق از دل ماکم نہ کرد  
فوق مایاں بہتر از زہ شہامت

حضرت شیخ نے یہ ارشاد سن کر فرمایا: صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔ انشاء اللہ تمہیں  
سب ہوگی۔ یہ سننا تھا کہ خواجہ حسن سر رہنہ حضرت کے قدموں میں گر پڑے اور تمام  
ان سے تائب ہو کر رفتارِ سمیت مرید ہو گئے۔ بعد میں خواجہ حسن نے حضرت کے  
مذہب طیبیت پر مشتمل کتاب "فوائد الفوائد" تصنیف کی جس کے بارے میں حضرت  
یہ ضرور نے شک کیا کہ کاش میری تمام تصانیف خواجہ حسن کے نام منسوب ہوتیں  
اور ان کی کتاب "فوائد الفوائد" میرے نام کے ساتھ منسوب ہوتی۔

کہتے ہیں ایک روز سلطان علاء الدین لجنی نے ایک بڑا قہال زرد جو اہر سے بھر کر  
سلطان المشائخ کی خدمت میں بھیجا۔ اس وقت حضرت کے پاس ایک قلندر بیٹھا تھا اس  
کی نگاہ زرد جو اہر پر پڑی تو بولا۔

یا شیخ! بدایا مشرک۔ سلطان المشائخ نے از روئے ظرافت فرمایا: اما تہنا  
مشرک۔

قلندر نے یوں ہو کر پھر اپنی بات و میرائی سلطان المشائخ نے اسے قریب بلایا اور  
فرمایا: تہنا مشرک ہے یہ مطلب یہ تھا کہ تہنا ہے مبارک ہو۔ یہ سن کر قلندر نے اس قہال کو  
اٹھانا چاہا لیکن وہ زنی ہونے کی وجہ سے نہ اٹھا سکا۔ حضرت شیخ المشائخ نے خادموں سے  
کہا کہ قلندر کی بددواریں۔

حضرت سلطان المشائخ کا مرید تھا قطب الدین مبارک شاہ اُسے قتل کر کے تخت دہلی پر بیٹھن ہوا تو وہ سلطان المشائخ سے بھی پرخاش رکھنے لگا۔ ان دنوں سلطان المشائخ کے نگرخانہ کا خرچ فلک کے علاوہ دوبرہ از سکر و زانہ تھا۔

سلطان نے قاضی محمد زونی سے اور پھر ہی سلطان المشائخ سے بے حد جھگڑا تھا اور پھر شیخ کا اس قدر خرچ کہاں سے آتا ہے؟ قاضی نے کہا اکثر اسے سلطان نذرانہ سے شیخ کی امانت کرتے ہیں۔ بادشاہ کو یہ سن کر سخت غصہ آیا اور حکم دیا کہ آئندہ جو شخص شیخ کے مکان پر جائیگا یا نذرانہ کی اشرفی بھیجے گا سخت معذوب ہوگا۔

حضرت کو یہ حال معلوم ہوا تو اپنے خادم خاص خواجہ اقبال کو بلا دیا اور حکم دیا کہ اگلے نگر کا خرچ دکانا کر دیا جائے پھر ہدایت فرمائی کہ جس وقت بھی تمہیں روپوں کی ضرورت ہو، ہم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر حجرہ کے ملاقیں یا ٹھوڑا مال اور بقدر ضرورت نکال دیا اکثر اسے سلطان نے بادشاہ کے خوف کی وجہ سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کی کوشش کی لیکن بایں ہمنوعات کا یہ عالم تھا کہ انہی دنوں ایک تاجر جسے رہزنوں نے لوٹ لیا تھا۔ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے پاس حضرت صدر الدین عارف (پیر شیخ جہاؤ الدین زکریا ملتانی) کا سفر کش نام تھا۔ سلطان المشائخ نے خادم سے فرمایا کہ علی الصبا اسے چاشت تک جو زہ نذرانہ آئے وہ اس تاجر کے پیر و کردو۔ منقول ہے کہ بارہ ہزار سکر اس تاجر کو وصول ہوئے۔

حضرت سلطان المشائخ کے نگر کے ایسے عین جیب بادشاہ کو یہ خبر پہنچی تو وہ دل ہی دل میں نہایت شرمندہ ہوا۔ لیکن پھر بھی اذراہ بہالت و خیالت حضرت کو پیغام بھیجا کہ شیخ رکن الدین ابو الفتح غسانی میری ملاقات کو آتے ہیں۔ آپ بھی قدم و رخبر فرمائیں تو کرم

حضرت نے پیغام برے فرمایا: میں گوشہ نشین آدمی ہوں کہیں آتا جاتا نہیں دوسرے بار بزرگوں کا یہ قاعدہ نہیں تھا کہ وہ شاہی و درباری تائیں اور بادشاہ کے صاحب ہیں۔ لہذا میں معافی کا خواست گارہوں۔

بادشاہ تک یہ پیغام پہنچا تو بادہ سخت سے اس کے ہوش و حواس سلب ہو گئے۔ فوراً جواب بھیجا کہ ایک کچھ ہفتہ میں دوبار میری ملاقات کو آنا پڑے گا۔ حضرت کو یہ پیغام ملا تو اپنے خواجہ جس ملاخبری کو بادشاہ کے یہ شیخ منیار الدین رومی کے پاس بھیجا، خواجہ جن نے انہیں حضرت کا پیغام دیا کہ وہ بادشاہ کو کچھ تائیں کہ درویشوں کو تکلیف دینا کسی مذہب میں درست نہیں سمجھا جاتا۔ بادشاہ کی خیریت اسی میں ہے کہ وہ فیروز کو نہ تائے دوسرے بار سے خانوادہ کی ایک شخص روٹن ہے وہ شاہی درباروں میں نہیں جاتے تھے میں بھی اس کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔

خواجہ حسن نے حضرت کا پیغام شیخ منیار الدین رومی کو پہنچا دیا۔ لیکن یہ خبر بھی لاسے کہ شیخ رومی کا در شمس کے بڑا حال ہے اور وہ بیٹھ کر نماز بھی نہیں پڑھ سکتے۔

اتفاق سے تیسرے روز شیخ رومی نے انتقال فرمایا حضرت انسکے ہاں تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔ بادشاہ پہلے سے وہاں موجود تھا۔ لوگوں کا بے پناہ ہجوم جمع تھا جو نہی خلقت کو حضرت کی تشریف آوری کا علم ہوا تو وہ حضرت کی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑی۔ یہاں تک کہ بادشاہ اکیلا کھڑا رہ گیا۔ اس صورت حال نے بادشاہ کو سخت برہم کیا و بارہا یہ آتے ہی اس نے ایک محضر تمثیل کر کے حکم دیا کہ اگر شیخ ہفتہ میں ایک بار میری ملاقات کو نہ آئے تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائیگی۔

بادشاہ کے حکم کے مطابق سید قطب الدین غزنوی مولانا برہان الدین ہروی شیخ  
وحید الدین غزنوی اور دیگر اکابر نے حضرت سلطان المشائخ تک یہ پیغام پہنچایا اور  
کہا کہ بادشاہ سخت رنج و غم میں ہے اگر آپ ایک تہذیب دیوانہ نام میں تشریف لے جائیں تو اس  
درد و غمی میں فرق نہ آئے گا۔ یہ سن کر حضرت نے صرف یہ فرمایا: دیکھو اللہ کی طرف سے  
کیا ظہور میں آتا ہے۔

حضرت کی اس گھٹکھوڑے ان اکابر نے یہ سمجھا کہ حضرت سلطان المشائخ بادشاہ کے  
ہاں جانے کے لیے راضی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے بادشاہ سے باکر عرض کی کہ ہم نے  
شیخ کو راضی کر لیا ہے، وہ چاند رات کو ملاقات کے لئے آئیں گے۔

رات کو خواجہ وحید الدین غزنوی اور امیر الدین علی شاہ (حضرت امیر خسرو کے بڑے  
بھائی) آئے اگر حضرت کو اطلاع دی کہ بادشاہ دیوانہ عام میں آپ کے قدم رنج و غم  
کی خبر سے نہایت غفلت و ہوا ہے یہ سن کر حضرت نے فرمایا: میں ہرگز اپنے بزرگوں کی  
روش کے خلاف نہ چلوں گا اور بادشاہ کی ملاقات کو نہ جاؤں گا۔

دو دنوں بزرگ حضرت کی یہ بات سن کر سخت غمگین ہوئے، انہیں اندیشہ تھا کہ کہیں  
بادشاہ طاقت نہ اندیشی سے کوئی قدم نہ اٹھائے۔ حضرت نے انکو افسردہ پایا تو تسلی دیتے  
ہوئے فرمایا: یقیناً بالآخر بادشاہ مجھ پر فتح پاب نہ ہوگا۔ رات میں نے خواب میں دیکھا ہے  
کہ مسجد نبوی میں صفہ پر قبہ رو بیٹھا ہوں۔ اتنے میں سیگوں والے ایک بل نے مجھ پر حملے کا  
قصہ کیا، لیکن جب وہ میرے قریب آیا تو میں نے اس کے دونوں سینک پر کڑا کر اسے زمین  
پر ایسا چٹکا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔

بادشاہ سے ملاقات کی رات آئی تو خواجہ اقبال اور دوسرے خادموں نے عرض کیا کہ

علم و توانائی اور کباروں کو جان کر کیا جاسے۔ حضرت سلطان المشائخ نے کچھ جواب دیا  
ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اطلاع آئی کہ بادشاہ کے پروردہ اور نمک خوار خروماں  
نے بادشاہ کو قتل کر دیا ہے۔

نقل ہے کہ دہلی میں شمس الدین نامی ایک بڑا تھا، جو نہایت دولت مند تھا حضرت  
سلطان المشائخ کی مخالفت میں پیش پیش رہتا تھا۔ ایک روز وہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ فلانی  
کے قریب شراب نوشی کی عرض سے ایک بڑھڑاڑیں گیا۔ جنہی دہلی شمس الدین بڑا نے  
شراب کی بوتلی ہاتھ میں کھڑی، کیا دیکھتا ہے کہ شیخ غلام الدین او بیار اس کے مقابل کھڑے  
ہیں اور اشارہ سے اسے شراب پینے سے منع کر رہے ہیں۔ شمس الدین پر اس کا ایسا اثر ہوا  
کہ اس نے فوراً شراب پھینک دی اور وضو کے حضرت شیخ کی خانقاہ کی طرف بھاگا۔  
جو بھی شیخ کی نگاہ شمس الدین پر پڑی۔

فرمایا: جب سعادت حاصل کرتی ہے تو انسان گناہوں سے باز آجاتا ہے۔  
شمس الدین یہ سن کر اور بھی حیران ہوا فوراً حضرت کے قدموں میں گر پڑا اور صدق  
الکلام کے ساتھ مریدوں میں شامل ہوا، پھر دوسرے دن اپنا تمام مال و اسباب جماعت خانہ  
کے درویشوں میں تقسیم کر دیا اور خود یاد الہی میں مشغول ہو گیا۔

شیخ نصیر الدین اوصی فرماتے ہیں جب میں قاضی محمد الدین کاشانی کے پاس معلوم  
نما میری پڑھتا تھا، ایک دفعہ ایسا بیمار ہوا کہ سب لوگ میری زندگی سے مایوس ہو گئے۔ جن  
اتفاق سے شیخ غلام الدین او بیار میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ اس وقت میں  
بے ہوش پڑا تھا۔ حضرت نے دست مبارک میرے منہ پر پھیرا تو میں فوراً ہوش میں آیا  
اور صحت کاملہ پائی اور حضرت کے قدموں میں گر پڑا۔ اسی روز سے میرا اعتقاد و اصولیں

حضرت کی نسبت بہت زیادہ ہو گیا۔

شیخ موصوف یہی روایت کرتے ہیں کہ ایک مرید نے حضرت شیخ نظام الدین اویلیا کی دعوت کی قوالوں کو بلایا اور حسب حیثیت کھانے کا بندوبست بھی کیا۔ جب صاحب شرمع ہوا تو کئی ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ صاحب مانہ نے صرف پچاس ساٹھ اشخاص کا کھانا تیار کر لیا تھا۔ وہ قلعہ طعام اور کثرت انام دیکھ کر سخت مضطرب ہوئے۔ حضرت نے قوبل سے اس کا اضطراب جان لیا اپنے خادم ہشتر کو اشارہ کیا کہ سب آدمیوں کے ہاتھ دھلاؤ اور انہیں دس دس کے گروپ میں بٹھا دو۔ پھر روٹی کے چار چار کڑے کر کے سالی میرت ان کے سامنے رکھو اور کہو کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھانا شروع کریں۔

خادم ہشتر نے تعمیل ارشاد کی تمام خلق نے حسب رنجت پیٹ بھر کر کھانا کھایا کوئی شخص بھی بھوکا نہ رہا، اس کے باوجود بہت سا کھانا بچ رہا۔

شیخ نصیر الدین ہی سے منقول ہے کہ قصبہ سرسادیہ میں ایک مولانا تھے ایک دفعہ ان کے مکان میں آگ لگی جس سے مالِ باب کے ساتھ ان کا فرمانِ املاک بھی جل گیا۔ سخت پریشان ہوئے اور دہلی آ کر ایک مدت تک کچہری میں بگڑ دو کر کے اس فرمان کی نقل حاصل کی اسے بٹل میں باندھ کر خوشی خوشی اپنی قیام گاہ کی طرف آئے تھے کہ راستے میں ایک دوست ملا۔ اس کے ساتھ باتوں میں ایسے مگن ہوئے کہ فرمان بٹل سے گر گیا اور انہیں ملحق خبر نہ ہوئی۔

مکان پر آئے تو دیکھا کہ فرمانِ املاک ماتب ہے اب تو دنیا نظر دل میں اندھیر ہو گئی روتے پیٹتے حضرت سلطان الشیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سب ماجرا سنایا اور دما کی درخواست کی۔

حضرت نے فرمایا: مولانا ملوہ کھلاؤ تو دوما کریں گے

مولانا سید سے ملوائی کی دوکان پر گئے اس سے چند درم کا ملوہ طلب کیا۔ ملوائی نے ملوہ تول کر ایک کاغذ نکالا تاکہ اسے چاک کر کے اس میں ملوہ پیسے کر مولانا نے دیکھا کہ یہ ہندو ہی ان کا گم شدہ فرمان ہے پکارا کہ: یہ کاغذ چاک نہ کرنا، یہ میری املاک کا فرمان ہے۔ ملوائی نے وہ کاغذ مولانا کے حوالے کر دیا اور ملوہ دوسرے کاغذ میں پیٹ دیا۔ مولانا ملوہ اور فرمان لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے قسم کر کے فرمایا: فرمانِ املاک خود رکھ لو اور ملوہ گھر جا کر اپنے بچوں کو کھلا دو۔

میدوحیہ الدین کرانی مبارک جو حضرت نظام الدین اویلیا کے مرید ہیں اور جنہوں نے کتاب سیر الادیاء تصنیف کی ہے، ان سے منقول ہے کہ جب خسرو خاں نے سلطان قطب الدین مبارک شاہ کو قتل کیا اور تخت پر بیٹھا تو اس نے شایخ کی خدمت میں تین تین لاکھ تکہ نذرانے کے طور پر بھیجا۔ ان شایخ میں حضرت نظام الدین اویلیا کے ساتھ تین علاؤ الدین چغوری، شیخ وحید الدین غلیطہ اور شیخ عثمان میاح (غلیطہ حضرت رکن الدین ابو الفتح غسانی) وغیرہ بھی شامل تھے۔ جب یہ نذرانہ ان شایخ کے پاس پہنچا تو اکثر نے اسے امانت کے طور پر رکھ لیا۔ خسرو خاں نے حضرت شیخ نظام الدین اویلیا کو پانچ لاکھ تکہ بھجوائے جو حضرت نے فوراً فقرا میں تقسیم کر دیئے۔

چار ماہ بعد سلطان غیاث الدین تغلق خسرو خاں کو قتل کر کے دہلی کا بادشاہ بنا تو اس نے حکم دیا کہ خسرو خاں نے شایخ کو جس قدر روپیہ دیا ہے وہ سب واپس لیا جائے اکثر شایخ نے یہ رقم شایخی غزلے میں جمع کرادی لیکن شیخ نظام الدین اویلیا نے شایخی فرمان کا کچھ جواب نہ دیا۔

ادھر حضرت کے مخالف اور حامد درباریوں نے سلطان غیاث الدین تغلق کے کان بھرنے شروع کئے اور جب کوئی ٹھوس بات حضرت کے خلاف کاروائی کے لیے نہ ملے تو براہِ ازام کیا کہ شیخ قوالی سنتے ہیں جو حنفی مذہب میں جا کر نہیں ہے۔ بادشاہ نے درباری علماء کو طلب کر کے حکم دیا کہ سماع کے خلاف ایک محضر نامہ تیار کریں۔ پھر سلطان نے مقدمہ تغلق آباد میں حضرت سلطان المشائخ اور درباری علماء کو طلب کیا تاکہ وہ سماع کے مسئلہ پر مناظرہ کریں۔

مولانا غزالی نے زرا دی نے جو حضرت شیخ کے مخلص مریدوں میں سے تھے بادشاہ سے کہا کہ دو آدمیوں کو جو سب سے زیادہ عالم ہوں منتخب کر لیجئے تاکہ وہ ہم سے بحث کریں سلطان نے قاضی رکن الدین ابوالحسنی کو جو شہر کا حاکم اور حضرت شیخ کی صداقت میں پیش پیش تھا اشارہ کیا کہ شیخ سے بحث کریں۔

قاضی نے حضرت شیخ سے کہا: تم سماع کے بارے میں کیا دلیل رکھتے ہو؟ شیخ نے حدیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) "اسماع صباح لا یرکبہ بلورہ دلیل پیش کی۔

اسے نظامی بنری تو شہر حضرت خواجہ رکن نظامی رحمۃ اللہ علیہ میں مقوم ہے کہ حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ نے ہستاری شریف کی یہ حدیث پڑھی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مدینہ کی انصار رکھیاں دف بجا بجا کر گارہی تھیں اور حضرت ان کا گیت سن رہے تھے اتنے میں حضرت عمرؓ وہاں آگئے اور انہوں نے ان رکھیں کو گانے سے روکا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: ان رکھیں کو گانے سے روکو کہ آج عید کا دن ہے اور ہر قوم کا ایک عید کا دن ہوتا ہے۔

قاضی نے جواب دیا: تم حنفی ہو، حدیث کے بجائے ابو حنیفہ کا کوئی قول پیش کرو اسے ہم قبول کریں گے۔

شیخ نے فرمایا: سبحان اللہ میں حدیث مصطفوی (صلی اللہ علیہ وسلم) نقل کرتا ہوں اور تم مجھ سے قول ابو حنیفہ طلب کرتے ہو معلوم ہوتا ہے حکومت کی رعیت نے تمہارا دماغ خراب کر دیا ہے اور تم اللہ کے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مسلم کہہ کر دلی کرتے ہو۔ انتشار اللہ علیہ اس کی سزا جگہ تو گئے اور پہلے عہدہ سے معزول ہو گئے۔

سلطان حضرت کی علمی مہابت سے متاثر ہو چکا تھا۔ یہ باتیں جاری نہیں کروانا علمائے دینہ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریاؒ ان سے تشریف لائے۔ سلطان اور تمام حاضرین مولانا کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جو بھی مولانا علم الدین کی حضرت سلطان المشائخ پر نظر پڑی تو وہ مسک پہلے ان کی طرف بڑھے اور نہایت اعزاز و احترام سے ملے۔ پھر سلطان سے مل کر دریافت کیا کہ حضرت شیخ نے کیسے تکلیف فرمائی۔ سلطان نے سب ماجرا عرض کیا۔ مولانا علم الدین نے کہ ملازم زماں تھے، فرمایا: میں نے کہ کمر، مدینہ منورہ اور مصر و شام کے سفر میں دیکھا ہے کہ تمام شاخ و غلام اور ایلائے کرام باوجود علمائے متبحر اور پرہیزگار ہونے کے سماع سنتے ہیں اور کوئی انھیں اصرار میں نہیں کرتا۔ بے شک یہاں کے لیے سماع ہے اور حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ اور ان کے اصحاب اہل مال ہیں، ان کا ظاہر و باطن کمال اخلاق اور زہد و تقویٰ سے آراستہ ہے۔

سلطان نے جب مولانا کی یہ باتیں سنی تو حضرت سلطان المشائخ کو نہایت اعزاز و اکرام سے رخصت کیا۔ دل ہی دل میں نہایت شرمندہ ہوا اور اسی وقت قاضی رکن الدین ابوالحسنی کو عہدہ حکومت سے معزول کر دیا۔



حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ کا سن مبارک پچانوے برس کا ہوا تو وہ شدید بیمار ہوئے۔ ایک روز شدت بخار میں اپنے خادم خواجہ اقبال کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ تمام مال و اسباب اور زینت جو کچھ خانقاہ میں ہے، غریبوں میں تقسیم کر دیں۔ خادم نے عرض کی: کئی ہزار کن غلامانہ خانوں میں موجود ہے، جو ہر روز تنگمیں خرچ ہوتا ہے یہ جو آپؒ کے حضرت پریم ہوئے اور فرمایا: انبار خانوں کے دروازے کھول دو اور غریبوں میں تقادو پھر ایک دستار، ایک پیراہن اور ایک مصلیٰ ملانا برطان الدین غریب کو عطا فرمایا اور انہیں دکن کی جانب رخصت فرمایا۔

پھر ایک دستار، ایک کرتا اور ایک بنار شیخ پیر کو عطا کر کے گجرات کی سمت روانہ فرمایا اور اس طرح مولانا جمال الدین خوارزمی، مولانا شمس الدین بکلی کو ایک ایک دستار پیراہن اور مصلیٰ عطا کر دئے۔

حضرت شیخ نصیر الدین اودھی اس وقت حاضر تھے، چند روز کے بعد (بروز چہارشنبہ اٹھارہ ربیع الآخر ۷۵۵ھ) حضرت سلطان المشائخ نے بعد نماز ظہر انہیں طلب فرمایا اور فرقا، عصا، مصلیٰ، تیغ اور کاس چوبیس وغیرہ کرامت جو حضرت شیخ نصیر الدین معدوم کتب شکر سے پہنچے تھے، انہیں عنایت فرمائے اور حکم دیا کہ تم وہی رہ کر لوگوں کی قضا و جفا اٹھاؤ پھر نماز عصر ادا کی اور اسی آفتاب غروب نہ ہوا تھا کہ علم و عرفان کا یہ آفتاب مالتاب دہلی میں غروب ہو گیا، حضرت سلطان المشائخ غیبت پور میں کراہ نئی دہلی میں شامل ہے، مدفن ہے جہاں ان کا مزار اقدس مرجع خلایق ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تحریر خواجہ عابد نظامی۔

## راحت القلوب

### پہلی مجلس

۵۵ھ ہجری رجب کی پندرہ تاریخ چہارشنبہ کے دن مسلمانوں کے دُعاگو اور سلطان الطریقیت (حضرت بابا صاحبؒ) کے ایک مرید بندہ نظام الدین احمد دہلوی (یعنی حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ محبوب الہیؒ) کو دولت پائے ہوئی حضرت سید العابدین (بابا صاحبؒ) ماحصل ہوئی۔ حضرت بابا صاحبؒ نے گلاہ چارتر کی جو اس وقت اُن کے سر مبارک پر تھی، اُتار کر اپنے ماتحتین کی اور دواگو کے سر پر بکھادی اور خرقة قماش اور چوبی نعلین (یعنی کھڑاویں) عطا فرمائیں، الحمد للہ ملکی دلکش!

نیز ارشاد فرمایا کہ میں ہندوستان کی ولایت کسی دوسرے کو دینی پاتا تھا مگر تم راستے میں تھے اور دل میں نما ہوئی کہ میرے کام لیا جائے نظام الدین احمد دہلوی پہنچتا ہے یہ لائیت اُس کی ہے اُس کو دینا۔ یہ دواگو یہ کلمات سن کر کھڑا ہو گیا اور اشتیاق زیادہ کی بابت کچھ کہنا چاہتا تھا، مگر حضور شیخ الاسلامؒ کی اتنی دہشت طاری ہوئی کہ کچھ کہ نہ سکا۔ حضرت شیخ الاسلامؒ نے حالت معلوم کر لی اور فرمایا: اے ابھی زبان مبارک پر آئے کہ بیشک تمہارے دل میں اشتیاق تھا اور میری فرمایا کہ ”میرا دل ہرنے والے کے لئے دہشت ہوتی ہے۔“

مسلمہ گفتگو یہاں تک پہنچا تھا کہ دُعا کو خیال پیدا ہوا کہ اب شیخ الاسلام سے جو کچھ  
سنوں گا کچھ یاد کروں گا۔ یہ خیال ابھی بخیرت نہ ہوا تھا کہ حضرت نے فرمایا: وہ میری نہایت  
خوش نصیب ہے جو اپنے پیر کے اٹھنا گوش ہوش سے سُنتا اور انہیں کچھ لیتا ہے۔  
چنانچہ ”ابننا الذکولیباء“ میں مرقوم ہے کہ جو میرے پیر کے معونات سن کر لکھ لیتا  
ہے اسے ہر ہر حرف کے بدلے ہزار ہزار سال کی امانت کا ثواب ملتا ہے اور مرنے  
کے بعد اس کا مقام علیین میں بنایا جاتا ہے۔ اُسی وقت یہ شعر بھی پڑھا ہے  
اے آتش فراغت دہلا کباب کردہ بیلاب اشتیاق جانہا خراب کردہ  
اور فرمایا کہ انسان کی ہر وقت یہ حالت رہنی چاہیے کیونکہ ایسے شخص پر کوئی گویا سنا نہیں  
گزرنا میں آواز نہ آتی ہو کہ ”نزدہ دل وہ ہے جس میں ہماری محبت کو برابر ترقی ہوتی ہے“  
ابتدائیں گفتگو درویشی پر ہو رہی تھی اچھا اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا: درویشی  
پر وہ پوشی کا نام ہے اور غرق بہشت اس شخص کا کام ہے جو مسلمانوں اور دوسرے انسانوں کے  
میں بول کو چھپاتے اور انہیں کسی پر بلا ہر نہ کرے۔ مال دنیا میں سے اُس کے پاس جو کچھ لائے  
لے راہ خدا میں صرف کرے اور باہر نہ صرف میں اٹھائے۔ خود اُس میں سے ایک ذرے پر  
نظر نہ رکھے۔ جیسے فرمایا کہ اصحاب طریقت اور مشائخ کبار نے اپنی بیاضوں میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ  
کی تین باتیں ہیں۔

اول۔ زکوٰۃ شریعت۔

دوم۔ زکوٰۃ طریقت۔

سوم۔ زکوٰۃ حقیقت۔

زکوٰۃ شریعت یہ ہے کہ اگر پائیں دم پاس ہوں تو اُن میں سے پانچ درم راہ خدا میں

یہ ہے اور زکوٰۃ طریقت یہ ہے کہ پائیں میں سے پانچ درم اپنے پاس رکھے اور باقی کل راہِ حق  
میں دے دے اور زکوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ پائیں میں سے پانچ بھی اپنے لئے نہ رکھے اور سب اس  
کی راہ میں خرچ کر دے اس لئے کہ درویشی خود فراموشی ہے۔

اسی سلسلے میں سرکارِ تبارک و تعالیٰ فرمیں گے شیخ شہاب الدین سہروردی (قدس اللہ  
سرہ العزیز) کو دیکھا ہے اور کچھ دن اُن کی خدمت میں بھی رہے ہوں۔ ایک دن اُن کی  
خانقاہ میں تقریباً ایک ہزار دینار بطور فتوح آئے۔ انہوں نے سب کے سب باہر مولے میں  
ٹھانے اور شام تک ایک پیسہ بھی اپنے لئے نہ رکھا۔ اور فرمایا کہ اگر میں اس میں سے کچھ اپنے  
لئے رکھ لیتا تو درویشی نہ رہتا۔ بلکہ درویشی مالدار کا لقب پاتا۔

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ درویشی کے معنی قناعت کے ہیں۔ درویشی کے پاس جو کچھ لائے  
اُس پر چون چرانہ کرے۔ کیونکہ میں نے دیکھا اللہ کے حالات میں دکھا ہوا دیکھا ہے کہ ایک شخص  
حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ کی درویشی سے ملنے کے لئے گھر و درویش اور مالک دینار میں  
سلوک کے متعلق باتیں ہو رہی تھیں۔ درویش نے دُعا ہو کر روٹیاں نکالیں اور سامنے رکھ  
دیں۔ وہ درویش! نکل پھٹکی تھیں۔ حضرت مالک دینار نے کہا کہ اگر ان میں نمک پڑا ہوتا  
تو اچھا تھا۔ درویش موصوف کی ایک لڑکی تھی۔ اُس نے مالک دینار کا یہ جلدنا تو فوراً برتن  
گردی رکھ کر بننے کی دوکان سے کچھ نمک لے آئی اور دونوں بزرگوں کے لگے رکھ دیا۔ کھانے  
کے بعد مالک دینار نے کہا ”اس کو قناعت کہتے ہیں“

درویش کی لڑکی نے زمین چومی اور کھانے خارج! اگر تم میں قناعت ہو تو میرا برتن  
سننے کے ہاں گروی نہ کھولتے۔ اُسے نمک دینار یہ قناعت نہیں ہے جو تم مجھے بوسے ہمارا  
حال سنو۔ آج سترہ سال گزر گئے ہم نے اپنے نفس کو نمک نہیں دیا ہے۔ درویشی تم سے



بہت دُور ہے۔ اس کے بعد پُر باغی زبان مبارک پر آئی ہے  
چوں عمر در گذشت در پوشی بہ چوں کار بقسمت است کم کوشی بہ  
چوں ترس حیات است ند پوشی بہ چوں گشت نوشت است خاموشی بہ  
اور ابھی خیر نہیں ہے کہ درویشوں کے سردوں پر کیسے کیسے اُتے چلتے ہیں۔

چیم گشتگو خرتے پرچونے لگی۔ ارشاد ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج  
کی رات خرقہ ملا تھا۔ جب حضور پر نورؐ معراج سے واپس آگئے تو انہوں نے تمام صحابہ کبار  
رضی اللہ عنہم کو طلب فرمایا اور کہا کہ اس خرتے کی بات مجھے اللہ کا حکم ہے کہ تم میں سے  
کسی ایک کو دیدوں۔ اب میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں جو اس کا جواب باصواب دیگا وہ  
اس کا مستحق ٹھہرے گا۔ اول (حضرت) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف رخ کیا اور فرمایا  
”اے ابو بکر! اگر یہ خرقہ تم میں نہیں دوں تو کیا بات اختیار کرو گے؟ انہوں نے کہا: یا رسول

اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صدق و صفا اور اعطیت خدا اختیار کروں گا۔ پھر امیر المؤمنین  
(حضرت) عمر بن خطابؓ سے خطاب کیا اور کہا کہ اگر میں یہ خرقہ تمہیں دوں تو تم کیا اختیار  
کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا: یا رسول اللہ میں عدل و انصاف اختیار کروں گا اور مخلوقوں  
کی داد دے کر لوں گا۔ پھر امیر المؤمنین (حضرت) عثمان غنیؓ کی باوی آئی۔ انہوں نے جواب  
دیا میں آپ کے شتر سے سے کام اختیار کروں گا۔ جیسا کہ لوں گا اور سخاوت سے کام لوں گا  
آخر میں امیر المؤمنین حضرت علیؓ کو م اللہ وجہہ کو مخاطب کیا اور پوچھا کہ علیؓ! اگر یہ خرقہ تمہیں  
دیا جائے تو تم کیا کرو؟ انہوں نے کہا میں پردہ پوشی کیا کروں گا اور بندہ گانہ کے ملبوسوں  
کو چھپا کر لوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؓ یہ خرقہ تم ہی کو دینا ہے۔  
رب العزت کا مجھے فرمان تھا کہ تمہارے دوستوں میں سے جو شخص یہ جواب دے خرقہ اُسے ہی

یا یہاں تک کہ کہ شیخ الاسلام ختمِ رُباب ہو گئے اور رونے لگے اور بے ہوشی طاری  
آئی۔ جب دوبارہ ہوش میں آئے تو فرمایا: ”معلوم ہوا کہ درویشی پردہ پوشی ہے۔  
بہذا درویش کو چیلے کر یا ربا میں اختیار کرے۔ اول انہیں آدمی کرنے ناکہ لوگوں کے  
مصاب نہ بچھ سکے۔ دوسرے کان پہرے کرنے تاکہ دخول اور لغو باتیں نہ سمجھنے سے بچ جائے  
تیسرے زبان کو کچی کرنے تاکہ ناحق باتیں نہ بچا دے۔ چوتھے سر توڑ کر پیچ جائے تاکہ ناباز  
جلوں نہ پائے۔ پس اگر کسی میں یہ خصلتیں پائی جائیں تو بلاشبہ اس کو درویش تسلیم کر لیا جائے۔ ورنہ  
ماسنا و کلامی جبر ملے اور درویشی کی کسی چیز سے تعلق نہیں رکھتا۔

اسی گفتگو میں ارشاد ہوا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی (قدس سرہ العزیز) اپا لیس سال  
سہل پسندی نہ کھیں باندھے رہے۔ سبب پوچھا گیا تو کہنے لگے۔ اس نے کہ لوگوں کے عیب نہ دیکھوں  
اور اگر اتفاق سے دیکھوں تو چھپا دوں اور کسی سے نہ کہوں۔

آشیانہ کے شیخ الاسلام مراقبہ میں چلے گئے اور بہت دیر تک اس حالت میں رہے  
کہ بعد سر اٹھا کر دُعا گوئی طرف مخاطب ہوئے اور فرمانے لگے: یا با نظام الدین جب  
درویش ایسا ہو جائے تب وہ درویش ہے۔ پھر وہ کچھ کہے گا اور چاہے گا کہ ہوا جائے گا۔  
اس وقت شیخ الاسلام کو رقت ہوئے گی۔ محمد شاہ نامی ایک حاضر باش آیا اور زمین بوس  
ہوا۔ فرمایا بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گیا۔ محمد شاہ بہت پریشان تھا۔ اس کے بھائی پر نزع کی حالت  
طاری تھی حضرت شیخ الاسلام کو حالت معلوم ہو گئی۔ پوچھا متفکر کیوں ہو؟ عرض کیا بھائی کی  
وجہ سے پریشان ہوں۔ آپ پر سب روشنی ہے۔ فرمایا ہاؤ تھا رہا بھائی اچھا ہو گیا۔ محمد شاہ  
گھر گیا اور دیکھا کہ بھائی کو صحت لگی ہو گئی اور وہ بیٹھا کھا کھا رہا ہے اس طرح جیسے  
کبھی بیمار تھا ہی نہیں۔

اسی جلسے میں ارشاد فرمایا کہ درویشی یہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی کہ صبح سے دوپہر تک اور دوپہر سے شام تک جو کچھ آتا سب راہِ خدا میں صرف کر دیتے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اکثر اپنے غلبوں میں کہا کرتے تھے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام تک کسی چیز کو سینٹ کر رکھا ہو۔

اس کے بعد مولانا سیدہ رالینہ اسحق نے پوچھا کہ یا حضرت! اسراف کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی حد کیا ہے؟ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ بے سوچے سمجھے اور خلافِ مناسبت خدا جو کچھ خرچ ہو وہ سب اسراف ہے اور جو مناسبتِ الہی کے موافق ہو وہ اسراف نہیں ہے۔ حضرت شیخ الاسلام اتنا کہنے پائے تھے کہ اذان پڑھو، حضرت نے نماز پڑھی اور امرِ اقبال میں مشغول ہو گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

### ۱۴ شعبان روزِ پنجشنبہ ۱۳۵۵ھ

آج دولت پائے بوسی سیرائی، شیخ برالین غزویؒ، شیخ جمال الدین ہانویؒ مولانا شرف الدین فیضیؒ، قاضی حمید الدین ناگوری (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) وغیرہ بھی حاضر تھے۔ ارشاد ہوا: امیر غریب، درویش سیکھ، کوئی آئے آئے خالی پیٹ مدت مبلے نہ دو۔ کچھ نہ کچھ دے دو تاکہ وہ درویشِ محنت بن جائے۔ فرمایا کہ میرے پاس جو آتا ہے خواہ وہ امیر ہو یا غریب اور خواہ وہ کچھ لائے یا نہ لائے، مجھے لازم ہو جاتا ہے کہ اُسے کچھ دوں۔ اس کے بعد شیخ الاسلام چتر پڑ آئے ہو گئے اور یہ حکایت فرمانے لگے کہ حضرت رسالتِ تہا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو صحابہ طلبِ علم اور احکامِ شریعہ سیکھنے آیا کرتے تھے وہ بعد میں وہی باتیں دوسروں کو سننا دیا کرتے تھے تاکہ وہ بھی اُن

کے متغیر ہو جائیں۔ اس کے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا کہ علامہ الامام آج اتقیا حضرت امیرِ قطب الدین بخارا کی قدس سرہ العزیز کا قاعدہ تھا کہ جس دن اُن کے لنگر خانے میں کوئی چیز نہ ہوتی تو شیخ برالین غزویؒ خادمِ خانقاہ سے کہہ دیا کرتے کہ پانی رکھ دو اور جو آئے آئے ہی پیش کر دو تا کہ بخش و حلا سے کوئی محروم نہ جائے۔ بعد ازاں اسی سلسلے میں فرمایا کہ جس زمانے میں بغداد کا سفر کر رہا تھا شیخ اہل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہو گئی۔ بزرگ اور باہدیت شخص تھے۔ میں اُن کے جماعت خانے میں گیا اور سلام بجالایا۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میری طرف دیکھ کر بولے: ”اُو کُنْکِرْ عَالَمِ خُوب“ یعنی بیٹھو، میں بیٹھ گیا۔ وہ میرے فوراً حکم پر بیٹھ جانے سے خوش ہوئے۔ میں انہی خدمت میں کئی دن تک رہا لیکن ایک دفعہ بھی نہ دیکھا کہ کوئی ان کی خانقاہ سے محروم گیا ہو۔ اگر کچھ نہ جوتا تو سوکھے چھوڑ دے ہی ہاتھ پر رکھ دیسے۔ اور دعا کرتے کہ خدا تعالیٰ میرے رزق میں برکت دے تبہر کے لوگ کہا کرتے تھے کہ جس کو شیخ نے کھجور دی وہ عمر بھر کسی محتاج نہ ہوا۔

پھر اسی سلسلے میں ارشاد ہوا کہ حبیب میں وہاں سے رخصت ہوا تو بغداد کے باہر ایک ناریں میں رویش لے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب سلام دے کر کہا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ یہ درویش اس قدر کمزور اور لاچار تھے کہ کب کب ٹری سے چتر لگ جاتا تھا میں نے دل میں سوچا کہ اس جنگل میں انہیں کھانے کو کہاں سے ملتا ہو گا۔ اس خیال کا انا تھا کہ بزرگ موصوف نے سر ملایا اور بولے: ”اے فرید! آج پالیس سال گزر گئے کہ اس غار میں رہتا ہوں اور گناہیں اپنی سے پیٹ بھرتا ہوں“ حبیب بیحال دیکھا تو میں نے پناہ سرائے کے قدموں پر رکھ دیا اور کچھ دن اُن کی صحبت میں گزارے۔

پھر میں روانہ ہو کر بخارا میں شیخ شرف الدین باغزریؒ کے پاس پہنچا۔ یہ بڑے فاضل و  
پرمہیت بزرگ تھے۔ جب میں سامنے حاضر ہوا اور زمین بوسی کر چکا تو فرمایا ”بیٹھے یا کہ  
میں بیٹھ گیا۔ جتنی دفعہ میری طرف دیکھا۔ برابر ارشاد کرتے رہے کہ ”یہ شخص اپنے زمانے  
کے شائخ میں ہوگا اور ایک عالم اس کام میں جو بیرونی ہے۔“

اس وقت ایک کالابل حضرتؒ کے کندھے پر پڑا ہوا تھا۔ اسے میری طرف جھینکا  
اور حکم کیا کہ اسے اٹھ لو۔ میں نے تعمیل کی کئی دن حاضر خدمت رہا۔ گو کبھی ایسا  
نہ ہوا کہ ہزار بلکہ اس سے زیادہ آدمیوں نے ان کے دسترخوان پر کھانا نہ کھایا ہو۔  
کھانا ختم ہو چکے تھے بعد بھی اگر کوئی آتا تو حائل نہ جاتا۔ کچھ روز کچھ دو پاتا۔

بالآخر میں حضرتؒ سے بھی رخصت ہوا۔ اور ایک سحر میں شب بامش ہوا۔ صبح سنا  
کہ وہاں ایک موصوعہ ہے۔ اس میں ایک ورویش رہتے ہیں۔ وہاں پہنچا۔ وہ جلال و بجا  
کے اب کس کسی بزرگ میں نظر نہ آیا تھا۔ نگاہ آسمان کی طرف تھی اور عالم فکرمیں غامض  
کھڑے تھے۔ تین چار دن کے بعد ہوش میں آئے۔ میں نے سلام کیا۔ جواب دیا اور فرمایا  
آپ جو میری وجہ سے تکلیف اٹھانا پڑی۔ بیٹھے۔ میں بیٹھ گیا۔ ارشاد ہوا کہ ”میں شمس العارفینؒ  
کا واسع ہوں۔ آج تیس سال ہوئے کہ اس صومعے میں مختلف ہوں، لیکن اسے فرید !

استطیع نہ انے میں مجھے سوائے ہر ت اور دہشت کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ سمجھتے  
ہو اس کی وجہ کیسے ہے؟“ دعا گو نے گردن جھکی تاکہ وہی کچھ نشا و فانیں ارشاد ہوا کہ  
یہ عمارت مقیم راہ راست ہے۔ جس نے اس میں سچائی سے قدم رکھا وہ تو پار ہو گیا  
مگر جو روافض مسمیٰ دوست چلا وہ جلا دیا گیا۔ اس کے بعد اپنا حال بیان کیا کہ ”اے  
فرید! جس دن سے مجھے درویشوں میں بارپائی ہوتی ہے۔ ستر ہزار عجب دیر سے اور ان

کے درمیان) تھے۔ فرمان ہوا کہ اندر آؤ۔ پہلا عجب ہٹا تو مقرران دگاہ دکھائی دیے کہ  
نگاہ اوپر کئے اپنی اپنی شان میں کھڑے ہیں ایسی شان میں کہ بے سوائے عرض کے  
کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا اور زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ خدا یا تیرے دیدار کا اشتیاق  
ہے۔ اسی طرح تمام حجابات کو طے کیا۔ ہر جگہ نے انا را در نمی شناختن دیکھیں جو بپردہ  
خاص کے قریب پہنچا تو آواز آئی کہ لے لال! اس میں حرف وہی اسکتا ہے جو دنیا  
اور تمام موجودات دنیا ملک اپنی ذات سے بھی بیگانہ ہو جاتے۔ میں نے عرض کی کہ میں سب  
کو چھوڑ چکا۔ جواب ملا سب کو چھوڑ چکے تو بس ہمارے ہو گئے۔ اُنھ کو جھکی تو اسی صومعے  
میں تھا۔ تو اسے فرید اس رستے میں لگ کر سب کو چھوڑے تو حق کا نیکار بنے۔

اس کے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا کہ رات آگئی۔ شام کی نماز ابھی بزرگ کے ساتھ  
پڑھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دیکھا کہ وہ پائے آتش جو کے اور چار روٹیاں قریب  
سے اُن کے سامنے آگئیں۔ مجھے اشارہ کیا کہ اندر آؤ میں گایا اٹھائے کیلئے ٹھیکھا۔ جو لطف ان  
روٹیوں اور آتش کے پیالوں میں آیا آج تک کسی کھانے میں نصیب نہیں ہوا۔ خیرات  
بھی وہیں بسر کی صبح جواٹھا تو ان بزرگ کا پتہ نہ تھا۔ چلا آیا اور سلطان پہنچا پہنچائی ہاتھ و آواز  
زکریا سے ملا اور مصافحہ کیا۔ وہ پوچھنے لگے کہ کہاں تک پہنچے؟ کیا حاصل کیا؟ میں نے  
کہا کہ اس کسی کو جن پر تم بیٹھے ہو کہوں تو ہوا میں اڑنے لگے اسی پر عجب زبان سے نہ نکلا  
تھا کہ کسی معلق ہو گئی۔ بہاؤ الدین زکریا نے کسی پر ہاتھ مارا اور نیچے اتر آئے اور  
فرمانے لگے مولانا فدیتم تو خوب ہو گئے۔ یہاں سے دہلی گیا اور شیخ الاسلام قطب الدین  
بخت یارا وشیء کی خدمت میں حاضر ہوا اور حوالت کہیں نہ دیکھی تھی وہ یہاں پائی۔  
خود کو ان کے دامن دولت سے وابستہ کر دیا اور بیعت کی نعمت سے مشرف ہوا۔

تین دن تک میرے پیر مجھے نعمت پر نعمت بخشے رہے۔ اس کے بعد زمانے  
 لگے کہ مولانا فرید نے اپنا کام پورا کر لیا پھر میرے قریب آئے اور کام ختم کرتے ہی  
 نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے اور گر پڑے۔ یک تبا نہ روز اسی حالت میں رہے جب  
 ہوش آیا تو دعا گو سے مخاطب ہوئے اور فرماتے گئے۔ مرد ابن خدا ایسے مر سلاطے  
 کہ اس مقام کو پہنچتے ہیں۔ یہ سعادت رب لوگوں کو حاصل ہو سکتی ہے۔ خدا کا  
 فیض عام ہے۔ لیکن مرد ہونا چاہیے جو منزل پر پہنچنے کی کوشش کرتا رہے۔ اس کے بعد ارشاد  
 ہوا اے بھائی اس راہ میں جب تک صدق سے قدم نہ رکھے اور دل نہ پیلے حاشا و کلا بھئی  
 مقام قرب تک نہیں پہنچ سکتا۔ اُس وقت یہ ارشاد زبان مبارک پر آئے ۔  
 تو راہ زلفت از ان نفروند / وزنہ کو زوایں در گردن کشوند  
 جاں در درہ دہاست اگر میخوابی / تو نیز چنان بشو کہ ایشان بوند  
 اور پھر کھڑے ہو گئے۔ نماز کا وقت قریب تھا۔ عالم تجریم میں مشغول ہو گئے۔ یہ دُعا اور  
 تمام لوگ ٹھکڑے ہوئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

## ۲۰ شعبان ۱۲۵۵ھ

دولت پائے بوسی حاصل ہوئی۔ مولانا امجد الدین پیر قاضی حیدر الدین ناگوری ناگور  
 سے آئے ہوئے تھے اور مولانا شمس الدین برہان بھی حاضر خدمت تھے۔ گفتگو دنیا کے بارے  
 میں ہو رہی تھی حضرتؒ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حُب  
 الدُّنْیَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ یعنی دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔ پھر ارشاد ہوا۔  
 قال اهل المعرفة من شدة حب الدنيا هلك ومن احبها هلك۔ اہل معرفت

نے کہا ہے جس نے دنیا کو چھوڑ دیا وہ اس پر حادی ہو گیا۔ اور جس نے اسے اختیار کر لیا  
 وہ مارا گیا۔

شیخ عبداللہ تاتریؒ کہتے ہیں کہ مولاؒ اور بندے کے درمیان نیلے بڑھ کر کوئی عیب  
 نہیں۔ جس قدر انسان دنیا میں مشغول ہوتا ہے اسی قدر حق سے دُور رہتا ہے۔ اگر انسان  
 پیابے کدشت کا مال معلوم کرنے لگے تو سارے پردہ ڈال لے۔ غرضیکہ ہر وقت دنیا میں  
 مہمک رہنا ٹھیک نہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام قلب الدین بخت باگلی  
 اوشی قدس سرہ اللہ العزیز سے سنا ہے وہ اپنے استاد کے حوالے سے روایت فرماتے  
 تھے کہ حبیب الہی بندہ بذریعہ متعلیٰ محبت اپنے آئینہ قلب کو رنگار دنیا سے پاک اور  
 صاف نہیں کرتا اور ذکر حق تعالیٰ سے دل نہیں لگاتا اور غیر کو درمیان سے نہیں ہٹاتا۔  
 اُس وقت تک اللہ تعالیٰ کو ہر گز نہیں پاتا۔

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ تھے۔ العارفین میں عواجز شعلی رحمۃ اللہ علیہ نے کھلے  
 کہ اس صلاحیت دل سے ہے۔ جب دل راستی پر آ گیا تو انسان خود بخود درست ہو جاتا  
 ہے۔ پھر فرمایا کہ دل کے لیے بھی زندگی اور موت ہے اور دونوں کی علیحدہ علیحدہ صورت  
 ہے۔ کلام اللہ میں ہے۔ اَوَمَنْ كَانَ مَيِّتًا۔ یعنی دنیا میں زیادہ مشغول رہنے سے دل  
 مر جاتا ہے۔ فَاَحْيَاہُ کَیْسُ السَّلَاطِینِ زندہ کرتے ہیں اسے ذکر مولیٰ سے۔  
 پھر فرمایا کہ انسان دنیا کی لذتوں اور خواہشوں اور کھانے پینے میں مشغول ہو جاتا ہے۔  
 تو غفلت اور غرائی اس پر اثر کرتی ہے اور ہوا و محسوس اس پر غالب آجاتی ہے۔ غیر اللہ  
 کا فکر و اندیشہ بیکل کو سیاہ کر دیتا ہے اور حب دل سیاہ ہو گیا تو اس کی موت ہے۔  
 جس طرح وہ زمین جس میں خش و نمناکی کی زیادتی ہو اور جو بیج کو قبول نہ کرے مردہ کہلاتی

ہے۔ اسی طرح وہ دل جس سے خدا کا ذکر نکل گیا ہوا اور جس پر یلو اور پری نے غلبہ پایا ہو۔ اس انقلاب کے سبب مرده کہا جاتا ہے۔ بخلاف اس کے جب تعلیق دنیا دل سے جاتا رہتا ہے اور ہوائے نفس نابود ہو جاتی ہے اور بندہ ذکر و شغل کرتا ہے تو دل زندہ ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا اعمدہ میں حضرت جنید بغدادیؒ نے بھی لکھا ہے کہ اصل اس راہ میں صلاحیت قلب ہے اور یہ صلاحیت اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان مذکورہ دنیا ایسے غفل و غش، حسد و کبر، حرص و بخل وغیرہ چھوڑ دیتا ہے۔ ان سے بچنا دل کی طہارت کیلئے ضروری ہے اور روشنی کی یہی کام ہیں اور جو ہر درویشی انہی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

اس کے بعد شیخ الاسلام چچاؒ پر آب ہو گئے اور فرماتے لگے جو درویش دنیا میں مصروف رہتا ہوا درجہ در خدمت کا طلب گار ہو سمجھ لو کہ وہ درویش نہیں بلکہ رافضیت کا مرتد ہے۔ کیونکہ غفرنا ہی اس پر کہا ہے کہ دنیا سے اعراض کیا جائے۔

پھر اسی ضمن میں فرمایا کہ ایک دفعہ میں بغداد میں خواجہ راجل سنجریؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں اُس وقت درویشوں کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ خواجہ راجل سنجریؒ نے فرمایا اعمدہ میں خواجہ جنیدؒ تحریر کرتے ہیں کہ نہ سب فقر میں درویش کے لئے یہ سہل کام ہے کہ وہ اہل دنیا سے میل جول رکھے یا بادشاہوں اور مسلمانوں کے ہاں آئے جائے۔

ارشاد ہوا کہ خدا انتخاب میں ٹھکا ہے کہ ایک مرتب بادشاہ عراق نے جو تین سال سے کسی فقیہی میں مبتلا تھا۔ خواجہ شہاب تترکیؒ کو استعانت کے لئے طلب کیا۔ وہ تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی پاک دعا سے اسے شفا دیدی، مگر اس ایک ساعت کے بدلے جو بادشاہ کی صحبت میں گزاری تھی وہ سات سال تک غفلت سے عزت کریں

رہے۔ پھر ارشاد کیا کہ مشائخ طریقت نے اس باب میں فرمایا ہے۔ **صَحْبَةُ الْأَعْيَانِ** **لِشَتَاءِ سَمِّ قَلْبٍ** اس میں شے کی ہم نشینی فقیروں کے لئے ذہن قلم ہے پس حاصل اس گفتگو کا یہ ہے کہ جس قدر تو بزرگوں سے بچو گے۔ اُسی قدر خدا سے نزدیکی ہوتی جائیگی۔

چونکہ محبت دنیا امر اور لوگوں کے دلوں میں استوار ہوتی ہے۔ اس لئے اُن کی صحبت سے نقصان پہنچتا ہے۔ تقرب اور طریقت یہ ہے کہ درویش کے دل میں دنیا اور اہل دنیا کی دوستی کا ذرہ بھر اثر نہ ہو۔ فقیر کے نزدیک تمام خلق اللہ باری و بچیاں ہے

یہ کہہ کر شیخ الاسلام نے دعا گئے خطاب فرمایا کہ ”اصل چیز اس راہ میں حضورؐ کی قرب ہے اور یہ حاصل نہیں ہوتی جب تک فقرہ حرام سے پرہیز اور اہل دنیا سے پرہیز نہ کر لیا جائے۔ مشائخ نے کہا ہے کہ اگر کوئی فقرہ حرام اور عین ملوک و اہل دنیا سے پرہیز نہ کرے تو اُس کو حکیم مہینا نے کی اجازت نہیں کیونکہ یہ انبیاء (صلوات اللہ علیہم اجمعین) کا لباس رہا ہے اور تمام اہل اہل و اقار و زنا و زانی اس کو اڑھا ہے۔ حکیم کی قدر حضرت موسیٰ حکیم اللہ جانتے ہیں۔ آدم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں حضرت بلالؓ جانتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔

پھر فرمایا شیخ الاسلام قطب الدین غنیارہ کا کہی قدس اللہ سرہ العزیز کا بیان ہے کہ میں خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دس سال تک حاضر رہا۔ میں نے کبھی نہ دیکھا کہ حضورؐ کسی بادشاہ یا امیر کے گھر گئے ہوں حضرتؐ بھی کا قول ہے کہ جو درویش کسی بادشاہ یا امیر کے در پر چلا جائے اُس سے حکیم اور تمام اسباب درویشی چھین لینا چاہیے اور کہہ دینا چاہیے کہ درویش کا نام لیا متوف کرے۔ اگر نہ لے تو اس کے بارے میں حکیم کو آگ میں سلا دو کیونکہ جو فقیر اہل دنیا میں جاتا اور ان میں مل جل کر بیٹھا ہے وہ درویش



نہیں۔ مئی کذاب ہے۔

میں نے بعض اہل طریقت کو دیکھا ہے کہ جب انہیں کوئی حاجت یا مصیبت پیش آتی تو انہوں نے گیم کو اُڑا کر علیحدہ رکھ دیا۔ اس کے بعد گیمیں زنجیر ڈال کر حق تعالیٰ سے مناجات شروع کی ہم نے ہنسنے لگے۔

پھر شیخ الاسلام نے مجھ کو مخاطب کیا اور فرمایا: جو بالوں کا جامہ پہنتے اُسے چرب شہر میں کھانا کھانا چاہیے اور زناہل دنیا میں غلطی ہو نا چاہیے۔ اگر کوئی ایسا نہیں کرتا وہ اولیاء کے لباس کا فتنہ ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا: "میں نے آثار العارفین میں دیکھا ہے کہ خواجہ ذوالنون صریحاً کا کوئی درویش مرید بادشاہ کے ہاں بہت آمد و رفت رکھتا تھا۔ خواجہ صاحب نے اسے بولایا اور اُس سے لباس فقیر کے لوگ میں ڈالی دیا اور بہت غضبناک ہو کر فرمایا۔ اولیاء انبار کے لباس کو نہیں ہیں دکھانا پھر تاجے اور پھر ارادہ ہے کہ اسی سے خدا کے سامنے جائے۔"

پھر فرمایا: "کہتے ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تین کپڑے پہنا کرتے تھے جب نماز کا وقت آتا تو اوپر کا اور نیچے کا لباس اتار دیتے اور بیچ کے کپڑوں سے عبادت الہی ادا کرتے۔ کسی نے سبب پوچھا۔ فرمایا: "اوپر کے پیراں عین اہل طعن کی نظر کرنے کے سبب یا ورم کا شائبہ پیدا ہو گیا ہے اور اندر کے لباس میں حسد اور غلی و غش کی بو آتی ہے بیچ کے کپڑے ان دونوں باتوں سے پاک ہیں۔ اس لئے انہی سے نماز پڑھتی پسند کرتا ہوں۔"

اس کے بعد شیخ العالم پیشہ پور آب ہو گئے اور بڑے تقصد میں کایر حال تھا جیسی تو وہ منزل مقصود تک پہنچتے۔ نماز کا وقت آ گیا تھا شیخ اس میں مشغول ہو گئے اور سب کچھ

کھڑے ہوئے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

اسی ماہ اور اسی سن کی ۲۷ تاریخ کو پھر سعادت پائے بوسی نصیب ہوئی۔ شیخ جمال الدین متوکل۔ شمس دہر۔ شیخ نجم الدین اور کی مزید حاضر تھے۔

شب معراج اور اس کی فیصلت پر بحث چھڑی۔ حضرت نے فرمایا: "راتوں میں سب سے افضل رات ۲۷ رجب کی ہے۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر پہنچے۔ جو شخص اس شب کو بیدار رہے اس کی بھئی وہ شب معراج ہے اسی سے سعادت معراج حاصل ہو گئی اور اس کا ثواب اُس کے ائمہ اعمال میں بٹھا گیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ: "ایک دفعہ میں نے بغداد کا سفر کیا۔ جب شہر میں پہنچا تو میں نے ہر شخص سے وہاں کے بزرگوں اور اُن کے ٹھکانوں کا پتہ پوچھنا شروع کیا۔ آخر ایک درویش کا پتہ لگا کر وہ دہلے کے کنارے پہنچے۔ میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ

اُس وقت نماز پڑھ رہے تھے میں وہاں ٹھہر گیا اور اُن کی فراغت کا انتظار کرنے لگا جب وہ فارغ ہوئے تو میں نے آداب عرض کیا۔ اشارہ فرمایا کہ بیٹھاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ ایسا غلط باہمیت پھر تھا کہ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ چودھریں رات کے چاند کی طرح تاباں رویت فرمایا کہاں سے آتے ہو؟ عرض کی اجمود حسن سے فرمایا: "جمود و حسن کے پاس ارادت سے آئے گا وہ کبھی زکمی بزرگ ہو گا۔ یہ حدیث سن کر میں نے سر جھکا دیا۔ فرماتے لگے: مولانا فرمایا میں پچاس سال سے اس نماز میں مقیم ہوں۔ خار و فاشا کہ خدا ہے اور بندہ خواجہ غیبیہ بغدادی کی اولاد ہے۔ کل یہ جب کی تاریخ تھی اگر سو تو اس بات کی کیفیت بیان کروں میں نے نہایت ادب سے عرض کی فرمائیے: "کہا میں سال گزر گئے۔ میں نہیں جانتا کہ رات کہاں کی ہے میرا پہلو زمین سے نہیں لگا۔ لیکن کل شب مصلے پر لیٹ کر سو گیا خواب میں دیکھا کہ تتر ہزار مترتب

فرشتے زمین پر آئے اور میری روح کو اوپر لے گئے۔ جب آسمان اول پر پہنچا تو دیکھا کہ فرشتے کھڑے ہیں اور ایک طرف نگاہ جاسے یہ پڑھ رہے ہیں: "سُبْحَانَ ذِي الْمَلَكُوتِ وَالْمَلَكُوتِ"، نوا آئی کہ جن میں سے یہ پیدا ہوئے ان کی یہی تسبیح ہے۔ بعد ازاں میری روح آگے بڑھائی گئی اور آسمان دوم پر پہنچی، پھر تیسرے پڑھ رہے تھے پھر چوتھے پڑھ رہے تھے۔ میں جہاں گیا خدا کے تعالیٰ عزوجل کی قدرت کے عجیب عجیب نمائش دیکھے کہ تعریف نہیں ہو سکتی۔ جب عرش ملے کیا تو حکم ہوا میں بٹھ جاؤ۔ جملہ اولیاء و انبیاء حاضر تھے اپنے جدا جدا حضرت منجید کو دیکھا کہ سر جھکائے بالکل خاموش کھڑے ہیں۔ "اواز آئی" اے فلاں! میں نے کہا: "بیک لے بارخدا" فرمایا: "باش تے تہ عبادت کا سختی خوب ادا کیا۔" ایتنی ہی محنت کا صلہ یہ ہے کہ تجھے ملتین میں جگہ دی جاتی ہے۔ میں بے حد خوش ہوا اور مجھ سے ہنر گڑا۔ ارشاد ہوا: "سراٹھاؤ" میں نے سر اٹھایا اور عرض کیا: "کچھ آگے بڑھ سکتا ہوں؟" جواب ملا: "بس ابھی تماری معراج ہمیں تک نہ تھی۔ اگر اپنے کام میں اور ترقی کرو گے تو یہاں بھی تمہارا درجہ بڑھ جائے گا۔ تم سے جو کامل تر ہیں ان کی عبادت عظمت تک رسائی ہے۔" میں نے کہیں نے نہ خارجہ جہنم کی طرف رخ کیا اور اپنے سر کو ان کے قدموں پر رکھ دیا۔ دیکھتا کیا ہوں وہ خود سر بخود ہیں۔ میں نے پوچھا کہ: "اے جبرئیل یہ کیا ماجرا ہے؟" کہا: "جب تجھے یہاں بلا گیا تو میں اس نکل میں پڑ گیا کہ کہیں کچھ یہ سنے خلاف تو عمل میں نہیں آئے والا۔ مجھے گمان تھا کہ تجھ سے کوئی تعقیر ہوتی ہے۔ اور میں اُس کے سبب شرمندہ کیا جاؤں گا کہ جہنم کی اولاد نے ایسا کیا۔"

اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے فرید! جو شخص خدا کا کام کرنا ہے خدا اُس کے کام بنا دیتا ہے۔ اس لئے چاہئے کہ انسان اپنے فرائض کی ادائیگی میں جست

سے بڑھ کر منہمک ہو اور فرمایا جو شخص شب زندہ وار ہے اُسے یہ سعادت حاصل ہو سکتی ہے۔

یہ دُعا گو کچھ دن تک ان بزرگ کی خدمت میں رہا۔ وہ نماز عشاء کے بعد نوافل پڑھتے تھے اور ایسے پاؤں باندھ کر کھڑے ہوتے کہ صبح ہو جاتی۔

اس کے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اس شب میں سو کھیتیں آئی ہیں۔ ہر رکعت میں الحمد کے بعد سورہ اخلاص پانچ بار اور اختتام نماز پر سو دفعہ درود شریف۔ اب جو دُعا مانگی جائے گی قبول ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ!

پھر ارشاد ہوا کہ میں نے شیخ سعید الدین بخاریؒ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ یہ شب شبِ رحمت ہے۔ جو اس میں جاگتا ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے محروم نہیں رہتا۔ بعد ازاں کہا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس رات شہر ہزار فرشتے آسمان سے نور سے مبرے ہوئے طباق بیک زمین پر آتے ہیں اور گھر گھر جا کر جو بیدار ہوتا ہے اس پر انہیں ڈال دیتے ہیں۔ شیخ الاسلام یہ بات کہہ کر چشم پر آب ہو گئے اور فرمانے لگے کہ نہ معلوم لوگ کیوں ان نعمتوں کو حاصل نہیں کرتے اور خدا کی عبادت سے غافل ہوتے ہیں یہ گفتار جاری تھی کہ شیخ بدر الدین غزنویؒ چھ درویشوں کو ساتھ لے ہوئے آئے اور انہما را داب کرنے لگے۔ حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا ٹھیک جاؤ۔

### سماع کی بحث

اب سماع پر بحث چھڑ گئی۔ سب چُپ تھے شیخ جمال الدین دہلویؒ نے فرمایا: "سماع دلوں کے لئے موجبِ اہت ہے۔ اس سے اہل محبت کو جو دیرائے اشنائی میں



تیرتے رہتے ہیں۔ جنبش و حرکت ہوتی ہے۔ شیخ الاسلام نے جواب دیا "بیشک عاشقوں کی رسم یہی ہے کہ جب محبوب کا نام سنتے ہیں مرنے لیتے ہیں" اس پر شیخ بدر الدین غزنوی نے عرض کی کہ "حضرت اسماعیلؑ پر پہلے ہوشی کو ٹیڑھی ہو جاتی ہے؟" شیخ الاسلام نے فرمایا "جس دن سے وہ مرنے لگے اُنکے بہت کٹکڑیں کہے ہوش ہوئے ہیں سرور ہے ہوشی اُن کے خیر میں ڈال دی گئی ہے۔ اس لئے آج بھی جب اُن کے کان میں کوئی اچھی آواز آتی ہے وہ مسرت ہو جاتے ہیں"۔

شس دیر سے سجدہ تعلیم پا کر پوچھا حضرت مائے اُکنت بہت کم کے وقت تمام رو میں ایک جگہ تھیں یا علیحدہ علیحدہ؟ فرمایا "سب ایک جگہ تھیں" سوال ہوا "پھر یہ ہندو یہودی، آتش پرست وغیرہ کیسے بن گئے؟" شیخ الاسلام نے اذنا دے کر فرمایا "امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ جب حضرت حق نے مائے اُکنت بہت کم کی تمام رو میں برابر باہر تھیں لیکن اس کے سنے ہی چاروں صفیں ہو گئیں۔ پہلی صف نے دل و زبان دونوں سے کہا "بیکار، یعنی بے شک تو ہمارا پروردگار ہے اور فوراً سجدے میں گر پڑی۔ اس میں انبیاء و اولیاء متذہبین اور صالحین تھے۔

دوسری صف نے دل سے تسلیم کیا "مگر زبان سے نہ کہا۔ البتہ سجدہ اس نے بھی کیا۔ یہ وہ ہیں جن کی پیدائش کفار میں ہوئی، مگر خاتم ایمان و اسلام کے ساتھ ہوا۔ تیسرے گروہ نے زبان سے کہا "مگر ان کے دل کو قبول نہ ہوا۔ سجدہ تو وہ کر گئے مگر پھر بھٹپٹانے کہ یہ کیا جہالت کی۔ یہ مسلمان پیدا ہوئے اور کافر مرے۔ عیاذ اللہ عنہما۔

چوتھی صف نے زول سے کہا اور نہ زبان سے اور سجدے میں بھی شریک نہیں بنے یہ اول و آخر شرف اقرار سے محروم ہے؟

جب شیخ الاسلام یہاں تک بیان کر چکے تو پھر پہلی بحث شروع ہوئی فرمایا کہ سماع میں جو لوگ بے ہوش ہو جایا کرتے ہیں یہ وہی ہیں جو مائے اُکنت بہت کم سے کہے ہوش ہو گئے تھے۔ وہی چیز ان میں اب تک موجود ہے جب دوست کا نام سنتے ہیں تو عبرت اور ذوق اور بے ہوشی کا ظہور ہونے لگتا ہے اور یہ سب معرفت کی باتیں ہیں یعنی جیت تک دوست کی شناخت نہ ہو جائے۔ خواہ ہزار سال عبادت کرتا رہے اس میں لطف نہیں آئے گا۔ کیونکہ اُسے معلوم ہی نہیں کہ میں طاعت کس کی کر رہا ہوں اور طاعت کا مقصد یہی ہے کہ جو اہل سلوک و اہل مشق کہہ گئے ہیں۔ کلام مجید میں ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْإِنْسَانَ وَلَا الْأَنْفُسَ إِلَّا لِيَعْبُدَنِي۔ اس کے معنی امام زاہد لکھتے ہیں کہ "میں نہیں پیدا کیا جن واسطے کو انکس واسطے کہ وہ بندگی کریں"۔ اہل سلوک کا قول ہے کہ لِيَعْبُدَنِي اَوْ لِيَقَرَّبَنِي یعنی عبادت کرنے کے لئے یا معرفت کے لیے کیونکہ جب تک معرفت نہ ہوگی لطف عبادت کیا نہ لگے گا۔ جس سہاڑی میں دیکھ لو جب تک کوئی کسی کو دیکھنا نہیں مانتا نہیں جڑتا اور مانتا ہونے کے بعد محو کے متعلقین کی مدد کے بغیر محبوب تک سائی نہیں ہوتی۔ اسی طرح حقیقت اور طریقت کا حال ہے کہ جب تک خدا سے غرض و مل کو نہیں پہچانتا اور اس کے اولیاء سے دوستی نہیں کرتا یعنی اپنے آپ کو اُن کے چلنے سے نہیں بانڈھ دیتا طاعت و عبادت میں کیفیت نہیں پاتا۔

اس کے بعد شیخ الاسلام ذکر اثناء الخیر نے فرمایا مائے اُکنت بہت کم سے مراد یہی شناخت و معرفت ہے۔ یکایک محضرہ نامی حضرت آدمؑ کا کافی کے سامنے گانے والا ایک قوال بھی اپنی ٹولی کے ساتھ آیا۔ شیخ جمال الدین ہانوسیؒ اور شیخ بدر الدین غزنویؒ حاضر تھے حضرت نے قوالوں سے فرمایا کچھ سننا وہ انہوں نے شروع کیا، شیخ الاسلام

کھڑے ہو گئے اور رقص کرنے لگے۔ ایک دن رات ہی حالت طاری رہی۔ نماز کے وقت نماز پڑھ لیتے اور پھر سڑک میں آجاتے۔ غزل پڑھتے۔

لامت کردن اندر عاشقی است      لامت کے کنداں کس کربیاست  
نہ سہر تر دلمے را عشق زبید      نشان عاشقی از دور پیدا است  
نظامی تا توانی پارسا باش      کو نور پارسائی شمع دہا است  
ہر شبیہ ہوتے تو سلوک پر گفتگو چھڑ گئی۔ فرمایا اہل سڑک وہ لوگ ہیں جن پر حالت تجریر و استغراق میں اگر سوز و آوارہاں چلائی جائیں تو بھی انہیں ملحق خیر ہو جس وقت انسان دوست کی محبت میں محو ہوتا ہے اُسے دنیا و دنیائی خیر نہیں رہتی۔ کوئی کئے کوئی جاتے وہ نہیں جانتا کر کیا ہوا۔

اس کے بعد چند درویشوں نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ ہم مسافر ہیں وطن مانا پاتے ہیں، مگر خرچ نہیں ہے شیخ الاسلام کے سامنے کچھ خیرہ کھجوریں رکھی ہیں۔ وہی اٹھا کر درویشوں کو دین اور کھا جاؤ۔ جب درویش باہر آئے۔ انہوں نے کہیں میں کہنا شروع کیا کہ ان خیرہ کھجوروں کو کیا کریں۔ لا دیں یہیں چھینک چلیں۔ پھر جو دیکھا تو وہ کھجوریں نہیں تھیں انشرباں تھیں۔ خود انہوں نے اذان دی۔ خواہر نمازیں مشغول ہوتے اور میں سب کے ساتھ رحمت ہو کر چلا آیا :

۹ شعبان ۶۵۵ھ رونیختہ

دولت قدم ہوسی حاصل ہوئی شیخ جمال الدین ہنوسی حاضر خدمت تھے اور بال کرنے پر بحث ہو رہی تھی۔ ارشاد ہوا میں نے سب واعارفین میں پڑھا ہے کہ جب

وئی مسلمان چاہے کہ کسی پیر کا مرید ہو تو اول غسل کرے اور اگر ہو سکے تو رات بھر جاگے اور اپنی بھلائی کے لیے حضرت خنی میں ملتی ہے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو خیر جہرات کے ان پادشت کے وقت یا دو شبے کو۔ سب دوستوں اور عزیزوں کو جمع کر کے پیر کے پاس جاسے۔ پھر یہ قید رو ہو کر بیٹھے۔ اور دو رکعت استغفار پڑھے۔ اس کے بعد مرید کو سامنے بٹھا کر آیات ستر کر پڑھے اور اس پر پھینکے اور مرید سے استغفار کرائے اور استقبال قبلہ بٹھا کر قنوی ہاتھ میں لے اور تین مرتبہ باواذکر کہے۔

مستمغراض النانی

تہنیتی چلانے کے متعلق شاخ میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ تہنیتی پڑھتے وقت نفس امارہ کی طرف متوجہ ہوا اور سمجھے کہ آج اس سے جنگ کرنی ہے۔ بالکل وہی حالت ہو جیسی ایک نمازی شکر اسلام کی لڑائی کے وقت ہوتی چاہیے تکبیر پہلے سے مدد کے لیے فرشتے اتر آتے ہیں ایچھرا سحول ولا قوتہ لا یلا با اللہ العلی العظیم پڑھے اور کوئی وسوسہ نہ آنے لے۔ تہنیتی تکبیر سے فارغ ہو کر ایک بار کلمہ توحید اور میں دفعہ درویش لیب اور ایک دفعہ استغفار پڑھے۔ جب سب کچھ ہو چکے تو ایک بال مرید کی پیشانی سے لے لے اور کہے "بادشاہوں کے بادشاہ تیری درگاہ سے بھاگا ہوا غلام تیرے حضور میں آیا ہے اور چاہتا ہے کہ تیری عبادت کرے اور جو کچھ مانگا اسے اس سے بیگانہ ہو جائے۔ اس کے بعد ایک بال پیشانی کی دائیں طرف سے اور ایک بائیں طرف سے کرتے "

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ صرف ایک بال پیشانی سے لے لے زیادہ کی ضرورت نہیں۔ حسن بصریؒ امیر المؤمنین علی رحمہ اللہ و جہنم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک ہی بال لینا بہتر ہے حضرت علیؓ اہل صفہ کے خلیفہ ہیں اور یہ حدیث ان کی شان میں آئی ہے۔ اَمَّا

مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلَى بَابِهَا۔ اس کے بعد دعا گارنے عرض کی کہ حضور پر قیچی چلانے کی رسم کہاں سے پیدا ہوئی؟ فرمایا جبرائیل علیہ السلام سے (صلوات اللہ علیہ وعلیٰ آئینا) اور انہیں تلقین کیا تھا جبرائیل علیہ السلام نے۔ پھر اسی کے متعلق ارشاد فرمایا۔ ایک بن حبیب عجمی اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما دونوں بیٹھے ہوئے تھے، کوئی شخص آیا اور بولا کہ میں غلام غلام کامرید ہوں۔ آپ نے پوچھا، تمہارے پیرنے نہیں کیا تعلیم دی ہے؟ اُس نے کہا میرے پیرنے بال تو کرتے تھے باقی تعلیم وغیرہ کچھ نہیں دی۔ دونوں بڑوں کو نے پکار کر کہا ”مُؤَمِّنٌ وَحَسَالٌ“ یعنی وہ خود بھی گمراہ ہے اور اوروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ اس واقعے سے معلوم ہوا کہ یہ کچھ پابھیے گمراہ کرنے سے پہلے مرید کو جانچ لے۔ اس کے بعد شیخ الاسلام نے تمام حاضرین سے خطاب کیا کہ شیخ ایسا ہونا چاہیے کہ جب کوئی اُس کے پاس برزیت ارادت آئے تو فوراً معرفت کی نظر سے ارادت مند کے سینے کو معین کر دے تاکہ اس میں کسی قسم کی کمزرت باقی نہ رہے اور زمانہ آئینے کے روشن ہو جائے۔ اگر یہ قوت نہیں ہے تو مزید نہ کرے۔ کیونکہ اس سے بچا رہے گمراہ کو کیا حاصل ہوگا۔

نفسِ نازہ، تو اُمہ اور مطمئنہ

ارشاد ہوا جب کسی پیر یا صاحبِ دلیت کی مرید کی خواہش کرے تو چاہیے کہ پہلے اُس کے نفسِ نازہ کی حرکات و سکنات پر غور کرے اور دیکھے کہ کہیں وہ پوشیدہ طور پر نفسِ نازہ کے فیض میں تو نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم میں ہے۔ وَمَا أُبْرِيْ مُنْتَفِنًا اِنَّ الشَّفْنَ لَا مَارَءَ بَالِشَوِّءِ۔ پھر نفسِ نازہ پر توجہ کرے کہ کہیں اس میں تو قبلا نہیں۔ قرآن حکیم میں ہے۔ وَرَاقَتِيْمَ بِالْغَفْسِ الْاَلْوَاۡمَةِ اس کے بعد نفسِ مطمئنہ پر نظر

ڈالے: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی يَا اَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ وَرَاحَتِيْكَ مَرْضِيَّةً۔ پھر قلب کو دیکھے کہ وہ بھی سلیم ہے یا نہیں۔ ان سب مرحلوں سے فارغ ہو کر اپنے ضمیر کو روشن کرے اور ہاتھ دیدے۔

اگر کوئی شخص مکتب اہل سلوک کے مطابق مقرر مقرر رانی اور مقرر مقرر گیری نہیں جانتا وہ گمراہ ہے اور اُس فریب کو بھی مصلحت میں ڈالنا ہے جو اس کامرید ہونا ہے۔ یہ جملہ کہہ کر شیخ الاسلام چشم پر آب ہو گئے اور فرمائیے لگے جس دن بشر ثانی نے توبہ کی تھی اُس روز کا قصہ ہے کہ آپ پیشانی ہوتے ہوئے خواجہ جنید بغدادیؒ کی خدمت میں آئے اور ان کے ہاتھ پر آب ہوئے۔ حضرت نے دس مقرر مقرر کے بعد آپ کو فرخہ خطا فرمایا۔ اس کے بعد بشر ثانی پچھلے آئے اور جب تک بچے رہنا نہ رہے۔ پوچھنے والے نے پوچھا خواجہ جو توبہ کیوں نہیں پہنچتے؟ فرمایا میری مجال نہیں کہ بادشاہوں کے فرش پر جوتی پہن کر پھروں۔ ایک تو سلب یہ ہے۔ دوسرا بھی نہیں لیجئے۔ جس دن عدائے قزویل سے معاملہ کیا ہے اُس روز تنگھے پیر تھا۔ اس نے اب جوتی پہننے ہوئے شرم آتی ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اہل سلوک کا قول ہے کہ جو شیخ مریدوں کو قاتل مذہبِ سنت و جماعت پر نہیں چلاتا اور اپنی حالت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق نہیں رکھتا وہ رہزن ہے۔ دھوکے سے آگ کا پتہ چلتا ہے اور مرید سے پیر کا۔ یہ جو بیسیوں آدمی گمراہی میں پڑے دکھائی دیتے ہیں پس اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کا پیر کمال نہیں ہے۔

مقرر مقرر کا معاملہ ایک الہی رمز ہے۔ جس کا اختلاف کسی پر نہ ہوا۔ اگرچہ بعضوں نے مطلب برائی کی ہے کہ اس قیچی سے بندے اور مولیٰ کے درمیان جو پردے ہوتے ہیں وہ

کٹ جاتے ہیں۔ پھر فرمایا: مومن کذلک کی درگاہ خداوندی میں بڑی قدر و منزلت ہے! لیکن لوگ اس کی اصلاح نہیں کرتے۔ یقیناً وہ ضلالت اور گمراہی میں ہیں۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى۔ مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا سرکش ہوتا ہے۔ بعد ازاں ارشاد کیا کہ جس درویش کے آگے اچھی حساب کے ۷۰ پرنے پڑے ہوتے ہوں۔ جن تک دوسری روشنی نہ پہنچتی ہو جو متراخی اور حرکت کے عالم نہ دکھتا ہو وہ اگر چاہے کہ لوگ اس کے مرید ہوں تو سمجھ لو گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کر دیتے۔ درویش کو عالم اور صاحب قوت ہونا چاہیے تاکہ متراخی چلانے اور قوت دینے میں اس سے کوئی فعل خلاف سنت و جماعت نہ سرزد ہو جائے۔

اس کے بعد فرمایا کہ خواہر شفیقہ! محمد اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائی ہیں: جو فقیر خلق سے علیحدہ نہ رہتا ہو۔ جان لو کہ وہ خدا سے دُور ہے۔ کیونکہ عوام کی صحبت فقر کے لئے غالی اور ضرر مند نہیں۔ اس سے سالک مرئی کے راستے میں پیچھے رہ جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے سلاک سلوک مصنفہ خواجہ بابزید بسطامیؒ میں پڑھا ہے کہ سالک راہ طریقت کو چاہیے کہ نہ عزت گھر سے نہ نکلا اور لوگوں میں زیادہ شہرت پر غارت نہ رہے۔ ہاں جس عالم میں جاستے مگر دلوں میں فضول گفتگو نہ کرے۔ پھر دیکھئے کہ اس کی عبادت کیا رنگ لاتی ہے اور اس کا ضمیر کی قدر و روشن و منور ہوتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ جب پیر مرید کے سر پر تیجی چلائے تو پہلے مرید کو غلے کے لیے کہے اور پھر اس کے منہ میں اپنے لاتھ سے کچھ شیریں دے اور تین دفعہ کہے کہ اے خدا اپنے بندے کو اپنی طلب میں پُر لطف و ذوق بخش۔ اس کے بعد اگر خلوت مناسب سمجھے تو خلوت کرے ورنہ سکوت اور ادب کی تعلیم دے۔

بعد ازاں ارشاد ہوا کہ اسرار العارفین میں نکھار ہے کہ خلوت بعض کے نزدیک حالیس دن کی مہنت چاہیے اور بعض کے نزدیک ستر دن کی اور بعض کے نزدیک ننانوے دن کی، لیکن ننانوے دن کی خلوت مقبر ہے جو شیخ عبداللہ تستریؒ سے مروی ہے: مکلفہ جنید میں بارہ سال اسے ہیں اور طبقہ بعیر یہ میں بیس سال۔ ریاضت سے طلب یہ ہے کہ نفس امارہ مغلوب ہو اور گوشہ نشینی سے مراد یہ کہ سنگِ نفس کو محسوس کیا جائے۔ بہت سے مشائخ کے نزدیک مراقبہ کرنا ہی سلوک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تنہائی میں سولے مراقب ہونے کے پھر نہ کرو۔ عزت نشینی کے وقت سر کو کپڑے سے ڈھک لینا چاہیے تاکہ اس کی برکت سے اس میں روشنی پیدا ہو جائے۔ عزت انہی کاموں کے لئے دیا جاتا ہے۔

### تفہیم ذکر

بعض شائخ نے کہا ہے۔ مثلاً خواہر فیصل عیاض و خواہر حسن بھٹیؒ کہ پیر کو لازم ہے کہ اول اپنی ٹوپی سر پر رکھ دے۔ پھر اس کے بعد تفہیم ذکر کرے۔ ذکر تین ہیں۔ اول لا الہ الا اللہ۔ دوم سُبْحَانَ اللہِ وَلَعَنَ اللہُ وَلَکَ الْاِلَہُ الْاِلَہُ وَاللہُ اکْبَرُ۔ سوم یا سَیِّدُ یا قَیُّوْمُ۔

اگر پہلا ذکر اختیار کیا جائے تو اس کا قاعدہ یہ ہے کہ نو دفعہ لا الہ الا اللہ کہے اور دسویں دفعہ سُبْحَانَ اللہِ۔ پھر ایکس دفعہ سُبْحَانَ اللہِ پڑھے بعد ازاں تیس دفعہ یا سَیِّدُ یا قَیُّوْمُ۔ لیکن یہ سب اس طرح پڑھنا چاہیے کہ حاضرین بھی سنیں اور ذوق حاصل کریں لیکن ایسا چیل کر نہیں کہ وہ سستہ گھول نہ سکے اور اڑ جائے۔

اس کے بعد فرمایا کہ طبقہ جنید میں بارہ دفعہ کا حکم ہے اور میں بھی اس سے متفق

ہوں۔ پھر ارشاد ہوا کہ "ذکر اس شان سے کرنا چاہیے کہ بدن کا رو بخار روگما زبان کا کام  
ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام جب ذکر کرتے تھے تو ایسے بخود ہو جاتے تھے کہ صراحتی کلمہ  
مترہ کر لیتے اور غلبہ شوق سے چلا پٹا کر پکارتے کہ "اے وہ جو مکان سے منترہ اور پاک ہے  
میل میرا دل تیرے ذکر سے پڑ ہو گیا۔ اگر اسے تیرے نام کے کوئی لفظ میری زبان سے  
نکلے تو میں مر جاؤں۔"

بعد ازاں فرمایا کہ خواجہ یوسف حشتیؒ نے شرح الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت  
ذوالنون مصریؒ کا قول ہے کہ فیخ و مرید کی مثال دایہ اور بچے کی سی ہے جس طرح بچہ  
کوئی بدخالی کی حرکت کرنا پسے تو دایہ اُسے دوسرا اچھے کاموں میں مشغول کر کے خوش دل  
اور نیک بنانے کی سعی کرتی ہے اسی طرح پیر بھی مرید سے کبھی ذکر کو تائبے اور کبھی قرآن  
پڑھواتائے تاکہ کہیں اس کا دل کسی غراب بات کی طرف نہ لگ جائے۔

اس کے بعد فرمایا "ہاں یہ بھی ارشاد ہے کہ فیخ کو اہل دنیا کے ساتھ زیادہ غلامانہ  
ہو ان سے بہت محبت نہ رکھے کیونکہ ان کی صحبت سے فیخ کا دل پریشان ہو جاتا ہے  
کوئی چیز و دیش کے لئے تو بخون کی صحبت سے پرہیز کرے نہیں۔ فیخ کے دین و دنیا گشتے  
ہی میں ٹھیک ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہیں پیر و مرید کی یہ کیفیت ہوئی چلیے جو اس  
وقت بیان کی گئی۔ اگر کسی کو ایسا شیخ کامل نہ ملے جس کی کتب اہل سلوک پر نظر ہو یا جو  
پورے طور سے بزرگان صوفیہ کی اتباع و ذکر کرتا ہو تو پھر سمجھ کر یہ ہونا چاہیے۔

پھر فرمایا کہ شیخ پر واجب ہے کہ مرید کو وصیت کرے کہ وہ بادشاہوں اور امیروں  
کی صحبت سے بچے اور طایب شہرت و ثروت نہ بنے۔ زیادہ بولنے سے احتراز کرے۔  
اور بے حاجت کہیں نہ جائے۔ کیونکہ سب اہل دنیا والوں کی ہیں اور حجب دنیا کا غلام

کی جڑ ہے۔ حُبِّ الدُّنْيَا دَانَسٌ كَيْلُ خَطِيئَاتٍ۔ پھر فرمایا کہ سادے کو ضرورت ہے تہذیب  
بچھوڑنا چاہیے۔ کیونکہ اصحاب طریقت کہہ گئے ہیں کہ جب کوئی شخص روز روز طلب دنیا  
میں پھرتا ہے تو اسے علم حلال و حرام نہیں رہتا اور اگر کوئی صوفی سلوک و سجادے کو چھوڑ کر  
کوچہ و بازار کا پس کر لگتا ہے تو وہ بھی کھوکھلا ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اگر ایک شہابی فرماتے ہیں کہ راہ قبول پر چلنے والے کی علامت  
یہ ہے کہ جس طرح بھی جو جگہ کی شہابی جاگ کر گزرے اور اس میں ذکر یا تلاوت یا نماز داخل  
پڑھتا رہے، لیکن نماز پڑھنی افضل ہے کیونکہ ارشاد ہے: اَلصَّلَاةُ اَمْرٌ مَعْرَاجٌ اَلْمُؤْمِنُونَ فِيْهَا

اس کے بعد فرمایا کہ اہل سلوک کا قول ہے کہ اصل سلوک ریاضت اور شرف ارادت ہے  
اس لئے بندے کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے ہم نشینی اختیار کرے، لوگوں سے مختصر رہے اور انسانی  
خرائشات کو مایہ اور صالحین کی صحبت اختیار کرے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث  
ہے: مُتَحَبِّةُ الصَّالِحِينَ تُوَفَّرُ رَوْحُهُ لِّلْعَالَمِينَ (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ)

۱۱ شعبان ۹۵۵ھ

### استغراق وینمودی

دولت پاتے ہو کی نصیب ہوئی۔ اُن لوگوں کا تذکرہ  
جاری تھا جو نماز میں مشغول ہوتے ہیں تو بہت استغراق  
خود کو بھی بھول جاتے ہیں حضرت نے فرمایا جب میں غزنی میں سفر تھا تو میں نے چند درویشوں  
کو دیکھا کہ بے حد ذکر و شغل تھے شب کو انہیں کے پاس قیام کیا۔ صبح کے وقت نزدیک  
کے ایک حوض پر وضو کر لے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک اور نہایت ضعیف بزرگ بیٹھے  
ہیں۔ میں نے اُن کا حال دریافت کیا۔ کہنے لگے بہت عرصے سے مجھے عارضہ شکم ہے اُس



نے یہ کیفیت کڑی ہے۔ میں نے وہ دن اُن کی صحبت میں گزارا حبیبات اُمّی و معلوم  
ہوا کہ ہر شب ایک سو بیس رکعت نماز پڑھتے ہیں۔ جتنی مرتبہ فقہائے حاجت کے لئے  
جاتے اتنی دفعہ اگر فوراً قتل کرتے اور دو گنا نماز پڑھتے۔ چنانچہ میں نے اُن کو خوب تجربہ  
کیا۔ ایک دن اسی طرح وہ غسل کرنے تالاب میں اُترے اور اُس میں سے نکل کر جان بقی تسلیم  
ہو گئے۔ یہ کہہ کر شیخ الاسلام رُسنے لگے اور ارشاد کیا: زبہ را سخ الاغتوا دی کا آخر دم سمٹ  
اُس کی بندگی میں قادرے و مضابطے کو ترک کر لیا اور رُسنے کمال تک پہنچا کر جان دی؟

پھر فرمایا تکلیف و زحمت اٹھانے کے بعد ہی انسان کو گناہ سے بچنے کا خیال  
ہوتا ہے۔ جس سے اس کی خیر ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ ایک دن میں بخاریاں  
شیخ سیف الدین باخدری کے پاس حاضر تھا۔ کوئی شخص ان کی خدمت میں آیا اور سلام  
کر کے بولا: اے امام! میرے پاس کچھ مال ہے۔ اس میں عرصے سے گھانا ہو رہا ہے اور  
کبھی کبھی اعضاء بھی مڑکتے ہیں۔ "شیخ نے فرمایا: "ذکوۃ کی ادائیگی کوئی کمی ہوئی ہوگی۔  
اور مرض کا آنا تو دلیل ایمان ہے۔"

پھر اسی گفتگو میں ارشاد کیا کہ حضرات! تعین نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ نبات  
کے روز فطر ادا کر لیے۔ جسے ملے کے کو خق ہاتھ ملے گی کہ کاش ہم دنیا میں فقر فیکر نہ جو۔  
اور مریضوں کو وہ اجر ملے گا کہ لوگوں کو حیرت ہوگی کہ ہم بھی زندگی بھر بخیر رہے تھے  
اور ان تہوں کو پہنچتے۔ اس کے بعد فرمایا کہ آدمی کو چاہیے کہ ہر روز درود رنج کے وقت اُس  
کی ملت پر غور کرے۔ کیونکہ اپنے نفس کا علاج اپنے ہی سے خوب ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر شیخ الاسلام  
چشم پُرب ہو گئے۔ اور رشتہ زبانی مبارک پائی۔

اے با ورد کاں ترا درست اے با شیر کاں ترا آہست

## درویشوں عقیدت اور حسن ظن

بعد ازاں اس مسئلے پر بحث شروع ہوئی کہ درویشوں سے ہمیشہ عقیدت اور حسن ظن  
رکھنا چاہیے تاکہ اُن کی برکت سے اللہ تم کو اپنے سائے میں لے لے۔  
فرمایا شیرخان والی اوچ و طمان ہر امانت رہتا تھا۔ میں نے بار بار یہ شعر اُس  
کے حق میں پڑھ لیا ہے۔

افسوس کہ از مال منت نیست خبر اُنکے کہ خبرت شود افسوس خوری  
آخر ایک ہی سال میں کفار نے اُس پر چڑھا دی اور لے کر بھاگ دیا۔  
پھر اسی سلسلے میں ارشاد کیا کہ ایک دن میں سیستان میں شیخ اوحد کرانی کی خدمت  
میں پہنچا (رحمۃ اللہ علیہ) شیخ نے مجھے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ زبہ سعادت کو میرے  
پاس آئے۔ غرض کہ میں جماعت حائے میں بیٹھا تھا کہ دس درویش صاحب نعمت تشریف  
لائے اور آپس میں کراست و بزرگی پر گفتگو کرنے لگے یہاں تک کہ اُن میں سے ایک نے کہا  
کہ اگر کوئی شخص صاحب کرامت ہے تو اسے چاہیے کہ اُس کو ظاہر کرے۔ رُسنے کہا ادا  
تم ہی کچھ دکھاؤ شیخ اوحد کرانی نے بھی اسی طرف رُج کیا اور بولے کہ اس شہر کا حاکم ان  
دو دن مجھ سے بڑا ہوا ہے اور مجھے روز کچھ نہ کچھ تکلیف دینا رہتا ہے۔ لیکن آج وہ میدان  
سے سلامت نہیں آسکتا۔ ان الفاظ کا شیخ کی زبان سے نکلنا تھا کہ ایک شخص باہر سے آیا اور  
خبر نہانے لگا کہ ارشاد یہ و شکار کو گیا تھا اور اُس وقت گھوڑے سے گر کر اس کی گرن  
ٹوٹ گئی اور مر گیا۔

اس پر درویشوں نے دُعا گوئی طرف دیکھا اور بولے تم کہو میں نے مراقبہ کیا اور تمہاری



دیر بعد سراٹھا کر کہا ”آنکھیں سامنے کرو“ سنبھلتے تھیں۔ کیا دیکھتے ہیں کہیں اور وہ سب خانہ کعبہ میں کھڑے ہیں۔ آخر وہاپسی ہوئی اور سنبھلتے اتر آکر ایک کونچک یہ درویش ہے اس کے بعد میں نے اور شیخ اودھ کرمانی نے ان درویشوں سے سوال کیا کیا کہ ہم اپنا کام کر سکیں۔ اب تمہاری باری ہے۔ یہ سن کر سنبھلتے اپنے سر پر خرقوں میں کسے اور اندر ہی اندر مات بے ہو گئے۔ اس کے بعد شیخ الاسلام نے راقم دعا کو مخاطب کیا کہ اے مولانا نظام الدین! جو خدا کے کام میں لگا ہوا ہے خدا اس کے کام بنا دے تمہارے یعنی جو خدمت حق تعالیٰ میں کمی نہیں کرتا اور تمہارے تمام افعال رمضان سے دوست کے موافق ہوتے ہیں اور چلنے نفس کے لئے ہر وقت غازی بنارہا ہے خدا بھی اس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کرتا۔

اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ میں مدخاں گیا۔ وہاں بہت سے بزرگ اویا داہند تھے۔ چنانچہ عبدالوحد نواسہ شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے قہر کے باہر ایک غار میں اپنا مسکن بنا رکھا تھا، جب مجھے ان کی کیفیت معلوم ہوئی تو ان کے پاس گیا دیکھا کیا ہوں کہ تہا بہت خفیت نزار ہیں اور ایک پاؤں غار کے اندر اور ایک خار کے باہر کسے عالم تہمیل کھڑے ہیں میں نے نزدیک پہنچ کر سلام کیا۔ فرمایا کیسے ہے؟ اس کے بعد تین تہار روز مشغور رہا کوئی حکم نہ ان سے نہ سنا۔ تیسرے دن عالم صحیح آئے اور بوسے لئے فریاد میرے قریب منت آیا وہ روز منور ہو جائے گا اور نہ تجھ سے دور ہو کیونکہ پھر

محمود ہو جائے گا۔ ہاں میرا جسد اسٹن۔ آج ستر سال ہو گئے کہ اس غار میں ایسا وہ ہوں۔ ایک دن ایک عورت یہاں سے گزری۔ میرا دل اس کی طرف مائل ہوا، چاہا کہ باہر نکلوں۔ اسے میں ملحق غیب نے آواز دی کہ اے میرے بھائی تو کہنا تھا کہ میں نے غیر اللہ کو چھوڑ دیا۔ بس اتنا سننا تھا کہ میرا ہوا یا جو باہر باہر گیا اور اندر کا اندر۔ اس حال

کو تیس سال گزر گئے۔ عالم تہمیل میں ہوں اور ڈر ہے کہ قیامت کے دن اس مٹہ کو کوئو سامنے کر سکوں گا بڑی شرمندگی ہے۔“

اس کے بعد ملک اشتر خٹ نے فرمایا کہ رات وہیں پوری کی۔ دیکھا کہ رقت افکار کچھ دودھ اور کچھ خرے ایک طباق میں گئے ہوئے ان بزرگ کے سامنے آئے۔ خرے تھاپیں دیں تھے۔ ارشاد کیا کہ میرے واسطے ہر روز صرف پانچ خرے آیا کرتے تھے۔ آج یہ دس تمہاری وجہ سے بھیجے گئے ہیں۔ آؤ دودھ پیا اور روزہ افکار دیں۔ نے دس اپنے سر کو زمین پر رکھا اور اس کھانے کو کھالیا۔ بعد ازاں وہ شیخ اپنے عالم میں مشغول ہو گئے۔ اسے میں پریشان کا غلیظہ آیا اور سجدہ تنظیم کے کھڑا ہو گیا۔ سوال کیا کیا کیا حاجت لاسے ہو؟ بولا کہ والی سیوستان نے میرا مال غصب کر لیا ہے۔ اجازت دیجئے کہ اس کا مقابلہ کروں۔ حضرت مسکرائے اور سامنے پڑی ہوئی ایک بکھڑی کو سیوستان کی طرف کر کے گویا ہوئے کہ میں مارے دیتا ہوں۔ غلیظہ سب کو چل دیا۔ کچھ زمانہ نہ گزر تھا کہ لوگ اس کا مال بیکر آئے اور قصہ سننے لگے کہ والی سیوستان دربار عام میں بیٹھا احکام جاری کر دے تھا کہ ایک بکھڑی دیواریں خود آ رہی ہیں اور ایسے زور سے اس کی گردن پر پڑی کہ گردن جدا ہو گئی۔ اس کے بعد آواز آئی کہ یہ شیخ عبدالواحد بدشانی کا ہاتھ تھا۔ جس نے اس کو ہلاک کیا۔

بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میں چند روز داران کی صحبت میں رہا آخر اجازت عنایت ہوئی۔

اس کے بعد شیخ الاسلام نمازیں مشغول ہو گئے۔



ملک الموت : آپ اس وقت ذوق و شوق میں تھے۔ ہاتھ بٹھا کر ایسا طمانچہ مارا کہ ملک الموت نے راہ قرار اختیار کی اور بے بابا ابن نہیں آؤں گا۔ اپنی جگہ پہنچ کر حضرت عزرائیل عہدے میں گہڑے اور کہنے لگے : الہی ! تو نے مجھے کس کے پاس بھیجا تھا۔ اگر میں وہاں نہ جھانکا تو خود میری جان خطرے میں تھی۔ جواب ملا : ملک الموت ! میرے وار میرے محبوبوں کے درمیان غیر دخل نہیں پاسکتا میں جانوں اور میرا دوست جانے۔

مہتر موسیٰ علیہ السلام کی مینے کو اس کے دوسرے دن نماز پڑھ کر بیت المقدس کی طرف رُخ کئے بیٹھے تھے۔ مہتر ہیرا ایل آئے اور انہوں نے سلام کر کے حضرت موسیٰ کو ایک ہستی سبب دیا۔ اس کے سونگھنے سے دوسرے دوست دماغ میں پہنچی۔ پیچ ماری او جان دیدی۔ شیخ الاسلام اس واقعے کو ختم کر کے آبِ دیدہ ہو گئے اور اُن کے رونے نے حاضرین پر ایسا اثر کیا کہ سب بے تاب آہ و بکا کرنے لگے۔ شیخ الاسلام کی حالت او بے حد بار بار شرف زبان مبارک پانا تھا۔

در کوئے تو عاشقان چنان چاہیں  
کاجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز  
اسی گفتگو میں نر یا کر کوئی بزرگ اپنے احباب کے ساتھ مہتر موسیٰ کی زیارت کو گئے

۱۔ ملک الموت اور حضرت موسیٰ کا فطر ظہری آنکھ سے کھینچے اور ظہری قتل میں آنے کے قابل نہیں ہے۔ عالم مثال کی باتیں ہیں جو فضیلت آدمی کو سب مخلوقات پر دی گئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں پر جناب انسان کا اور اپنی ذات پاک کا تعلق و تعرب ظاہر کرے۔ اس پر اس فتنے کو محمول کرنا اور شانِ انسانیّت کو دیکھنا چاہیے۔

(المترجم)

اس میں سے آواز سنائی دی دیتِ اِرنی اَنْظُرْ اَنْظُرْ کہا کہ یہ عشق ہے کہ زندگی اور موت دونوں صورتوں میں قائم رہتا ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ قیامت کے دن بھی حضرت موسیٰ کو لگواؤ عشق پڑ کر یہی فریاد کریں گے۔ دیتِ اِرنی اَنْظُرْ لَیْکَ اور اس وقت اگر فرشتوں نے انہیں نہ تھا تو زبانی و ثبوتی کے سبب قیامت پر قیامت آجائے گی۔ اس کے بعد شیخ الاسلام نے میری طرف رُخ کیا اور فرمایا طالب کو چاہیے کہ مطلوب کے عشق و محبت میں ہر لمحہ مستغرق رہے اور اُس کی یاد کبھی دل سے غور نہ کرے۔ ہر آن لے ترقی دے۔ اسی آئینہ میں کئی دفعہ مجھ کو شہداء کو شہداء کو دیکھا ہے۔

در کوئے تو عاشقان چنان چاہیں  
کاجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز  
بعد ازاں ارشاد ہوا کہ ایک جوان کا وقت آ کر آیا۔ یہ اصطلاح حق میں ہے۔ جب ملک الموت اُن کی روح قبض کرنے کے لئے دروازہ ہوسے تو مشرق، مغرب، جنوب، شمال سب چھان مارا۔ کہیں پستہ نہ پایا۔ واپس آئے اور مسجدہ خداوندی بجلا کر عرض گزار ہوئے کہ اے عالمین ! وہ جوان تو مجھے نہ پایا۔ خزان ہوا جہاں غلاں غلاں خرابے ہیں دیکھو۔ وہاں بھی موجود نہ تھے۔ دوبارہ حاضر ہوا کہ اطلاع دی۔ مذاکری ملک الموت ! میرے پیاروں کی جان تم نہیں نکال سکتے۔ وہ تو میرے نام، میری یاد، میری قسمت پر مرتبے ہیں اور تمہیں اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ شیخ الاسلام چہم پُرب ہو کر پھر اسی شہداء کو دہرائے گئے۔

در کوئے تو عاشقان چنان چاہیں  
کاجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز  
پھر ارشاد ہوا کہ حبیب میرے بھائی شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کا انتقال ہونے کو تھا تو اُن کے صاحبزادے شیخ صدر الدین عارف دروازے کے باہر ایستادہ تھے۔ کئی شخص نے

اگر ان کے ہاتھ میں ایک خط دیا اور کہا اسے کھولے بغیر اسی طرح اپنے والد ماجد کو پہنچا دیں۔ شیخ صدر الدین نے خط پر نام دیکھا تو رو رو کر فرمانے لگے میں نے پہچان لیا۔ تم ملک الموت ہو۔ جواب دیا ہاں۔ فرمایا خود کیوں نہیں جانتے؟ کہا یہ کام آپ ہی سے لیا جائے گا میرا اتنا فرس تھا کہ خطا کیے چلے کر دوں۔

صدر الدین اندر گئے۔ شیخ بہاؤ الدین عبادت میں مشغول تھے۔ جب فارغ ہوئے تو شیخ صدر الدین نے خط پیش کیا۔ شیخ نے اُسے کھولا اور اُس کے مطالعے سے شرف ہو کر سجدہ کیا اور جان دے دی۔ غیب سے آواز آئی ”دوست بر دوست پیوست“ یہ کہہ کر شیخ الاسلام نے نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گئے اور کہا کہ ایک دن ہم بھی اپنے دوست کے پاس جائیں گے اور پھر بریت پڑھیں گے۔

دروغے تو عاشقان چناں جاں بہند کاجنا ملک الموت نہ گنجد ہرگز اس موقع پر شیخ صدر الدین جوہر کی حکایت سنائی۔ فرمایا یہ صاحب بڑے بزرگ تھے۔ کسی بہمد میں گئے اور وہاں چند دن قیام ہے۔ اس شہر کے اکثر مسلمان امراض میں مبتلا تھے۔ اپنے دوا کیا سب کو میرے پاس لاؤ۔ ہاتھ پھیر دیتے اور خدا تعالیٰ اس کی برکت سے بیمار کو چھڑا دیتا۔ اسی طرح کئی ہزار آدمی صحت یاب ہو گئے۔ وہاں سے عزنی گئے غزنی میں بھی بہتوں کو ان کے تھیلے دوبارہ زندہ کر دیں۔ پھر شیخ صدر الدین اوچے پیچھے جب ان کا وقت آخر قریب آیا تو انتقال کے دن ان کے تمام دوست احباب اُس جگہ جہاں یہ پھڑپھڑے ہوئے تھے ان میں جمع ہوئے۔ آپ نے وہ عقیدہ ہو کر سورۃ البقرہ شروع کی۔ اشراق تک قرآن شریف سنانے لگے۔ اس کے بعد سجدہ کیا اور جان دیدی۔ اس کے بعد شیخ الاسلام پھر چشم پر آب ہو گئے اور وہی بیعت زبان پر آئے لگے۔

دروغے تو عاشقان چناں جاں بہند کاجنا ملک الموت نہ گنجد ہرگز پھر فرمایا کہ شیخ سیف الدین بخاری جو قاعدہ تھا کہ جس جگہ نماز گزار پڑھتے اُسی جگہ سوجاتے۔ جب ایک ٹکٹ شب گزر جاتی تو اٹھ بیٹھے۔ امام و مؤذن حاضر ہوتے تھے بیعت ملک خوب اللہ اللہ کرتے اسی طرح غریب ہو گئی۔

بعد ازاں ارشاد ہوا۔ ایک شخص نے بخاریاں خواب دیکھی کہ کوئی روشن شمع دروازہ بخاریاں سے باہر جاتی ہے۔ بیدار ہو کر کسی بزرگ سے تعبیر لینے لگے۔ بزرگ نے کہا کوئی صاحب نعمت فوت ہونے والا ہے۔

پھر ارشاد کیا شیخ سیف الدین بخاری نے بھی ایک دفعہ اپنے سر کو خواب میں دیکھا کہ بڑا اشتیاق ظاہر کرتے ہیں۔ اس کے بعد قریباً ہفتہ بھر تک فراق و وداع کا ذکر بار بار شیخ سیف الدین کی زبان پر آتا رہا بقیہ حیران مثنیٰ کر لیا یا بسرا ہے۔ آخر خود فرمایا کہ اے مسلمانو! میرے مرشد نے مجھے طلب کیا ہے اور میں جاتا ہوں یہ کہہ کر مکان میں چلے گئے۔ اُس رات کو کس میں رحلت ہوئے والی مثنیٰ سب اجاباب جمع ہوئے اور مشعل جلائی گئی۔ شیخ سیف الدین نے جو باریں کچھ حصہ شب گزارا کہ ایک بزرگ کہیں پوش سیب ہاتھ میں لے تشریف لائے اور اسی اُسے شیخ کے سنانے سیشن کیا۔ اس کا سونگنا تھا کہ جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ شیخ الاسلام پھر چشم پر آب ہوئے اور وہی شعر پڑھنے لگے۔

دروغے تو عاشقان چناں جاں بہند کاجنا ملک الموت نہ گنجد ہرگز یہاں تک کہ شیخ صدر الدین اور مولانا اسحق کو حکم ہوا کہ تم اس ثنوی کو کہو۔ انہوں نے تعمیل کی۔ تین دن رات کیفیت طاری رہی۔ بعد ازاں عالم صومیں آگئے۔ الحمد

## ۲۵ شعبان ۶۵۵ھ

## سلوک راہ طریقت

دولت پائے کسی نصیب ہوئی۔ چند درویش شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے آئے ہوئے تھے اور سلوک پر بحث ہو رہی تھی۔ شیخ الاسلام نے فرمایا: راہ طریقت محض تسلیم و رضا کا نام ہے۔ اگر کوئی گردن پتھوار رکھ دے تو بھی نارضا مند نہ ہو اور دم نہ مارے۔

پھر ارشاد ہوا کہ جس کی کیفیت ہوا اُسے درویش جانو۔ اسی اثنا میں ایک ضعیف شخص حاضر خدمت ہوا۔ چشم گراں۔ دل بریاں۔ تعظیم بجالایا۔ شیخ نے فرمایا: قریب آؤ۔ جب اس نے تعظیم ارشاد کی تو پوچھا: ”کیا حال ہے؟“ ضعیف نے کہا ہے میرے آقا بیس سال ہو گئے کہ بیٹے کی جدائی کی تکلیف سہہا ہوں۔ معلوم نہیں مر گیا یا جینا ہے شیخ الاسلام نے مراقب کیا اور دھڑڑی دیر بعد سر اٹھا کر ارشاد کیا۔ جاتیرا بیٹا اگیا ضعیف خوش خوش چل دیا۔ گھر پہنچے کچھ صبر نہ کر تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ ضعیف نے آواز دی کہ کون ہے؟ جواب ملا فلاں ابن فلاں۔ ضعیف باہر نکل آیا اور بیٹے کو گلے سے لگا کر اندر لے گیا اور دریافت کیا اتنے زلنے سے کہاں تھا؟ کہا یہاں سے ڈھچھ ہزار کوس کے فاصلے پر۔ پوچھا پھر آج یہاں کیلے گیا؟ بولا میں دربار کے کارے کھڑا تھا۔ یکایک مہینے میں دل فہمرا خیال پیدا ہوا اور وہ تکلیف کی حد تک بڑھ گیا روتا تھا ناگہاں ایک خرقہ پوش سفید رنگ بزرگ پانی سے غوار ہوئے اور فرمانے لگے کہ کیوں روتا ہے؟

میں نے حال بیان کیا۔ کہا اگر تم مجھے اسی پہنچا دو میں تو تو کیا کرے؟ مجھے یہ امر بہت مشکل معلوم ہوا۔ ان درویش نے کہا لاؤ انا ملتا تھ مجھے دو اور انھیں بند کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا دیکھا کیا ہوں کہ گھر کے دروازے پر کھڑا ہوں۔

بڑے میاں مجھ گئے کہ وہ بزرگ حضرت شیخ الاسلام ہی تھے۔ فوراً حاضر خدمت ہو کر قدم بوس ہوئے۔ ان کے چلنے جانے کے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اگر کوئی طاعت یا ورد بندے سے فوت ہو جائے تو اُسے اس کی موت تصور کرنا چاہیے۔ پھر ارشاد ہوا جو اب میں شیخ یوسف حقی کی خدمت میں تھا ایک صوفی اُن کے پاس آیا اور تعظیم بجالا کر بولا۔ آج شب کو میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ کوئی کہتا ہے تیری موت نزدیک آگئی۔ شیخ یوسف حقی نے پوچھا کہ کل تجھ سے کوئی ماز تھا ہوگی مٹی؟ اُس نے سوچ کر جواب دیا۔ ”بے شک“ تبصر دی کہ موت سے اشارہ اسی کی طرف تھا۔ صاحبِ ورد سے کسی ورد کا پھوٹ جانا اس کی موت کے برابر ہوتا ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ ایک زمانے میں قاضی رضی اللہ عنہ سورہ یسین کا وظیفہ پڑھتے تھے۔ اتفاقاً ایک دن ناغہ ہو گیا۔ شام کو گھوڑے پر وار جا رہے تھے کہ گھوڑے نے غصہ کر کھائی اور آپ ایسے زور سے گرسے کہ پائے مبارک ٹوٹ گیا۔ جوڑ کیا تو مسند پر بلا تصور گھلا کہ اُس روز سورہ یسین پڑھی تھی۔

بعد ازاں شیخ الاسلام نے ارشاد کیا کہ اہل ورد کو مناسب ہے کہ کچھ وہ پڑھتا ہو اسے اگر دن کے وقت نہ پڑھ سکے تو رات کو پڑھے۔ ہرگز ہرگز ترک نہ کرے۔ کیونکہ اس کا اثر اس سے گزر کر تمام شہر والوں پر پڑتا ہے۔ ایک کے ساتھ بہت سی خلق اللہ کی شامت آجاتی ہے۔ جیسے گھنگو کے تحت میں دریا کہ ایک زمانے میں ایک نیاں قحط کا مہان تھا اس نے مجھے دشمن کہا حال سنا اشرار کیا کہ جب میں دہلی پہنچا تو میں نے اُسے تباہ مباد پایا



میں سے زیادہ خوش گھر نظر نہ آئے۔ تحقیقات کرنے سے معلوم ہوا کہ وہاں کے اکثر مسلمان صاحب و روتھے۔ ایک دفعہ ان میں سے اکثر نے معمولی کٹاہی کی۔ بس پورا سال نہ گزرا تھا کہ نفل چٹھ آئے اور رب کو تہنہس کر گئے۔

اس کے بعد شیخ الاسلام نے کہا کہ حضرت شیخ معین الدین بنوریؒ کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی ان کے ہمایوں میں انتقال کرنا اس کے جنازے کے ہمراہ جاتے اور گول کے واپس پلے آنے کے بعد تک اس کی قبر بیٹھے رہتے اور جو کچھ ایسے موقع کے لئے مقرر رکھا تھا پڑھتے۔

ایک مرتبہ اسی طرح ایک جنازے کے ساتھ جانا ہوا۔ اس کے متعلقین کے واپس آ جانے کے بعد قبر پر پڑھتے تھے شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین اوشیؒ کا بیان ہے کہ میں ہمراہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ بار بار چہرہ مبارک متغیر ہو جاتا تھا۔ آخر یہ کہتے ہوئے کہڑے ہو گئے کہ الحمد للہ

بیعت خوب چیز ہے۔ شیخ الاسلام نے مطلب دریافت کیا۔ فرمایا کہ جس وقت اس آدمی کو دفن کیا گیا تو فوراً عذاب کے فرشتے آ گئے۔ چاہتے تھے کہ اپنا کام شروع کریں۔ یکایک شیخ عثمانؒ بارونیؒ نمودار ہوئے اور بے یار میرام دیے۔ ان الفاظ کا زبان شیخ سے نکلتا تھا کہ فرشتوں کو حکم ہوا کہ شیخ سے کہہ دو کہ اس نے تمہاری مخالفت کی تھی۔ خواجہ نے

فرمایا کہ کوئی مصافقہ نہیں۔ اگر اس نے مجھے برا بھلا کہا تو اپنے میں پلے بھی تو میرے ہاندھا تھا۔ اس لئے میں نہیں پاتا کہ اس پر سختی ہو۔ نہ آ کر کہ "فرشتو! جانے دو اور شیخ کے مرید کو چھوڑ دو۔ میں نے اُسے بخشا"۔ یہ کیفیت بیان فرما کہ حضرت شیخ الاسلامؒ چشم مبارک

ہو گئے اور کہنے لگے، کبھی کا ہو جانا بڑی بات ہے۔ اور یہ ثنوی زبان پائی ہے

گرمیک شوم مرا از ایشان گیرند و در بدبشم مرا بدیشان بنهند  
ایک دن شیخ الاسلامؒ یہ کیفیت طاری ہوئی۔ حاضرین کی طرف خطاب کہے فرمایا اگر

اس وقت قرآن ہوتے تو ہم کچھ سنتے۔ اتفاق سے اُس روز خال موجود نہ تھے۔ مولانا بدال الدین الحقؒ ان کمتر بات اور رقعات کو جو غریبے میں تھے ملاحظہ کر رہے تھے۔ ایک خطا نکل آیا ہے انہوں نے حضرت شیخ الاسلامؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ فرمایا تم خود پڑھو۔ مولانا ایستادہ

ہو گئے اور پڑھنے لگے "فیترہ ضعیف خیف محمد عطا کہ بندہ درویشان است و از مردودہ خاک قدم ایشان" اس قدر سناتا تھا کہ شیخ الاسلامؒ کو وجد ہو گیا اور یہ رباعی پڑھنے لگے کہ  
اکی عقل کیا کہ از کمالی توبہد وال دیدہ کیا کہ در جمال توبہد

گیرم کہ تو پیدہ برگزینی ز جمال اُن روح کیا کہ در جمال توبہد  
شیخ الاسلامؒ پر اسی حالت میں ایک رات دن لا گیا۔ اس کے بعد شیخ الاسلامؒ نے حضرت خواجہ قطب الاقطابؒ کی حکایت کہنہ شروع کی۔ فرمایا شیخ قطب الدینؒ اور شیخ حلال الدین

تبریزیؒ ملاقاتی ہوئے و آپس میں اپنی اپنی ہیاست کا حال بیان کرنے لگے۔ دعا گو ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ شیخ حلال الدین تبریزیؒ نے کہا کہ جب میں قوش کی جانب جا رہا تھا تو راستے میں بہت سے بزرگوں سے نیاز حاصل ہوا۔ ان میں ایک بزرگ کو دیکھا جو دعا میں رہتے تھے

میں نے ان کے پاس جا کر قدم بوسی کی۔ جب میں پہنچا ہوں تو وہ نماز میں مصروف تھے مجھے متوہی دریا نظر کرنا پڑا۔ جب نماز پڑھ چکے تو میں نے سلام کیا۔ جواب دیا علیکم السلام  
شیخ حلال الدینؒ: میں متبرہ ہوا اور یہاں رہ گیا کہ میرا نام کوہنوخمان گئے۔ راز دل کو

مجھ کر لوے۔ يَا أَيُّهَا الْعَلِيْمُ الْحَبِيْبُ۔ جس نے مجھے مجھ تک پہنچا دیا۔ اُسی نے تیرا نام بھی مجھے بتا دیا۔

میں نے زمین چومی۔ حکم کیا۔ بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ وہ بزرگ کہنے لگے کہ ایک مرتبہ  
میں صفایان میں تھا۔ میں نے ایک رویش کو دیکھا۔ نہایت اعظمی کوئی پچپن سال کے



قریب مہم تھی۔ خواجہ حسن بصریؒ کے نواموس میں سے تھے۔ مسلمان یا نامسلمان جس کسی کو کچھ ضرورت پڑتی۔ اُن کا خیال کرتا۔ امداد طلبی کے لئے پاس تک نہ پہنچتا کہ کام ہو جاتا۔ پھر کہا مجھے بہت بزرگوں نے بندہ و نساخ کئے ہیں۔ لیکن آخری شخص جس کا قتل میرے دل سے غور نہیں ہوتا خواجہ شمس العارفین تھے۔ انہوں نے فرمایا: "درویش اگر چاہتا ہے کہ خدا تک پہنچے اور اس کا قرب حاصل کرے تو اُسے لازم ہے کہ دنیا سے بیزار ہو جائے اور اہل دنیا سے دور رہے۔ کیونکہ درویش کے لئے سب سے زیادہ مغر شے دنیا اور اہل دنیا کی محبت ہے۔ غرض کہ اُسے جلال الدین! خدا والوں نے جب سب کو چھوڑ دیا اُس وقت خدا کو پایا ہے۔

اُس کے بعد فرمایا کہ میں ایک روز شب اُن کی خدمت میں رہا۔ افطار کے وقت میں نے دیکھا کہ دو جوگی روٹیاں عالمِ حسیہ پہ پہنچیں۔ ان بزرگ نے ایک میرے آگے رکھ دی اور کہا کہ افطار کرو اور پھر فلاں گوشے میں بیٹھ کر مشغول عبادت ہو جاؤ۔ جب ایک شام رات گذر گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ میرے مکمل کباباں پیٹنے ہوئے اور سات شیروں کو ارد گردلے ہوئے کئے اور ہمارے شاہ صاحب کے سامنے بیٹھ گئے۔ مجھے لرزہ چڑھا کہ الہی یہ کون بزرگ ہیں جو شیروں سے محبت کرتے ہیں وہ قرآن شریف پڑھنے لگے۔ جب ایک باغی ختم کر چکے تو اٹھ کھڑے ہوئے اور کھانا کھایا اور پھر اقل سر سے تلاوت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ میں بھی اُن کے پاس جا پہنچا اور نماز میں شریک ہوا۔ بعد نماز میرے زبان بزرگ نے مجھے بتایا کہ یہ شیروں والے درویش حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ کیا تم ان سے ملنا چاہتے ہو؟ میں نے یہ سنتے ہی اُن سے دوبارہ مصافحہ کیا۔ بڑی شفقت سے پیش آئے اور بالآخر معشریروں کو واپس پہلے گئے۔

میں نے رخصت چاہی۔ ان بزرگوں نے کہا کہ اُسے بلال! اجانے ہر نو جاؤ۔ لیکن دیکھو۔

بلگان خدای خدمت گزار کی کبھی غافل نہ ہونا۔ اپنے تئیں اُن کا غلام نہ کہنا اچھا۔ اب تم ایک ایسی جگہ پہنچو گے جہاں دریا بہتا ہوگا۔ وہاں اگر تمہیں دو شیر ملیں اور کسی نقصان کے درپے ہوں تو میرا نام لے دینا۔ پھر کچھ نہ کہیں گے۔ شیخ غلام الدین فرماتے تھے کہ اس کے بعد میں زمین نیاز جویم کروانا ہو گیا جب میں اُس مقام پہنچا تو واقعی دو نول شیر موجود پائے۔ مجھے دیکھتے ہی وہ دو نول غرائے اور میری طرف پیک پڑے، مگر میں پتلیا کر میں غلام غلام بزرگ کے ہاں سے آ رہا ہوں۔ میں اُن کا ہاتھ کا شیر سر کر میرے قدموں پر رکھ کر کھٹے لگے اور پھر خاموشی سے واپس پہلے گئے اور میں باسلامی وہاں سے نکل آیا۔

یہاں تک بیان کر کے شیخ الاسلامؒ نے فرمایا کہ جب شیخ بلال الدینؒ اپنے سفر کمال کھانچے تو شیخ قطب الدینؒ کی باری آئی۔ ارشاد ہوا کہ شروع شروع میں میں ایک شہر میں پہنچا۔ اُس میں ایک درویش رہتے تھے۔ اُن کے مسکن کے قریب ایک مسجد تھی جو بہت خستہ ہو رہی تھی اور اس میں ایک منارہ تھا جو بھت منارہ کہلاتا تھا۔ مگر خدا وہ ایک ہی۔ اُس پر چڑھ کر جو دعا کی جاتی تھی۔ اس کی بابت لوگوں کا خیال تھا کہ ایک دعا کا اثر سات دعاؤں کے برابر ہوتا ہے اور اُن غلام غلام دعاؤں میں کڑھ کر پڑھی جاتے تو خواجہ خضرؒ سے ملاقات ہو جاتی تھی۔ اَللّٰہم! میں اُس مسجد میں پہنچا اور دو گنا زادار کہ اس منارے پر چڑھ گیا اور اس دعا کو پڑھ کر نیچے آیا پھر پڑھ دیا انتظار کرتا رہا کہ اب خواجہ خضر علیہ السلام آتے ہوں گے۔ مگر خواجہ خضرؒ آئے نہ کوئی اور آخر نماز امید ہو کر دروازے سے باہر قدم رکھنے ہی کو تھا کہ ایک صاحب نما آئے۔ جنہوں نے چھوٹے ہی مجھ سے سوال کیا کہ اندر کیا کہہ رہے تھے؟ میں نے جواب دیا خواجہ خضرؒ کا انتظار کر رہا تھا۔ دو گنا نماز کا پڑھا۔ دعا کا ورد بھی کیا۔ مگر وہ دستِ مبستر نہ آئی اب فرمایا ہوں مستضر نے کہا کہ خواجہ خضرؒ سے تمہیں کیا کام ہے۔ وہ بھی تمہاری طرح سرگرداں

پھرتے ہیں لیکن اندر گھٹے نہیں پاتے۔ بیری اور مستقر کی اتنی ہی باتیں ہوتی تھیں کہ یکایک ایک بزرگ پوش شخص نظر آئے۔ مستقر نے اُسکے بڑھکان کے پیچھے چلے۔ انہوں نے بیری آیت دریافت کیا کہ یہ دنیا پا رہا ہے یا کوئی اور چیز؟ مستقر نے کہا صرف آپ کی ملاقات اس کے سوا کچھ نہیں۔

گشتگر ہو رہی تھی کہ اذان کی آواز آئی چاروں طرف سے خود بخود درویش نمودار ہوئے شروع ہو گئے۔ ایک نے ٹکیہ لپی۔ ایک اُسکے گلے کا ہوا کراہت کرنے لگا۔ تڑاویج کا زانہ تھا، بارہ پیارے پڑے۔ میرے دل میں خیال کرنا کہ کاش اور زیادہ پڑے جلت، مگر خیر نا ختم ہوئی اور ہر شخص جھبے آیا تھا اور صل دیا میں بھی اپنی جگہ آگیا۔ دوسری شب دھوکہ کے پھر پہنچا۔ لیکن صبح تک میٹھا رکھ کر کوئی نظر نہ آیا۔ شیخ الاسلام اس قدر تواضع بیان کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حاضرین نے بھی اپنی اپنی راہ لی۔ الحمد للہ علی خلائف۔

## ۵۔ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ

فصلِ رمضان | ولت قدم بوسی میرائی، عزیزان اہل صفا حاضر تھے۔ ماہِ صیام پر بحث چھیڑ گئی۔ ارشاد ہوا یہ بڑا بزرگ مہینہ ہے۔ اس میں ایسے عین بند کر دیا جاتا ہے تاکہ مسلمان اس کے بہکانے سے محفوظ رہیں اور رحمت کے کھلے دوازے کھل جاتے ہیں۔ ہر ہر مسلمان کے مال ایک ایک خرشتہ یعنی رحمت لانے کے لئے مقرر ہو جاتا ہے۔ روز و شب زمین و آسمان کے درمیان ان فرشتوں کی آمد و رفت کا اتنا بندھار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا

بندہ روزہ افطار کرے۔ فوراً اس پر ایک سبق رحمت ڈال دو۔ پھر ارشاد ہوا کہ روزہ بندے اور موٹے کے درمیان ایک ستر ہے۔ ہر عبادت کی جزا خدا کی طرف سے مقرر ہو گئی ہے لیکن روزے کے ثواب کا بجز خدا کے کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ خود فرمایا ہے۔  
الْقَوَمَ لِي وَآئَا آخِرِي يَوْمَ۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی جانتا ہوں کہ روزے کا ثواب کیا دلوں کا۔

اس کے بعد ارشاد ہوا۔ اس مہینے کے پہلے عشرہ کا نام رحمت، دوسرے کا مغفرت، تیسرے کا نام آتش دوزخ سے دہائی ہے۔ پہلے عشرے میں بندے پر آسمان سے رحمت اور برکت نازل ہوتی ہے۔ دوسرے عشرے میں مغفرت اور انعام اور بخشش ہے۔ اس میں کوئی لحاظ ایسا نہیں جاتا جس میں لاکھوں مسلمانوں کو حق تعالیٰ کی رضا مندی نہ ملتی ہو۔ تیسرے عشرے میں وہ تمام مسلمان جنہوں نے زندگی میں روزے رکھے ہیں دوزخ سے آزاد کر دیے جاتے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص رمضان شریف کی آمد سے خوش ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اُسے پھر کسی وقت غم ناک نہیں کرتا اور خیر و برکت اُس پر بڑھاتا ہے اور جو اس ماہ مبارک کے ختم ہونے سے رنجیدہ ہوتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ اُسے دھوکا دینا کی کمر بستہ جتھتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ رمضان کے روزے رکھنے کا ثواب ہزار سال کی عبادت کے برابر رکھا جاتا ہے اور اسی حساب سے اس کے گناہ بھی دھلتے ہیں۔

تشریب قدر | پھر ارشاد ہوا کہ شب قدر آخر عشرے میں ہوتی ہے انسان کو چاہیے کہ اس رات میں غافل نہ رہے اور شرب قدر سے

نادمہ اٹھائے۔

اس کے بعد فرمایا۔ اہل باطن کے نزدیک ہر شب شب قدر ہے۔ اسے روزِ بھی نہیں مانتی ہیں جو عوام صرف شب قدر میں پاتے ہیں۔ تاہم مناسب یہی ہے کہ شب قدر کی خصوصیت سے قدر کی بات لیتے۔

پھر فرمایا کہ خواجگان کا قاعدہ تھا کہ رمضان کی ہر شب کو تراویح میں ایک قرآن ختم کرتے تھے اور شیخ فغان دہرونی رحمۃ اللہ علیہ تو دو دو قرآن ختم کرتے تھے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ایک دفعہ دوما کو مغرب کی طرف سفر کر رہا تھا کہ رمضان کا مہینہ آ گیا۔ میں نے مسجد امام حادی میں قیام کیا۔ وہاں ایک بڑے با عظمت بزرگ تھے جن کا نام شیخ عبداللہ محمد باقری تھا۔ وہ اس مسجد میں امامت کرتے تھے۔ انہوں نے ایک ایک شب میں تین تین قرآن دہر دیا چار چار پاسے منائے۔ چنانچہ دوما گئے بھی مہینہ بھر خوب ثواب حاصل کیا۔ چلتے وقت فرمایا اس طرح محنت و عبادہ کیا جاتا ہے۔ تب کہیں کام بنتا ہے۔ اہل صفہ کا قول ہے کہ یہ راہ بغیر جاہدے کے طے نہیں ہو سکتی۔

پھر ارشاد ہوا کہ خواجہ بابا یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ستر سال خدا کے عز و ہل کی عبادت کی۔ کئی کئی دن پانی نہ پیئے تھے اور کئی کئی دن کھانا نہ کھاتے تھے۔ جب اتنی تکلیفیں اٹھائیں تو حضوری ملی اور جس وقت حضوری ملی اس وقت رات کی آذان پائی کہ ابھی آقاؐ دنیا باقی ہے۔ جب تک اسے دُور نہ دگے آگے نہ بڑھ سکے۔ عرض کیا کہ ارا العالمین اب میرا تو کسی چیز سے بھی تعلق نہیں۔ جواب ملا کہ پوستان اور کوزے کو چلیو۔ حضرت بابا یزیدؒ نے اس سے بھی دست کشی کر لی پھر اور بابا یزیدؒ شیخ الاسلام آتابیان کر کے روئے گئے اور ارشاد فرمایا: بابا یزیدؒ ایک پوستان اور کوزے کے ہونے کے سبب دک بیٹے گئے۔ لوگ اس قدر دنیا کے سبب لوں میں پھنس کر کیوں کسی بات کی امید کریں؟ اس

کے بعد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ ہے میں روزِ شب کی تراویح میں ختم قرآن کیا کروں گا کوئی ہے جو میرا ساتھ دے؟ ہر کل حاضرین نے تسلیم کر لیا اور کہا کہ نہ سہ سہادت۔ پھر شیخ الاسلام نے ایک شب میں دو دو قرآن ختم کرنے شروع کئے۔ فی کھت دس دس پارسے پڑھ جاتے اور چوتھری رات رہے نارخ ہونے۔ اس زمانہ میں دعا گو بھی برابر حاضر رہا۔

### کشف و کرامات

اس کے بعد کشف و کرامات کا تذکرہ ہونے لگا فرمایا ایک دفعہ دوما گداور شیخ جمال الدین ساکن اوچ ایک جگہ جمع تھے۔ شیخ جمال الدین صاحب نعمت اور بات و درویش تھے۔ ایک دن میں ان کے پاس بیٹھا تھا چند قلندر مکرمیں لوہے کی مینیں لگائے ہوئے آئے اور سلام کر کے شیخ مذکور کے پاس بیٹھے گئے۔ ان قلندروں میں سے ہر مرد نہایت اوندھے مزاج کا تھا۔ چنانچہ ان دنوں اتفاقاً جماعت خاں شیخ میں دی موجود تھا۔ قلندروں نے اسی کو طلب کیا۔ شیخ نے میری طرف دیکھا اور میں نے شیخ کی طرف۔ اس خیال سے کہ کوئی تدبیر وہی پیدا کرنے کی کی جائے۔ مذی قریب بہتھی تھی۔ شیخ نے قلندروں سے کہا۔ دی چاہئے تو اس مذی میں گھس جاؤ اور جس قدر چاہو کھاؤ۔ قلندروں کو یہ بات بہت شوار معلوم ہوئی تاہم زور میں آکر کھڑے ہو گئے اور پانی کے پاس پہنچے۔ نظر اٹھا کر کیا دیکھتے ہیں کہ سب دی ہی وہی ہے خوب شکم سیر ہوئے۔ شیخ جمال الدینؒ نے درویشوں کی طرف رخ کیا اور فرمایا اب اتفاقاً کے اندر چلے جاؤ اور آرام کرو۔

پھر اسی سلسلے میں فرمایا کہ ایک بزرگ نے یہ حکایت سنائی کہ شیخ جمال الدینؒ کی خدمت میں کوئی آدمی حج کے آیا اور سیرنا زمین پر کچھ عرض کرنے لگا کہ میں نے حضور کو حج میں

طواف کرتے دیکھا تھا۔ شیخ نے جھنجھکا کر کہا: "نادران! فیروز کو حال فاش کرنا ہے۔ چپ رہ۔ مردان خدا کلمی نہیں جانتے ہیں۔ یہ بات کیا بڑی ہوئی۔ ہمارے سامنے اس وقت کعبہ موجود ہے۔ اگر ہم چاہیں تو پاک جھپکنے میں مشرق سے مغرب تک پھیر آئیں" اور اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر کہا: "انہیں بند کر" اس نے انہیں بند کر لیں دیکھا کیا ہے کہ شیخ کو قاف میں اس فرشتے کے پاس جو وہاں کا مٹوکل ہے۔ تشریف رکھتے ہیں بھٹوڑی دیر میں اپنے مقام پر آگئے۔ بہت قافل ہوا اور یہ کہتا ہوا چل رہا تھا: "ایٹیکٹ خدا کے دوستوں کو خدا کے سوا کوئی نہیں پہچان سکتا۔"

اس کے بعد شیخ الاسلامؒ نے فرمایا کہ شیخ جمال الدینؒ کو کسی وقت کسی نے نماز میں نہیں دیکھا۔ نماز کا وقت آتا اور وہ غائب ہو جاتے۔ آخر ٹھیکہ کھلا کر خانہ کعبے میں نماز ادا کرتے ہیں۔

شیخ الاسلامؒ یہ بیان کر رہے تھے کہ ایک بوڑھا بگلی بس نے اچھے اچھے عبادے کئے تھے۔ کسی دور دراز جگہ سے اپنی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس پر حضرت کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ سر جھکا کر اونچا نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ خود حضرت کی نظر پڑی اور حضرت نے باواز بلند فرمایا: "سر اٹھاؤ۔" تب اس نے سر اٹھایا اور مدح باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ شیخ الاسلامؒ نے پوچھا کہ کہاں سے آیا ہے اور کیا حال ہے؟ وہ ہمارے رعب کے کچھ جواب نہ دے سکا۔ آپ نے پھر اپنے الفاظ دہرائے۔ مگر وہ بہتر نہ سمجھ رہا۔ دو تین دفعہ کہ اصرار پر آخر سے آنا بولا کہ مجھے حضور کے سامنے بات نہیں ہو سکتی۔ اس پر شیخ الاسلامؒ نے دعا گو کہ طلب کر کے فرمایا کہ جو کی میرے پاس بٹسے دعوے کر کے آیا تھا۔ جب اس نے سر زمین پر رکھا تو ہمارے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس کے سر کو زمین پر ٹھٹھنے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ ہر چہ

سراٹھا جاتا تھا مگر نہ اٹھا سکتا تھا اور اگر وہ اپنے زعم و کبر سے تاب نہ نہتا تو قیامت ایک یوں ہی پڑا تھا۔

پھر شیخ الاسلامؒ اسکی طرف متوجہ ہوئے اور استفسار کیا کہ جوگی جی! تم نے اپنا کام کھد ایک پنچیا یا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ ہم گولوں کا کمال یہ ہے کہ ہوا میں اڑنے لگتے ہیں۔ یہ بات میں حاصل کر چکا ہوں۔ ارشاد اڑو۔ ہم بھی تماشا دکھیں گے۔ جوگی کے اڑتے ہی شیخ الاسلامؒ نے اپنی نیلین کی طرف اشارہ کیا اور حکم الہی سے اڑ کر جوگی کے سر پر بیٹھیں اور ذرا آواز دینے لگیں۔ آخر جوگی گھبرا کر اتر آیا اور مقرر ہوا کہ جس شخص کی نیلین کا یہ مرتب ہے اس کی کوئی کیا رابری کرے گا اور مسلمان ہو کر واصلان حق میں شامل ہو گیا

نئے رنگ میں اگر جوگی نے کہنا شروع کیا کہ عالم میں ایک و در بدر طرح کی اولاد پیدا ہوتی ہے۔ جن کا بھوت والدین کا احکام مباشرت سے واقف و واقف ہونا ہے یہ ایک مفصل دطویل تقریر تھی۔ دماغ نے ایک ایک دن اس حقیقت پر شیخ الاسلامؒ سے دشمنی ڈالوائی چاہی۔ حضرت نے قسم فرما کر اشیا کو کولانا نظام الدینؒ خوب ہوا جرم نے اس کو کچھ دیا۔ مگر یہ تمہارے کس کام کا۔ واپس کر دو۔

اسی وقت ایک صاحب چند نفرویشان صوف پرشس کے ساتھ بیت المقدس سے وارد ہوئے اور شیخ الاسلامؒ کے سامنے سر خم کیا۔ ارشاد ہوا: "بیٹھے جاؤ۔" بیٹھ گئے وہ بزرگ بار بار چہرہ مبارک کو دیکھتے اور نگاہ نیچی کر لیتے۔ آخر جب طاقت ضبط نہ رہی تو اٹھے اور حضرت کے سروں میں سر رکھ کر عرض کرنے لگے کہ اے عہد مند! آپ کو میں نے بیت المقدس میں جاؤ تب سختی کرنے دیکھا ہے۔ شیخ الاسلامؒ نے فرمایا سچ کہتے ہو

مگر تم سے عہد جو ہوا تھا اس کی بھی خبر ہے یا اسے بھول گئے۔ تمہیں یہ راز کھولنا نہ چاہیے تھا۔  
درویش شرمندہ ہوئے کہ میں نے یہ کیا کر دیا۔ الغرض جب افعال انتہا سے بڑھا تو حضرت  
نے ارشاد کیا کہ اسے عزت! مردان خدا جس جگہ بیٹھتے ہیں وہیں نماز کعبہ ہوتا ہے۔ وہیں  
عرش ہوتا ہے۔ وہیں کرسی ہوتی ہے اور جو کچھ خداوند تعالیٰ نے پیدا کیا ہے نہیں  
سب دکھائی دیتا ہے۔ پھر انہیں حکم دیا کہ انھیں بند کرو۔ انہوں نے انھیں بند کر لیں۔ پھر  
فرمایا کہ سول دو۔ انہوں نے کھول دیں اور نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ پھر تھوڑی دیر میں  
ہوش آیا تو کہا واقعی جو حضرت نے فرمایا تھا وہ سب دکھا بھی دیا۔ شیخ الاسلام نے ان کو  
گلاہ حمایت کی اور سیستان کی خلافت سے سرفراز فرما کر رخصت کر دیا۔ بعد میں اور  
مافوق سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الاسلام ہر روز ایک نعت بیت المقدس میں حاضر  
ہو کر جھاڑو دیتے ہیں۔

ان باتوں کے ہو چکے پر شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ میں بیس سال عالم فقیہ میں  
رہا ہوں اور ان میں تلویں پریش کھڑا رہا ہوں چنانچہ تانا خان فیروز خان جمع ہو کر نکلے لگاتار اس  
نظمے میں میں نے عہد کر لیا تھا کہ کبھی شہداء اپنی یا فقرہ علم نفس کو نہ دوں گا شیخ الاسلام یہ کہہ رہے  
تھے کہ ایک درویش شہاب الدین غزنوی جو شیخ الاسلام کے مریدوں میں سے تھے حاضر  
خدمت ہوئے اور سرزمین پر رکھ کر حسب حکم بیٹھ گئے۔ انہیں والی لاہور نے سو دینار  
دے کر حضرت کے پاس بھیجا تھا کہ یہ دینار حضرت کی نذر کرویں۔ حضرت نے چھوٹے ہی  
فرمایا "لاؤ" انہوں نے اعلان کیا کہ اس پورے دینار موجود ہے (پچاس دیے۔  
شیخ الاسلام متنبہ ہوئے اور کہنے لگے شہاب نے خوب بار بار تقسیم کی۔ درویش کو اس  
کڑا پیسے۔ شہاب بہت نجل ہوتے اور فوراً سو دینار حاضر کر دیے۔ شیخ الاسلام نے

ارشاد کیا کہ اگر میں تمہیں یہ واجب نہ کرتا تو تم اپنے راستے سے ہٹنا چاہتے اور ہرگز مقصد  
نہ پہنچ پاتے۔ یہ کہہ کر وہ کل دینار انہیں عطا کر دیے اور کہا کہ تجھ پر بیعت کرو۔ کیونکہ  
پہلی بیعت میں غلط ہو گیا۔ دوبارہ بیعت لینے کے بعد فرمایا جاؤ اور میں کسی کو کلاؤ دیتی ہوں  
دو۔ کام تمہارا پورا ہو گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

۲۵ شوال ۷۵۵ھ، روز دوشنبہ

### عالم ملوی اور عالم سغلی

دولت قدم دوسی حاصل ہوئی۔ شیخ جمال الدین  
ہنسوی اور شیخ یرالدین غزنوی اور مولانا  
یرالدین اسحاق اور دیگر عزیزان باصفا حاضر خدمت تھے کچھ دیر بعد ایک جنگی بھی پہنچا۔  
دھاگو نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے اہل اصل کا کیا چرچہ ہے؟ اس نے کہا کہ ہمارے  
ہل دو عالم مانے گئے ہیں۔

۱ عالم ملوی

۲ عالم سغلی

پیشانی سے ناف تک کا تعلق عالم ملوی سے ہے اور ناف سے پیر تک کا عالم سغلی ہے۔  
یہ کن کہ شیخ الاسلام نے فرمایا "ہل اہل اہل نے سچ بتایا مگر اتنا اور دھوکہ عالم ملوی  
میں صدق و صدا اور خوش اخلاق اور حسن معاملہ کا ہوا ضروری ہے۔ عالم سغلی میں پارسی اور  
پاک اور زہد کی نگہداشت کی جاتی ہے" پھر شیخ الاسلام ٹیپٹہ پڑا کہ ہو گئے اور بے جھج  
اس کا یہ بیان بہت ہند آیا "اور کہا "ہو شخص خداوند تعالیٰ کی دوستی اور محبت کا دعویٰ



کرسے اور دنیا کی محنت بھی اُس کے دل میں ہودہ درویش کو اور چھوٹا ہے ۱۱  
 اس کے بعد ارشاد ہوا کہ تھی حید الدین اگر وہ تاریخ میں لکھتے ہیں کہ تین اوقات  
 میں رحمت الہی نازل ہوتی ہے۔ سماع کے وقت اور کھانا کھاتے وقت جو طاعت کے  
 لئے قوت پیدا کرنے کی نیت سے کھایا جائے اور درویشوں کے صغار غلب کے وقت  
 اس گفتگو کے آثار میں چھ سات جوان و خود و سال درویش خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض  
 کرنے لگے کہ ہمیں کچھ فقیر ہے حضور اپنے یاروں میں سے کسی کو حکم دیں کہ وہ ہماری باتیں سن  
 لیں۔ شیخ الاسلام نے مجھے اس کام پر مستعین فرمایا اور مولانا بدر الدین اسحاق کو میرے  
 ساتھ کیا، چنانچہ ہم نے تعیل ارشاد کی اور انہوں نے نہایت تومی کے ساتھ ایک دوسرے  
 سے کہا شروع کیا کہ کھانا روز قزم نے ایسا کھانا اور میں نے جو اب دیا تھا وغیرہ وغیرہ  
 مجھ پر شیخ بدر الدین اسحاق چیران کی تفریق کے لطف سے گریہ جاری ہو گیا اور ہم نے  
 اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ فرشتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہماری تعلیم کے واسطے بھیجا ہے  
 کہ جو کچھ وہ لوگ اس طرح ملے کر لیا پیئے۔ یہ کیفیت شیخ الاسلام کو بھی معلوم ہوئی وہ بھی چشم  
 پر آب ہوئے اور بولے یہ شک ایسے موقع پر بھی پائے کہ گردن کی رگ زنجیر سے اور  
 شخص کا اثر تک نہ ہر نہ۔

بعد ازاں اسی محل میں ارشاد فرمایا کہ جب تک کھانا کھاتے تو لازم ہے کہ طاعت  
 بجالاتے تاکہ وہ کھانا بھی عبادت میں شامل ہو جائے۔ فقیر کو نفس کی خواہش پر ہرگز نہ کھانا  
 چاہیے پھر کہا کہ زاحۃ الارواح میں ہے کہ ایک درویش نے اپنا صومعہ بنایا تھا۔ اور  
 کئی برس سے اُس میں سکونت رکھتے تھے۔ ایک اور درویش بھی وہاں آئے اور درویش کی دوسری  
 طرف فروکش ہوئے۔ جب پہلے درویش کھانا تیار ہوا اور انہوں نے اپنے بال تچوں کو اکٹھا

لیا اور بیوی سے کہا کہ یہ کھانا ایسا کران درویش کو دیدو۔ بیوی نے جواب دیا کہ میں کشتی  
 تو ہے نہیں میں کیونکر جاؤں؟ فرمایا۔ جب کنا رسے پر پہنچو تو یہ کھانا کرسے دریا بحرمت  
 اُس درویش کے جس نے تیس سال میں ایک دفعہ مجھے صحبت نہیں کی، مجھے راستہ سے۔  
 دریا تجھ کو راستہ دیگا۔ بیوی کو اُن کے یہ الفاظ سن کر بڑا تعجب ہوا کہ ان سے اس قدر تو  
 میرے فرزند ہوئے اور یہ کیا کہتے ہیں۔ مگر خاموش روانہ ہو گئی اور دیا کے کنارے پہنچ  
 کر وہی الفاظ کہنے لگی۔ دریا شقی ہو گیا اور عورت اس کے اندر چلی گئی اور نے درویش  
 کے تریب جا کر سلام کیا اور کھانا رکھ دیا۔ ان بزرگ نے کھانا قرض فرمایا اور کہا جو عورت  
 حیران ہوئی کہ اب وہاں کیونکر جاؤں۔ درویش نے دریافت کیا کہ تم آئیں کس طرح تھیں؟  
 عورت نے کہا کہ میرے خاوند نے مجھے بتایا تھا۔ یہ کہہ کر میں آگئی۔ انہوں نے فرمایا اب  
 یہ کہہ دینا کہ اسے دریا بحرمت اُس شخص کے جس نے تیس سال سے کھانا نہیں کھایا مجھے  
 راستہ دیدے۔ عرض عورت نے یہی کیا اور دریا نے بسو راتہ رات دے دیا۔ جب شوہر  
 کے پاس پہنچی تو کہنے لگی کہ ان درویش بانیوں کی صحبت مجھے پر کام لکھیے فرمایا میں  
 نے اور ان درویش نے سچ کہا تھا۔ تیس سال سے میں نے خواہش نہیں کی کہ مجھے صحبت نہیں  
 کی۔ فقط یہی سچ کی ادائیگی کی نیت دکھاتا تھا اور ان درویش نے تیس سال سے کبھی کھانا  
 نہیں کھایا جب تک کہ یہ زمین میں نہ جایا کہ اس سے عبادت کے لئے ملافت حاصل کوں گا۔  
 اس کے بعد اس بار سے میں گفتگو شروع ہوئی کہ حضرت عبداللہ بن محمود چھوٹے قد  
 کے تھے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شان میں کتبۃ العلم  
 فرمایا ہے یعنی علم کی تھیلی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چھوٹے قد کے تھے۔

پھر اسی محل میں ارشاد ہوا کہ ایک دفعہ میں شیخ الاسلام بخاری اڑی کی خدمت میں



حاضر تھا کہ اس نامی دعا کو کسے پڑھتا بھی آگے اور سر زمین پر رکھ کر عرض گزار ہوئے کہ آج رات کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک قبتہ ہے اور اس کے ارد گرد خلافت کے انبوتہ آجائے ہیں۔ میں نے انھیں دیکھا کہ قبتہ کے اندر کون ہے؟ کہا گیا ”حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور شیخیں جو اندر سے باہر اور باہر سے اندر آمد و رفت کر رہے ہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ میں نے بڑھ کر عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ آپ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیجئے تاکہ میں بھی سعادت پاتے ہوں حاصل کروں اور زیارت سے شرف یوں۔ وہ اندر گئے اور پھر باہر آئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تجھ کو ابھی اس کی اہلیت نہیں ہے، مگر تو عتبات رکھا کہ کو جا کر ہمارا اسلام پہنچا اور کہہ کہ جو تختہ وہ ہر شب بھیجا کرتے تھے وہ ہمیں ملتا تھا۔ مگر اب فوراً اس سے نہیں ملنا۔ پھر شیخ الاسلام ادا م اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ خواجہ قطب الدین خجندیہ کا کہی ہمیشہ سوتے وقت تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ پھر ان کے چاہے کا حال بیان کیا کہ عبادت خداوندی میں میں سال انہوں نے استراحت نہیں فرمائی۔ پہلوئے مبارک زمین سے نہیں لگایا، پھر فرمایا کہ درویش پر خواب حرام ہے۔

ایک دن شیخ دیر بھٹوں کا ننھوئے کے حاضر ہوئے اور پوچھنے کی اجازت چاہی۔ شیخ الاسلامؒ نے حکم دیا بیٹھ جاؤ اور پڑھو شیخ دیر بھٹے تھے اور شیخ الاسلامؒ بکرا مٹی بنا کر فرماتے تھے اور بیس مقامات پر اصلاح بھی کرتے تھے۔ شیخ دیر اس غایت سے بے حد مشغور ہوئے۔ شیخ الاسلامؒ نے فرمایا تمہارا ولی مطلب کیا ہے؟ شیخ دیر نے عرض کی کہ والدہ نہایت ضعیف اور عمر رسیدہ ہیں۔ میں ان کی پرورش کرتا ہوں اور معاش کی بڑی تنگی ہے۔ شیخ الاسلامؒ نے فرمایا کہ شکر ازلے آؤ، ”شیخ دیر گئے اور پچاس مہینے

نے شیخ الاسلامؒ نے فرمایا انہیں تقسیم کر دو۔ ایک ایک دو دوسرے کو پہنچے اور چار مہینے کے بعد شہر کے دست خاص سے دعا کو غایت فرمائے اور پھر زائچہ پڑھیں۔ اس کے بعد شیخ دیر کے ہاں ایسی فراخی ہوئی کہ چند روز میں وہ سلطان غیاث الدین بلبن کے دبیر بن گئے اور ان کے گھر میں گہما گہمی ہو گئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

### ۱۵ ماہ شوال ۶۵۵ھ

دولت قدم ہی نصیب ہوئی۔ حضرت شیخ الاسلامؒ بیٹھے ہوئے تھے کہ والی احمدی نے اپنے کارکنوں

درویشی اور جاگیر

کے ہاتھ دو گاؤں کی مثال اور دو نوٹ نقد حضرت کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے بھیجے۔ کارکنوں کو حکم ہوا کہ بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گئے اور مال مال سامنے رکھ دیا۔ شیخ الاسلامؒ نے سکر افرمایا کہ میں نے آج تک یہ چیز کسی کی قبول نہیں کی اور تیر میرے خواجگان کی خدمت ہے۔ واپس لے جاؤ اور کہو کہ اس کے غلاب اور بہت ہیں ان کو دیدو۔

اس کے بعد شیخ الاسلامؒ نے اس حال کے مناسب ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ سلطان ناصر الدین محمود نے سلطان غیاث الدین بلبن کے ہاتھ چرخان کی کلفت آئے تھے؟ پادریہات کی مثال اور کچھ نقد دعا گو کے پاس بھیجا جس میں مثال خاص میرے لئے اور نقد درویشوں کے اخراجات کے واسطے تھی۔ میں نے اُس کے لینے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ یہ کہہ کر شیخ الاسلامؒ رونے لگے اور بولے کہ ان چیزوں کو تم قبول کرنے لگیں تو ہم کو درویشی کون کہے؟ ہم تو پہلے اولی کی صف میں شامل ہو جائیں (کارکنان والی احمدی سے غلاب ہو کر) ماشاء اللہ سب لے جاؤ اور کسی دوسرے کو عطا کر دو۔ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ ایک دفعہ دعا گو

شیخ الاسلام قطب الدین عتیا راوی کی خدمت میں حاضر تھا کہ سلطان شمس الدین انارکلیہ بریلو کے وزیر کو کربہ دولت کے ساتھ آئے اور عرض پر دوازہ سوئے کہ سلطان نے چھ رسات دیہات کی مثال اور کچھ چیزیں بطریق مذاکرہ مال کی ہیں حضرت شیخ الاسلام نے قسم فرما کر ارشاد کیا کہ اگر ہمارے خواجگان انہیں لے لیا کرتے تو ہمیں بھی مقررہ تھا۔ مگر انہوں نے یہ رسم نہیں رکھی۔ ایسی صورت میں ہم ان کی متابعت نہ کریں گے تو کل بروز قیامت کس منہ سے ان کے سامنے جا سکیں گے۔

### حُجَّۃُ ادب

اس کے بعد شارق الانوار کی حدیثوں پر گفتگو چلی۔ ارشاد ہوا شارق الانوار میں جس قدر حدیثیں درج ہیں سب صحیح ہیں۔ ایک بزرگ مولانا رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے ہیں کہ جب مولانا کو کسی حدیث میں دقت واقع ہوتی اور لوگوں سے نزاع کا موقع آجاتا تو مولانا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مترشح ہو کر خواب میں اس حدیث کی صحت کر لیتے تھے اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھنی چاہی۔ عبد اللہ بن عباس نے سو اگوئی حاضر نہ تھا حضور نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر کھڑا کیا۔ جب نماز شروع ہوئی تو عبد اللہ بن عباس شبیال ادب پیچھے ہٹ آئے حضور نے ریت توڑ کر پھر انہیں برابر کھڑا کر لیا یہ پیچھے پیچھے ہٹ آئے۔ یہاں تک کہ تین چار بار ایسا ہوا۔ آخر حضرت نے دریافت فرمایا کہ تم کیوں پیچھے ہٹ جاتے ہو؟ عبد اللہ بن عباس نے عرض کی میری کیا مجال ہے۔ جو رسول خدا کے برابر کھڑا ہو سکوں حضور کو ان کا حسن ادب بہت پسند آیا اور ان کے حق میں دعا فرمائی کہ اَللّٰهُمَّ قَبِّضْہُمْ فِی السَّعَادَاتِ یعنی لے لے خدا اس کو دین کی صحیح عطا فرما!

### کشف و کرامت

اس کے بعد کشف و کرامت کا قصہ چھڑا۔ فرمایا کہ اس کو ملاحظہ نہیں کیجئے اور یہ کام کم حوصلہ والوں کا ہے۔ شاخ عظام نے اس کو کچھ وقت نہیں دی۔ لہذا لازم ہے کہ جسے کشف ہو وہ اپنے میں کسی شاعر میں نہ لائے۔ پھر ارشاد ہوا۔ ایک دفعہ خواجہ حسن فوری نور اللہ مقدرہ دریا دہلہ کے کنارے پہنچے۔ ایک ماہی گیر نے جال ڈال رکھا تھا۔ خواجہ حسن فوری نے کہا اگر مجھ میں کرامت ہے تو اب کے جال میں ڈھالی کن کی کھلی آئے گی۔ اس امر کی خبر خواجہ حسین بن ادوی تک کوئی ماہیوں نے کہا کہ کاش اب جال میں ایک سانپ آکر انہیں کاٹا اور وہ شہید ہو کر مر جاتے۔ اب کسی کو کیا معلوم ہے کہ ان کا انجام کیسا ہوگا۔ پھر اسی آثار میں فرمایا کہ شیخ سعد الدین حمویہ کا قول ہے کہ کرامت کا ظاہر کرنا فرض کا ترک کرنا ہے۔ پھر اسی مضمون کے متعلق ارشاد ہوا کہ برادر م سعد الدین کہتے تھے کہ میرے شہر کا دالی میرے ساتھ عقیدت نہ رکھتا تھا ایک روز اس کا میرے دروازے کے آگے سے گزر ہوا۔ اس نے چوہا کو یہ کہہ کر میرے پاس بھیجا کہ اس صوفی کو باہر لے آؤ۔ تاکہ میں دیکھوں کہ یہ کیسا شخص ہے۔ چوہا نے اندر آکر یہ حال مجھے سنایا۔ میں نے اس کی بات کی طرف التفات نہ کیا اور نماز میں مشغول ہو گیا چوہا رنے جا کے بادشاہ سے کہہ دیا بادشاہ خود آکر پڑا اور دعا کے پاس آیا۔ میں رو بکھ کر کھڑا ہو گیا اور خندہ پیشانی سے پیش آیا عرض ہم دونوں ایک گیکھ پیچھے گئے میں نے خادم کو اشارہ کیا کہ میرے آؤ۔ اور ایک سیب تلاش کر بادشاہ کو کھلایا اور خود بھی کھایا۔ خوان میں ایک سیب سب سے پڑا تھا۔ بادشاہ کے دل میں خیال آیا کہ اگر میرے شیخ صفا سے غلبہ کھتے ہیں تو یہ سیب مجھ کو دیں گے۔ اس کے دل میں اس خیال کا آٹھا کہ میں نے ہاتھ بڑھا کر اس سیب کو اٹھایا اور بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں ایک دفعہ سفر میں تھا کہ ایک شہر میں پہنچا ہوں

ایک جگہ بہشت سے دل پہنچے اور ان کے بیچ میں ایک شخص گھسلا تھامہ میں کھڑے بیٹھا تھا جس کی آنکھیں بند تھیں وہی میں اُن گھر سے ولے نے جہن میں ایک شخص کو گھمٹی دے دی اور گھر سے لے لیا کہ اسے تاسیہ کرنے۔ گھر سے نہ شخص کو سونگھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ انکو چلی ولے کے پاس پہنچا اور اس کو سونگھ کر وہیں کھڑا ہو گیا اور اس سے انکو چھی لے لی۔

المشرف اُس فیسے کے بیان کرنے سے سیرا مقصد پر سہہ کر اگر میں اس وقت کوئی کشف کرامت کی بات کہوں تو میری یہ حرکت مجھے اس گھر کے برابر زہر و بیگی اور پس۔ اور اگر نہیں کہتا تو تم خیال کرتے ہو کہ یہ درویش معافے تقب نہیں رکھتا۔ یہ کہہ کر میں نے وہ سب بادشاہ کے سامنے ڈال دیا۔ پھر شیخ الاسلام پیر پشوا ب ہو گئے اور کہنے لگے کہ مردان خدا اپنے آپکو پوشتیدہ رکھا کرتے ہیں اور کلامت کو کسی کے سامنے الم نشرح نہیں کرتے۔ شیخ الاسلام یہی فائدہ بیان کر رہے تھے کہ اذان کی آواز آئی۔ حضرت نماز میں مشغول ہوئے اور حاضرین رضعت۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

۲۰۔ ماہ شوال ۶۵۵ھ

### فرق عادت

شرف پائے ہوی حاصل ہوا۔ شیخ بردا الدین قزوینی اور چند دیگر عریزہ موجود تھے اور حضرت پیر اللہ حسین عرف فاروقی رضی اللہ عنہ کی مدالت کا حال بیان ہو رہا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ جب حضرت فاروقی مسلمان ہو گئے تو قنوار نکال کر انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ کو سنا لیا اور کہا مسجد کے مینار پر چڑھو اور اذان دو۔ چنانچہ اذان دی گئی۔ بلال رضی اللہ عنہ کی آواز بلند ہوئی انہی کہ کھادی میں تہ پہنچ گیا کہ آج عمر اسلام لے آئے۔ اب جاری کارروائیوں کی کامیابی ممکن ہو گئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

۲۱۔ ماہ شوال ۶۵۵ھ

### ترک دنیا

دولت قدم ہوی میسر آئی۔ ترک دنیا کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی شیخ الاسلام نے فرمایا کہ ایک دفعہ کسی بزرگ نے پانی پر سٹلے بچھا کر نماز پڑھی اور کہا کہ خداوند! اضرگاہ کبیرہ کامر تکب ہو رہا ہے۔ اس کو تو برکی تو فیق غایت کر۔ قضا عند اللہ حضرت خضرؑ آگئے اور بولے "اے بزرگوار! میں نے کیا کیا؟ بتلایے تاکہ اپنے سولہ سے معافی پاؤں" کہا "تم نے نماز بیابان میں ایک درخت لگایا ہے اس کے سامنے میں خود بیٹھنے ہوا اور آرام کرتے ہو اور دوسرے پرے پرے کہیں نے یہ کام خدا کے واسطے کیا ہے حضرت خضرؑ نے ان کا کیا اذنا تب ہوئے۔

بعد ازاں ان بزرگ نے حضرت خضرؑ سے ترک دنیا کی حقیقت بیان کی کہ اس طرح ہونا چاہیے اور فرمایا میں ایسا ہوں کہ اگر تمام جہان مجھے ملے اور وعدہ کیا جائے کہ تجھ سے حساب نہیں میں گئے تب بھی میں اسے قبول نہ کروں اور اگر کہا جائے کہ دنیا قبول کرو۔ ورنہ دوزخ میں ڈال دیں گے تو دوسری بات منظور کروں گے دنیا قبول نہ کروں۔ حضرت خضرؑ نے سوال کیا کہ اتنی بے تعلقی کا کیا سبب ہے؟ کہا دنیا معسوب خدا سے عز و دل ہے۔ جس چیز کا خدا دشمن ہو جس میں بھی اُس کا دشمن ہوں۔

### ذکر خدایں استغراق

پھر اس بارے میں بحث شروع ہوئی کہ ہر حال میں اللہ کی یاد میں استغراق رہنا چاہیے شیخ الاسلام ادام اللہ بکارتہ نے ارشاد کیا کہ ایک شخص نے کسی درویش صاحب نصیحت سے درخواست کی کہ جس وقت کپ یا د حق میں مشغول ہوں تو مجھے بھی یاد رکھیں۔ درویش

نے فرمایا کہ انوس ہے اس گھڑی پر کہ جب یاد خدا ہی ہو اور تیرا خیال ہی آئے۔

### عقل و علم

پھر عقل و علم کی نسبت باتیں جو نے لگیں۔ کتاب مفصل بھی آگے رکھی تھی۔ ارشاد ہوا کہ خداوند تعالیٰ کی بندوں پر دو خلق ہیں۔ ایک ظاہری یعنی پیغمبروں کا بھیجنا اور دوسری باطنی۔ وہ عقل ہے کیونکہ اگر کوئی شخص عالم ہے مگر عقل نہیں رکھتا تو علم اس کو کچھ نفع نہیں پہنچائے گا پھر اسی گفتگو میں فرمایا کہ میں نے آثارِ تابعین میں لکھا دیکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام پر جو کچھ نازل ہوا وہ موجودات کا علم ہے جس کی نسبت فرمان ہے کہ عَلَّمَ آدَمَ الْأَقْطَارَ الْكُلَّ ثُمَّ عَزَّ وَجَّهَهُ عَلَى الْمَلِئِكَةِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِرَانِ ہونے کو کہ کسے منتخب کر دوں۔ لیکن بالآخر انہوں نے عقل کو اختیار کر لیا اور کہا کہ عقل کے ذریعے علم ہی آجائے گا۔

پھر اسی محل میں یہ حکایتانِ فرائی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو مصحف میں حکم ہوا تھا کہ ماشق اور صابن لوگوں کو معلوم ہو کہ وہ چار ساعتوں سے غافل نہ رہا کریں۔ پہلی ساعت میں چاہیے کہ اپنے پروردگار سے نماز کے اندر اور نماز کے آخر نماز بات کر لیں۔ دوسری ساعت میں انہیں اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے۔ تیسری ساعت میں ان کو چاہیے کہ بھائی بندوں اور بیٹھیں انہیں اور ان کی غلطیوں کو دیکھ کر ان کی اصلاح کی کوشش کریں۔ لیکن ان کی پردہ پوشی لازمی ہے اور چوتھی ساعت میں نہ کیا تین نہ تین نہ بڑی صحبت میں جائیں۔ بلکہ صرف نیک کام کریں۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ حضرت شریف بن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہے کہ نقیض علم و عقل ایک دوسرے کے شریک ہیں۔ علم عقل سے آگ ہے اور نہ عقل علم ہے پس لوگوں میں افضل کون ہے؟ وہ جو اپنے آپ کو پہچانتے تو اس صورت میں عقل ممتاز رہی۔

پھر اس محل میں ارشاد فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوریؒ تواریخ میں لکھتے ہیں کہ ہر چیز کی تہا ہوتی ہے اور عبادت کی انتہا عقل ہے۔ کیونکہ بغیر علم عبادت سیوہ اور بغیر عقل علم دوسرے قیامت کے روز محنت ہی ہوگی۔ امام اعظمؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ جو مرتبہ اور ہر حدیث سے ہزار ہا مسئلہ نکالتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا میری عقل مجھے مدد دیتی ہے۔ اگر عقل صحیح نہ ہوتی تو ایک بات بھی نہ سمجھ سکتا۔ شیخ الاسلامؒ نے ارشاد کیا کہ عقل تمام چیزوں سے شریف تر ہے۔ اگر عقل نہ ہوتی تو اللہ کی معرفت بھی نصیب نہ ہوتی۔

اسی گفتگو کے بعد اذان ہو گئی۔ شیخ الاسلام نماز میں مشغول ہو گئے اور دعا گو خلعت رخصت۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِكِ

### ۱۰۔ ماہ ذیقعدہ ۶۵۵ھ

### مسئلہ عقل و علم

دولتِ قدیم ہوی ماصل ہوئی۔ پھر علم و عقل کی گفتگو جاری تھی۔ فرمایا "علم خدا کے نزدیک کل عبادتوں سے افضل اور بالاتر ہے" اس کے بعد شیخ الاسلامؒ بہتر پر آج ہو گئے اور کہنے لگے "علم وہ ہے جسے عالم نہیں جانتے اور نہ پردہ ہے جس کو نہ پہنچیں جانتے اور اصل کار ان دونوں سے باہر ہے۔ مرد کو چاہیے کہ ان دونوں سے دل اٹھائے۔"

پھر ارشاد کیا کہ کاش لوگوں کو علم کا درجہ معلوم ہوتا تو سب کاموں سے دست بردار ہو کر اس کی تحصیل میں لگ جاتے۔ علم ایک اربہ جو جمعیت کے سوا کچھ نہیں برساتا۔ جو اس اربہ سے حصہ لیتا ہے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

پھر اسی مضمون کے موافق ارشاد ہوا کہ ایک روز ہم اور شیخ جلال الدین تبریزی ایک جگہ بیٹھ گئے۔ ذکر ہوا کہ علم کی مثال شیشے کی قدیل میں ایک روشن چراغ کی سی ہے۔ جس سے کلی عالم ناسوت و ملکوت روشن ہیں۔ جو اس کے پر تو سے مستفیض ہو اُسے تاریکی کا اندیشہ نہیں۔

پھر اسی محل میں فرمایا کہ علماء علم سے غافل ہیں۔ انہوں نے دنیا کو اپنا گناہ بنا رکھا ہے اور دانی کے غور سے اپنے نفسوں کو ٹکا کر لیا ہے۔ یہ کہہ کر شیخ الاسلامؒ زور دے لگے اور بولے کہ شرح علماء میں مرقوم ہے کہ فردائے قیامت کو اُن علماء و علمائے جو دنیا میں اہل دنیا کے ساتھ مشغول رہے تھے اور اپنا منصبی کام نہ کرتے تھے حکم ہو گا کہ انہیں ہر صحت میں حاضر کرو۔ پھر فرشتگانِ عذاب کے گاہانے گا کہ ان کی گردنیں آتشیں زنجیروں سے جکڑ کر دوزخ میں لے جاؤ۔ پھر فرمایا ان علماء سے مراد وہ علماء ہیں جو بظاہر پارسائی دکھاتے ہیں اور باطن میں علم پر عمل نہیں کرتے اور مکرو و حیل کے ساتھ دنیا کاتے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ قاضی حمید الدین ناگورئی راجحۃ الادوار میں رقم طراز ہیں کہ انسان اگر اپنے علم پر مغرور نہ ہو اور اس کا جائز استعمال کرنے کو خدا تعالیٰ اسے صلاحِ حرام حق و باطل اور نیکے برے کی صحیح تیز فہمیت فرمادیتا ہے۔

حق کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مگر عالم نام مطلق ہے۔ عالم و حقیقت اُسے کہتے ہیں جو علم ہوئی جانتا ہو۔ اور علم نبویؐ کا تحقق آسمان سے ہے۔ کیونکہ وہ کل ہمارے پروردگار نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل کیا تھا۔ بعد ازاں معرفت میں گفتگو ہونے لگی۔ فرمایا کہ آدمی اپنے آپ کو نہیں پہچانتا۔ بخواہ ہوس اسے دوسری باتوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔ ورنہ جو خود کو پہچان لیتا ہے اُسے خدا کی محبت ہو جاتی ہے اور کسی غیر کی اُس

کے دل میں جگہ نہیں رہتی۔ اگر تشرود ہزار عالم اس کے سامنے آئیں تو وہ انتقام نہ کرے۔ پھر دعا گو سے مخاطب ہوا کہ شاید کیا کہ اہل معرفت وہ لوگ ہیں کہ جن کے اگے سب نبیؐ اسرافیل اور میکائیل جیسے لاکھوں مغرب فرشتے بھی عرض سے لے کر تحت الشرائع پاک عین ہو جائیں تو وہ انہیں موجود نہ سمجھیں اور نہ انہیں ان کے آنے اور جانے کی خبر ہو۔

پھر اسی محل پر فرمایا کہ ایک روز میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ انہوں نے کہا کہ جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ایسے کسی بندے کو اپنا دوست بنائے تو ذکر کا دروازہ اُس پر کھول دیتا ہے اور حیرت و دہشت کے سر نہیں اُس کو گھبراہٹوں کی عظمت و طلال کا مل ہے۔ اسی طرح ہر بندہ خدا تعالیٰ کی مخالفت و عصیانیت میں آجاتا ہے۔

پھر اسی آثار میں فرمایا کہ ایک روز میں شیخ الاسلامؒ حضرت معین الدین بخاریؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اہل معرفت کو اوقات میں توکل کرنا چاہیئے۔ ادنیٰ علم ملوی شوق سے حاصل ہوتا ہے۔ جب ماریف کو یہ تمام مل جاتا ہے تو اسے اپنے خبر نہیں رہتی۔ خواہ لے آگ میں ڈال دو۔

پھر ارشاد ہوا کہ اہل معرفت گفتگو کا دعویٰ اس وقت کر سکتے ہیں کہ پہلے اپنے تئیں خلق کو تشرود معرفت سے بہرہ ور دکھائیں اور جو لوگ اِدوات سے محبت پرکرتے چسپی کرتے ہوں انہیں شکست دیں۔

بعد ازاں شیخ جلال الدین تبریزیؒ رحمۃ اللہ علیہ کے اشغال کا حال فرماتے گئے کہ کوئی رحلت کے موقع پر ایک مریہ حاضر تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیخ کو ایسی حالت میں تہمت لگانا دیکھ کر عرض کیا کہ اے محمدؐ! آپ اب دنیا سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کوچ کر رہے ہیں



اور آپ کو رنج نہیں۔ چہرے پاؤں کی ہنسی ہے۔ کہا۔ میان خدا تعالیٰ کے پہچانتے والوں کی بھی شان ہونی چاہیے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ شخص بیشک عاشق و عارف ہے جس کے دل میں ہر چہ سے خدا تعالیٰ کی یاد پیدا ہو۔ پھر ارشاد ہوا کہ میں نے شیخ الاسلام حضرت قطب الدین گنج شکرؒ کی اوشیؒ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ عقل کے درخت کو ٹھکر کا پانی دیا کرو تا کہ وہ خشک نہ ہو جائے بلکہ روز بروز بڑھتا رہے اور غفلت کے درخت کو چیل کا پانی مناسب ہے اس کی اس سے جڑ بندھتی ہے اور توبہ کا درخت نہایت کے پانی سے پرورش پاتا ہے اور بار آور ہوتا ہے اور جنت کا درخت موافقت کے پانی سے پھوٹتا چلتا ہے۔

پھر اسی محل میں فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدین گنجیؒ کے واقعات میں مرقوم ہے کہ جس رات کو حضرت کا انتقال ہونے والا تھا اُس رات حضرت نے کئی بار جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ خدا کا دوست معین الدین آتا ہے۔ ہم اس کے استقبال کے لیے آتے ہیں اور جب حضرت کا وصال ہو گیا تو حضرت کی پیشانی پر کھجا ہوا دیکھا کہ حبیب اللہ مات فی حب اللہ۔

شیخ الاسلام ابن العلامؒ کہتے ہیں کہ اذان کی آواز سنائی دی۔ خواجہ نمازیں مشغول ہوئے اور خلق دو ماگو واپس آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

۱۲ ذیقعدہ ۹۵۵ھ

ترک دنیا کی فضیلت

دولت پاستے وہی میرائی۔ مولانا بدر الدین غزنویؒ

اور شیخ جمال الدین ہنس رہے اور دیکھو عزیز حاضر خدمت تھے اور ترک دنیا پر بحث ہو رہی تھی۔ فرمایا کہ میں روز سے حق تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہے۔ دشمنی کے باعث اس کی طرف نظر نہیں کی۔

پھر اسی انار میں ارشاد کیا کہ اُمیر المؤمنین حضرت علیؓ رحم اللہ وہبہ کا قول ہے کہ میں دو چیزوں سے ڈرتا ہوں۔ ایک درازی امل کی آرزو سے اور دوسرے دنیا اور خواہش نفس کی متابعت سے۔ کیونکہ نفس بندے کو با دشمنی سے باز رکھتا ہے اور درازی امل کی آرزو آخرت کو بھلا دیتی ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ غزنی میں ایک بزرگ تھے۔ اُن سے میں نے پوچھا کہ دنیا کی ہماری طرف پشت ہے اور آخرت کا ہماری طرف منہ ہے۔ ہم کے عزیز رکھیں؟ جواب دیا کہ "آخرت کو" اور اُن کے بہتر بنانے کی کوشش کرو۔ کیونکہ کل بروز قیامت وہ کوششیں کام آئیں گی اور دیکھو آج جو کام یہاں کئے جا سکتے ہیں۔ کل اُن کا موقع نصیب نہ ہوگا۔

پھر اسی محل میں حکایت بیان کی کہ خواجہ عبداللہ بن سہیل تترئیؒ نے کوچہ والے اُمّانل دیناؤں کے پاس تحاسب اللہ کی راہ میں دیدیا۔ اہل خاندان ملامت کرنے لگے کہ خرچ کے واسطے تو کچھ بچا لیا ہوتا۔ خواجہ نے کہا مجھے اس نکل کی ضرورت نہیں۔ پھر اسی گفتگو میں ارشاد فرمایا کہ اسرار العارفین میں خواجہ سیحی معاذ رازیؒ کی ایک تحریر میرے مطالعے سے گزری کہ جب حکمت آسمان سے اُترتی ہے تو ہر دل کو اپنا مسکن نہیں بناتی۔ جن لوگوں کو ان چار اہرام میں سے ایک مرضی بھی ہوگا۔ حکمت ان سے ہمیشہ دور رہے گی۔

۱ حرم دنیا۔

۲ تکلف و د۔



اس میں یہ روایت لکھی گئی کہ: جی! الخبیر من عندک اللہ یومئذ یسألکم عما کنتم تعملون۔

پہلی اور گراں بہا مالک ہوئے۔  
بعد ازاں خدا تعالیٰ کی بزرگی میں شک و شریح ہوئی، ارشاد ہوا کہ خدا تعالیٰ نے میرے  
بزرگ ہے، لیکن جب میرات کی دنیا باقی ہے تو اس نعمت سے محروم کیوں ہوتی  
ہے اور میرے کو میری عمر میں کون سے صوفیا نہیں کرتی۔

پھر ارشاد ہوا کہ بعض بندے اللہ کے لیے ہیں جو دوست کا نام شرم کو جان دے  
ان خدا کی جتنے چال چو اسطرز و تعبیت میں فروم ہے کہ کسی درویش نے چنگلیں  
پنا سکھیں مایا تھا، اسو اسطرز کس نے علم نکھر میں برستادہ تھے، تاگاہ فریضے کا آگئی،  
”یا اللہ!“ درویش کو نہ بوسہ دوست کا نام نہ ہی سنا، ایسا لغو و اکرار کر پڑے۔

دیکھ تو جان بیتی سلیم ہو چکے تھے۔

پھر اس عملی میں مزید آیا اگر اگر اس کو کبھی خدا کی یاد سے ناواقفیت میں تو کہتے ہیں  
کہ ہم اس وقت مرہوم ہیں، اگر مرہوم تھے تو مرہوم کے ملاو کہ ہم نے لگاتار تھا۔

پھر یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک بعد از ایک بزرگ تھے، مگر ارشاد ہوا کہ ان خدا کا ارشاد  
فطیر تھا، ایک دن دماغ ہو گیا، غیب سے اُور ان کی افکار ان افکار میں بڑا و گلاس  
اُور ان کی حرکتیں ہوتے، ارشاد ہوا کہ بزرگ کے دو ہار سے پر پیٹتے، مگر وہ اندھے، سب  
حیرت میں پڑے، اور بزرگ سے نصرت کرنے لگے، مگر غلطی یا غلط فہمی تھی، انہوں نے  
شتم فرمایا، اور کہا کہ آپ صاحبان کھٹک لائے، جیسا کہ اُور میں نے سنا، میرا ہی ہوا، ان پر یہ  
فطیرت نہ ہو گیا تھا، مگر اس سالان کر دیا کہ میں گریں، پھر کسی گفتگو میں اس کو ہوا، ان پر یہ  
سوسے کہ کر کھٹا، ایمان کی منتانی اور اتفاق سے بے زاری اور شیطاں سے صدمہ اور راستی

۳ سداؤں سے بھٹی رہا۔  
۴ شرف و بادہ کی محبت۔

پھر مزید ارشاد ہوا کہ انہوں نے کہا کہ ساتھ ایک دفعہ میں بیٹھا تھا کہ جو پر یہ  
لکھ کر چھوڑ گئی، کہ میں حیران تھا، وہ درویشی کے لئے لازمی ہیں، میں سمجھتا ہوں یہ میں حیران  
نہ ہوں گی، نہ بھی نہ ہو گا۔

۱ دنیا کی منافست پر اُش کے ساتھ لٹھا۔  
۲ سوسے کی طاقت کوئی اور اس کو ترک کرنا۔  
۳ آخرت کی اور دنیوی اور اس کا طلب کرنا۔

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ہر شخص جو بھگتا رہی ہے، خدا پر فیصلہ بن جائی، نے معقول  
ہے کہ قیامت کے دن دنیا ہی نہایت غیب و تربیت کے ساتھ ارشاد ہو کر میرا نہیں بلکہ  
گی اور عرض کر بھی کہ اسے پروردگار! اب تو مجھے پنا بندہ بنا۔ اس پر خدا تعالیٰ جواب  
دے گا کہ میں تجھے نہیں لگتا، تیرے پیروؤں سے مجھے بھی تو حق نہیں ہوئی، اتنے

میں پنا بندہ پر یہ جواب دے گا۔

پھر وہ لوگوں کو متوجہ ہو کر فرمایا کہ دنیا تو اس کو اُور قیامت کے روز دروغ سے  
محمول ہو۔ پھر ارشاد ہوا کہ میری خدمت فرماتے، اور تندرست ہے، اس کا آپ ہے، میں اگر مجھے بھی  
کرتا تو خشن نہ ہوتا، لیکن میں سب کچھ کسی کی لاری میں سرور کرتا ہوں، پھر اس کا  
میں کوئی اور خواہش نہ ہوتی، تندرست امید میری خواہش میں رہا، تے کہیں کہنا، میرا ہی اور  
پانی ایک مکان میں بھی کر کے کسی کو بھی پنا بندہ بنا لیا ہے، جو ملک دانا اور دوزخ و لاہوت میں  
وہ اس مکان اور اس مکان کا کوئی حق نہیں چھوٹے، امام کا ہوا قیامت سے کہ بھی حق

دورخ سے حفاظت ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ شرح مہتاب میں لکھا ہے کہ جب مومن ذکر الہی کے ساتھ زبان کو تلبہ آسان سے ایک بڑا آتی ہے کہ اٹھو اور خوشی کر کہ خدا تعالیٰ سے تمہارے گناہ بخش دیے۔

پھر فرمایا کہ جب میں سیستان میں تھا تو میں نے ایک درویش کو عالم مسکرمیں لکھا دیکھا۔ سولے ذکر کے کوئی بات نہ کرتے تھے۔ الغرض جب ذکر میں سعادت ابدی ہو تو لازم ہے کہ ہم رات دن۔ اٹھتے بیٹھتے، کھڑے بیٹے، وضو بہ وضو ہر حالت میں ہر وقت قضا سے حاجت کے ذکر سے غافل نہ ہوں۔

پھر اسی محل میں ارشاد ہوا کہ ایک بزرگ تھے کہ جن شخص کو حدیث شریف میں کوئی مشکل درپیش ہوتی یہ اسے حل کر دیتے۔ ایک روز کلگی کرنے کی نسبت گفتگو ہو رہی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ کلگی کرنا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر پیغمبران علیہم السلام کی سنت ہے۔ جو شخص رات کے وقت ڈاڑھی میں کلگی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو فخر کی آفت میں مبتلا نہ کرے گا۔ ڈاڑھی میں جس قدر بال ہوتے ہیں ان میں سے ہر ایک کے بدلے ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب دے گا اور اسی قدر گناہ دُور کرے گا۔ اگر لوگ کلگی کرنے کے اجسہ کو مان جائیں تو سب عبادتوں سے باز رہ کر اسی عبادت کو پکڑ لیں۔

پھر فرمایا کہ ایک کنگھی دو آدمیوں میں منتر کی نہ بنونی چاہیئے۔ کیونکہ یہ بات ان دو آدمیوں میں حیلانی ڈال دے گی۔ پھر ارشاد ہوا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت کے بال دو بچے ہوئے۔ اس کے دو جبین نے حضرت سے دریافت کیا کہ ان کو کیوں کل علیحدہ علیحدہ کریں۔ اتنے میں جناب جبریل اشریف لائے اور عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان دونوں بچوں کے سروں میں ایک

کلگی کرو۔ دونوں علیحدہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور چند دنوں میں دُعا علیحدہ ہو گئے۔

بعد ازاں نماز جماعت کی بابت باتیں ہونے لگیں۔ شیخ الاسلام نے نہایت تاکید سے ارشاد فرمایا کہ اگر دو شخص ہوں تب بھی جماعت ہی سے نماز ادا کرنی چاہیئے۔ اگرچہ دو آدمیوں کی جماعت پر جماعت کا حکم نہیں لگتا مگر ثواب جماعت ہی کا ملتا ہے۔ بعد حضرت نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ میں لاہور کی طرف سفر کر رہا تھا کہ ایک عریض صاحب نعمت سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ خداوند تعالیٰ کے ذکر سے چھ باتیں حاصل ہوتی ہیں۔

اول یہ کہ ایسی حالت میں پڑھ جاتا ہے کہ حضرت تعالیٰ وقتہ سر کو پیغم دل سے دیکھ لگتا ہے دوسرے یہ کہ خداوند تعالیٰ اسے گناہوں سے باز رکھتا ہے اور جو شخص ذکر کے وقت معافی کا خیال نہ چھوڑے تو یہ اس امر کی علامت ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اسے دُور کر دیا ہے تیسرے یہ کہ جو شخص کثرت سے ذکر الہی کرے گا خدا کی دُعا اس کے دل میں مستحکم ہوگی۔

چوتھے جو خدا کا ذکر زیادہ کرتا ہے خدا اس کو عزت دے رکھتا ہے۔ پانچویں یہ کہ ذکر طے والا جنات کے شہر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ چھٹے یہ کہ خدا تعالیٰ قبر میں اس کا مونس ہوتا ہے پھر اسی مضمون کے مطابق فرمایا کہ کوئی ذکر کلام اللہ پڑھنے کے برابر نہیں ہے۔ اس کی تلاوت کرتے رہنا چاہیئے کہ اس کا ثمرہ تمام ملاحتوں سے بڑھ کر ہے۔

## سورہ ملک کی فضیلت

اس کے بعد ارشاد ہوا: میں نے شیخ الاسلام  
قلب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کی  
زبان مبارک سے سنا ہے کہ حدیث شریف میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے  
دارد ہے کہ سورہ ملک کا نام تو ریت میں مائوڑ اور پارہ میں مائوڑہ ہے اور بیروت  
غراب قبر سے محفوظ رکھنے والی ہے۔ پھر فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص رات  
کو سورہ یسین پڑھے اُسے ایسا ثواب ہوگا ہے۔ گویا اُس نے تیرب قد پائی۔

## اللہ کے ذکر کی فضیلت

پھر ارشاد ہوا کہ بعد ازیں ایک بزرگ اللہ  
اللہ بہت کہتے تھے۔ ایک روز راستے  
میں اُن کا گزر ہوا۔ اور ایک ملائی ان کے سر پر ایسی گری کر اُن کا سر چھٹ گیا اور خون  
نکلنے لگا۔ سننے کی بات ہے کہ جو قطرہ خون زمین پر گرتا تھا۔ اُس سے نقش اللہ بن جاتا  
تھا۔ واقعی یہ درست ہے کہ جو شخص جن کام میں مرے گا اسی میں اس کا شتر ہوگا۔

## دعا کی فضیلت

بعد دعا کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا میں  
نے فتاویٰ کبریٰ میں دیکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ  
فرماتے ہیں: لَيْسَ شَيْءٌ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الدَّعَاءِ یعنی خداوند تعالیٰ کے نزدیک  
دعا سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ حضرت شیخ الاسلام معین الدین بخاری  
رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ قَوْلُ النَّسُوبِ  
میں لکھا ہے کہ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَلَبِّينَ فِي الدَّعَاءِ یعنی خداوند تعالیٰ مسلمانوں کو دعا کہنے  
کے وقت دوست رکھتا ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا ایک دفعہ میں اور برادر مہار الدین ذکر کیا مانی بہ ایک

مگر تھے کہ ایک اور صاحبِ نعمت بزرگ بھی وہاں پہنچے اور تم قیول میں دلا کے بارے میں  
گفتگو ہونے لگی۔ اُن بزرگ نے فرمایا کہ جو شخص ان چار باتوں کا خیال نہیں رکھتا۔ اللہ  
بھی اُسے چار چیزوں سے محروم کر دیتا ہے۔

۱۔ زکوٰۃ  
۲۔ صدقہ و قربانی  
۳۔ نماز  
۴۔ دُعا

بزرگ زکوٰۃ سے برکت جاتی رہتی ہے۔ ترک صدقہ سے صحت بگڑنے لگتی ہے۔ ترک  
نماز سے مرتے وقت ایمان سلب ہو جاتا ہے اور ترک دعا سے پھر دعا مستجاب نہیں ہوتی۔  
اس کے بعد ارشاد ہوا کہ بعد ازیں ایک بزرگ کو شیر  
سلاستی کا وظیفہ

سات روز تک اس کے آگے پڑے رہے اور اس نے اُن کا بال سیکا نہ کیا۔ یہ سلامتی  
اُن کی کہ اِس اسم باری تعالیٰ کے سب سے قہی جو ہر وقت ان کے پاس رہتا تھا۔ بِسْمِ اللَّهِ  
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا اَدِیْبُ لَا فَتَاوٍ وَ یَا قَاتِلُ بِلَا ذَوَالٍ وَ یَا اَسَیْبُ لَا ذَنْبِیْرَ کہہ کر  
شیخ الاسلام چشم پر آب ہو گئے اور بولے تیرا دشمن ہی نفسِ تمارہ اور امیرِ عین ہے۔  
اسی شمار میں اذان کی آواز آئی۔ شیخ الاسلام نماز میں مشغول ہوئے اور خلق و دعا گو  
رضعت۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

۲۔ ماہ ذی الحجہ ۶۵۵ھ

دولت پاتے ہوئے حاصل ہوئی۔  
ماہ ذی الحجہ کی فضیلت میں گفتگو

ماہ ذی الحجہ کے اعمال و فضائل

ہو رہی تھی۔ ارشاد ہوا کہ شیخ الاسلام قطب الدین مختیار کاکی اوشی کے اوراد میں حضرت  
ابوسعبدہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک سہ کے دو رکعت نماز ماہ ذی الحجہ کی پہلی شب  
کو ادا کرے۔ پہلی رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ اور تین ایتیں سورہ انعام کی اور دوسری  
رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ اور ایک بار قل یا ایہا کافرون پڑھے۔ خدا تعالیٰ اس کے  
نامہ اعمال میں جج کرنے والوں کا ثواب لکھے گا۔

اس کے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا کہ ایک جوان فاسق کا انتقال ہوا جو نہایت گنہگار  
اور بڑا بکر دگ رہتا۔ لوگ متفکر ہوئے کہ خدا جانے کس بڑے گناہ کی بنا پر اس کا کیا حال ہو  
گا؟ انہی ایام میں وہ کسی بزرگ کے خواب میں آیا۔ بزرگ نے پوچھا کہ جو کسی گوری۔ خدا  
کے ساتھ کیا معاملہ رہا؟ اس نے کہا کہ جب مجھے خواب دیکھے تو میں نے اپنے گناہوں کی فہرست  
عذاب بنواؤں ہوئے کہ گزروں سے میری خبر نہیں مگر فوراً حج الہی پہنچا کہ نہیں ہم نے اس  
بنے کو بخشا اور اسے بہشت میں مگر دی۔ یہ حج کرنے والوں میں سے ہے۔ فرشتے بزرگ  
لگے اور عرض گزار ہوئے یہ شخص تو خود دوسرے کا فاسق و فاجر تھا۔ اس سے کوئی نیکی  
وجود میں آئی جو تو نے پسند کر لی۔ جواب ملا کہ ہاں حقیقت تو یہی ہے جو تم کہتے ہو  
لیکن اس نے ایک سال ماہ ذی الحجہ کی پہلی شب میں دو رکعت نماز ادا کی تھی اس  
لئے میں نے اس کے تمام گناہ کو نظر انداز کر دیا۔

بعد ازاں اسی محل میں فرمایا کہ دو مہینہ بنی عبداللہ سے روایت ہے کہ خداوند  
تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چریہ بھیجا۔ جبرائیل وہ چریہ لیکر آئے اور کہنے لگے  
کہ لے کر آؤ جو شخص ذی الحجہ کے دس دنوں میں یہ کمالات پڑھے اس کو ایسا ثواب ہو  
گویا اس نے بارہ ہزار بار تورات کی تلاوت کی ہے اور بارہ ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال

میں بھی جائیں اور بارہ ہزار گناہ اس کے معاف ہوں اور ایک ہزار فرشتے اس کے واسطے  
دعا کریں اور اس کا یہ عمل کل اہل زمین کے عملوں سے فاضل تر ہو۔

پھر ارشاد ہوا کہ میں نے شیخ الاسلام شہاب الدین سہروردیؒ کی کئی کئی بار دعا میں بڑی  
فقیر ابواللیث سمرقندیؒ لکھا دیکھا ہے کہ یہ کمالات انجیل میں بھی نازل ہوئے تھے اور  
ان کی برکت سے ایمان پیدا ہو کر دیکھنے لگتا تھا کہ آسمان سے نور تر رہا ہے۔ اس کے بعد  
شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جو شخص ان کمالات کی حرمت و تعظیم کا خیال رکھے گا وہ ان کے  
انوار کو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور دیکھے گا۔

اول روز سوم ترہ پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا شَرِيكَ لَكَ اَللّٰهُمَّ  
وَلَا الْحَمْدُ لَكَ وَبِئْسَ مَا يَكُونُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ  
دوسرے روز سوم ترہ پڑھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اَللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ  
اَللّٰهُمَّ اَحَدٌ اَحَدٌ اَفْرَادٌ اَوْثَرٌ لَا تُخَيِّدُ صَاحِبَةً وَلَا وَلَةً۔  
تیسرے روز پڑھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اَللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اَحَدٌ  
صَحْدَةُ الْوَيْلِ وَلَا تَقُولُ وَلَا تَكْفُرُ اَحَدٌ۔

چوتھے روز سوم ترہ پڑھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اَللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ  
لَهُ اَللّٰهُمَّ اَحَدٌ اَحَدٌ اَفْرَادٌ اَوْثَرٌ لَا تُخَيِّدُ صَاحِبَةً وَلَا وَلَةً  
کُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

پانچویں روز سوم ترہ پڑھے۔ سُبْحَانَ اَللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ اَللّٰهُمَّ اَحَدٌ اَحَدٌ اَفْرَادٌ  
اَوْثَرٌ لَا تُخَيِّدُ صَاحِبَةً وَلَا تَكْفُرُ اَحَدٌ۔

چھٹے روز وہی روز اول کا وظیفہ اور ساتویں روز دوم کا وظیفہ اور آٹھویں

روز سوم کا اور نویں دن روز چہارم کا اور دسویں دن روز پنجم کا۔

پھر ارشاد ہوا کہ عشرہ ذی الحجہ میں ترووں کے بعد اور سونے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے۔ ہر رکعت میں فاتحہ اور اِنَّا اعْطَيْنَاكَ اَبَدًا کو پڑھے تو خدا تعالیٰ اس کو اس قدر ثواب عطا فرمائے گا کہ جس کا اندازہ سوائے اُس کے کوئی نہیں کر سکتا۔ اس نماز کے پڑھنے والے کو موت نہیں آتی جب تک وہ جنت میں اپنی جگہ اپنی آنکھ سے نہیں دیکھ لیتا۔

اس کے بعد اسی مضمون کے موافق فرمایا کہ شیخ الاسلام نے شیخ سعد الدین حمویہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ کیا حال ہے؟ شیخ نے کہا خدا تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور ہر پہر طاعت کا بدلہ اس کے اندازے سے عطا کیا مگر ان دو رکعتوں کا اجر جو میں عشرہ ذی الحجہ میں پڑھا کرتا تھا بے اندازہ دیا۔

بعد ازاں فرمایا کہ اس عشرے کے اندر جو شب جمعہ اور روز جمعہ آئے تو اس میں چھ رکعتیں ادا کرنا چاہئیں۔ ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور اخلاص ۱۵ بار اور پھر سلام پھیر کر دو در شریف اور یہ کلمات پڑھے۔ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ الْمَلِكُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ حق تعالیٰ اس کے بدلے انسان کو اس قدر ثواب دیتا ہے کہ جس کی انتہا نہیں۔ چوبیس ہزار پیغمبروں کا ثواب اور سالِ آئندہ کے اختتام تک کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ میرے دوستوں میں سے ایک شخص نہایت صالح اور صاحبِ نعمت تھے اور یہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اُن کے انتقال کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ کہو کس گزری؟ کہنے لگے کہ شیخ الاسلام معین الدین غزنی کے اور اوہیں لکھا دیکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص عشرہ ذی الحجہ میں

سورہ وانعرج پڑھے گا۔ خدا تعالیٰ اسے آتش دوزخ سے محفوظ رکھے گا۔

پھر اسی محل میں فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام معین الدین غزنی رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا گیا کہ کہتے ہیں۔ موت قیبر اور عکرو نکیر کے سب معاملے بفضلہ آسان ہو گئے۔ مگر جب میں عرش کے نیچے پہنچا اور سعدیہ میں گر پڑا تو بلا آتی کہ معین الدین سر اٹھا اور بل کر تو اس قدر خائف کہوں رہتا تھا؟ عین کیا کہ تیری بیماری اور قہاری کے ڈر سے فرمان بواجوادی ہارے کام میں لگ جاتے ہم اُس کے کام میں لگ جاتے ہیں اور جو عشرہ ذی الحجہ میں سورہ وانعرج بھی پڑھے لئے خوف اور ڈر سے کیا کام۔ بات مجھے بخش دیا گیا۔

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دن کو چھ رکعت نماز ادا کرے اور پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک بار والعصر اور دوسری میں ایک بار لا یلٰہ الا اللہ اور تیسری میں ایک بار اخلاص اور چوتھی میں ایک بار اذاعبار نصر اللہ پڑھے تو اس کا ثواب اتنا ہے کہ تمام مخلوق مل کر بیان کرنا پے تو زبان کر سکے۔ پھر ارشاد ہوا کہ جو شخص عرفہ ذی الحجہ کی شب میں دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی سو بار تلاوت کرے ہزار ہزار حلوں کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک دفعہ میں حضرت شیخ الاسلام معین الدین غزنی کے روضہ مبارک میں منتک تھا کہ راہ ذی الحجہ آگیا۔ میں نے عرفہ کی شب میں نماز ادا کی اور سورۃ طہ کے پاس بیٹھ کر حکام مجید پڑھنے لگا۔ حضورؐ کی رات گزری ہوگی میں پندرہویں پائے پہنچ گیا لیکن غلطی سے پیچ میں سورہ کہف یا سورہ مریم کا کوئی حرف زبان سے ادا نہیں



ہوا۔ قدم کے روضہ مبارک سے ادا زائی کو اس رہے ہوئے حریف کو پھر پڑھو۔ میں نے اعادہ کیا۔ فرمایا خوب پڑھتے ہو۔ فرزند خلف کو ایسا ہی پڑھا جائیے۔ جب سارا قرآن پاک ختم کر چکا تو میں نے اپنا سر پائین روضہ مبارک پر رکھا اور رو کر کہنا شروع کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرا کس گروہ میں شمار ہے۔ نہ آئی کہ مولانا جو شخص یہ نماز (مذکورہ بالا) ادا کرے وہ یقیناً جنتی ہے۔ میں نے فوراً ہزار کوچم لیا اور سمجھا کہ میں کچھ بول تو بھی دو میری خاطر جمعی ہو گئی۔

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ جو شخص غنے کے روزِ غہر و عصر کے دریاں چار رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ اخلاص پچاس دفعہ پڑھے تو اس کی دعا ضرور متجاوب ہوگی۔

پھر فرمایا کہ غنے کے روز سوم تیر پڑھنا چاہیے۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يُؤْتِي الْحَيٰوةَ اِلَّا اللّٰهُ مَا شَاءَ الْخَلِيْقُ مَعْنٰی بِسْمِ اللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ السَّوْمَ اِلَّا اللّٰهُ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا فَوْكَ اِلَّا اللّٰهُ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے کہ جو شخص غنے کے روز غروب آفتاب سے پہلے ان کلمات کو پڑھتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس سے خطاب کرے کہ اے بندے! تو نے مجھ کو خوش کیا۔ اب تو جو چاہے مجھ سے مانگ اور جو شخص ان کلمات کو سوتے یا جاگتے وقت پڑھے وہ شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے اور تمام تائیں اس سے دور رہتی ہیں۔

بعد ازاں فرمایا کہ عبدالاضعی کی رات میں بھی بارہ رکعتیں پڑھنی آتی ہیں۔ ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور اخلاص پانچ بار۔ ان کا ثواب بہت ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ عبدالاضعی کے روزِ جب ٹھپے سے فارغ ہو چکے چار رکعت نماز ادا کرے۔ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ المشرق ایک بار اور دوسری میں بعد فاتحہ المراتل ایک بار تیسری میں بعد فاتحہ لضعی ایک بار چوتھی میں بعد فاتحہ اخلاص ایک بار۔

پھر فرمایا شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین سہروردی کے اور امدین آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منقول ہے کہ جو شخص نماز عید الاضحیٰ کے بعد اپنے گھر میں آکر دو رکعت اور پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ المراتل پانچ پانچ بار

تکواوت کرے۔ اسے حج، عمرہ اور دعا طواف کا ثواب ملے گا اور اس کے مال میں برکت ہوگی۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ میں نے شیخ الاسلام شیخ عثمان ہارونی کے اور ابو میں نکھا ہوا دیکھا ہے کہ جو شخص ماہ ذی الحجہ کے آخری روز جو سال ہجری کا بھی یوم الآخر

ہے یہ دعا پڑھے حق تعالیٰ تمام سال اسے اپنی خدمت و امان میں رکھے گا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ مَا عَمِلْتُ مِنْ عَمَلٍ فِيْ هَذِهِ السَّنَةِ مِمَّا تَهْتَبُنِيْ عَنْهُ وَلَمْ تَرْضَهُ وَتَبَيَّنْتَهُ وَكَلِمَةٍ تَكْسِبُهُ وَحَلَمْتُ عَنْكَ بَعْدَهُ ذَلِكْ عَلَيَّ فَقَرَّبْتَنِيْ وَكَوْنَتُنِيْ اِلَى التَّوْبَةِ يَنْفَخُوا لِيْ عَلَيكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ فَاَسْتَغْفِرُكَ مَا كُنْتُ فِيْهَا بِاَعُوْذُ بِكَ فَاغْفِرْ لِيْ وَمَا عَمِلْتُ مِنْ عَمَلٍ مَّرْءًا عَنِّيْ وَوَعَدْتَنِيْ التَّوْبَةَ فَتَقَبَّلْتَنِيْ مِنْهُ وَلَا تَقْطَعْ رَجَائِيْ بِاَسْتَغْفِرُكَ الرَّحْمٰنُ۔ اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْنِيْ حَيٰتِیْ هَذِهِ السَّنَةَ وَمَا فِيْهَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

پھر فرمایا کہ برادرِ شیخ بہاؤ الدین زکریا مٹانی قدس اللہ سرہ نے یہ روایت منقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آخر ماہ ذی الحجہ میں دو رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور کچھ قرآن شریف اور سلام کے



بعد مذکورہ ولادہ ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سال بھر کے گناہ بخش دیتا ہے اور اسے بھی بخش دیتا ہے۔ شیخ الاسلامؒ یہ فرمایاں فرما رہے تھے کہ اذان ہو گئی۔ خواجہ نمازیں مشغول ہوئے اور خلق دعا گو واپس۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

۴ ماہ ذی الحجہ ۶۵۵ ہجری

مذہب امام اعظمؒ

دولت پائے ہوس میسر آئی۔ مذہب کی بابت گفتگو ہو رہی تھی۔ ارشاد فرمایا کہ اول مذہب امام اعظم ابوحنیفہؒ کا۔ دوسرا امام شافعیؒ کا۔ تیسرا امام مالکؒ کا اور چوتھا احمد حنبلؒ کا۔ لوگوں کو چاہیے کہ ان میں سے کسی پر شک نہ کریں۔ لیکن یہ یقین رکھیں کہ امام اعظمؒ کا مذہب قابل تکرار ہے اور باقی مذاہب اس کے بعد۔ کیونکہ پہلا مذہب امام اعظمؒ کا ہے اَلْفَتْحُ لِلْفَتْحِ۔ مشہور بات ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ فتاویٰ ظہیری کے باب فائز میں اس کے مصنف نے یہ حکایت لکھی ہے کہ امام المسلمین امام ابوحنیفہؒ کوئی نے جب آخری حج کیا تو ان کے دل میں خیال گزرا کہ اب شاید پھر یہاں کی زیارت نصیب نہ ہوگی۔ اس نے غبار کیجے کے دربانوں سے درخواست کی کہ دروازے کھول دو تاکہ میں اندر جا کر ایک شب عبادت الہی کروں۔ دربانوں نے جواب دیا کہ یہ سخت بات ہوگی۔ تم سے پہلے کسی نے ایسا نہیں کیا۔ لیکن چونکہ ہمارا علم و فضل تمہارا درجہ بہت عالی ہے اور دنیا تمہاری اقتدار کرتی ہے۔ لہذا تمہارا دعا کو پورا کر دیا جائے گا۔ چنانچہ امام صاحبؒ کو اندر جانے دیا گیا اور امام صاحبؒ نے اندر دوستوں کے ساتھ کھڑے ہو کر دو رکعت نماز کی نیت باندھی اور واپس پیر پر

ہاں پیر رکھ کر اوصاف قرآن پڑھ ڈالا۔ اور پھر پانچ پیر پر واپس پیر رکھ کر باقی ختم کر دیا۔ اور سلام پھر کر نمازات کی؟ اگر عالمین! جو تیری عبادت کا حق ہے وہ میں نے ادا کر رکھا اور زمین نے پہچاننے کی طرح تجھے پہچانا تو تجھنا چیز کے فائض خدمت کو نظر انداز فرما دے۔ طاقت نے آواز دی کہ ہمیں ابوحنیفہؒ کو نے نہیں خوب پہچانا اور ہماری کافی خدمت بجالایا۔ ہم تجھے بھٹتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی جو قیامت تک تیری پیروی کریں گے۔ اس قدر بیان کرنے کے بعد شیخ الاسلامؒ نے فرمایا الحمد للہ کہ ہم انہیں کے مذہب میں ہیں۔

پھر ارشاد ہوا کہ امام احمیل بخاری کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن حسن شیبانیؒ کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ مرنے کے بعد کیا گزاری؟ امام محمدؒ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر میری مصفرت کر دی کہ اگر میں چاہتا تو تجھے عذاب دیتا۔ لیکن تو علم کی شاعت کیا کرتا تھا۔ اس لئے تیری بخشش کی گئی۔ امام بخاریؒ نے سوال کیا کہ اچھا ابو یوسفؒ فتاویٰ کہاں ہیں؟ کہا درمیان ارض و سما میں۔ پوچھا اور امام ابوحنیفہؒ؟ کہا وہ تو یلعین میں پیچھے۔

پھر فرقہ مذاہب میں گفتگو ہونے لگی کہ بہتر کون ہے؟ شیخ الاسلامؒ نے سترم پڑا کہ کی اور فرمایا کہ میں امام اعظمؒ کا نام اُن کی عظمت و بزرگی کے سبب نہیں لے سکتا۔ مگر اُن کے ایک شاگرد تھے "امام محمد شیبانی" جب وہ سوار ہوتے تھے تو امام شافعیؒ اُن کی کباب پکرتے تھے۔ پس یہیں سے مذاہب کا فرق ظاہر ہو گیا کہ امام شافعیؒ امام اعظمؒ کے شاگرد کے شاگرد تھے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ قاضی حمید الدین ناگوریؒ اور شیخ قطب الدین

نجیتا رکام کی اوشیؐ اور شیخ جمال الدین تبریزیؒ اور شیخ بردار الدین خزوفی قدس اللہ سرہ جامع مسجد دہلی میں مصحف ہوتے اور سب نے فزان قرآن شریف کے دو دو ختم کئے کا حرم باجزم کیا۔ پھر ایک شب ملی کھلاچ کی کراگہ ہو کے تو ایک پیر سے کھڑے ہو کر خدا کی عبادت کریں۔ یہ جو بڑے باتفاق عمل منظور ہوئی۔ قاضی حمید الدینؒ امام بنے اور بتیوں نے ان کی اقتدار کی۔ قاضی حمید الدینؒ نے پہلی رکعت میں ایک قرآن اور چار پارے پڑھے اور دوسری میں ایک اور ختم کر کے سلام پھیرا اور دعا کی کہ خداوند! جیسی تیریں عبادت کرنی چاہیے تھی وہی ہم نے نہیں کی لیکن تو اپنی رحمت سے ہمیں بخش دے۔ آواز آئی کہ تم سب بچے گئے اور جو تمہارا مطلب ہے۔ وہ پورا ہوا۔ اس کے بعد یہ بزرگ وہاں سے متفرق ہو گئے۔

مذہب کا شجرہ

بعد ازاں ذکر فرمایا کہ جس طرح مرید کو اپنے پیروں کے  
شجرہ کی واقفیت ضروری ہے۔ اسی طرح اپنے  
مذہب کا شجرہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کیوں کہ حضرت مسکب مہتجیا ہے۔ پھر شیخ الاسلام  
نے فرمایا اگر کوئی پوچھے کہ تم کس کے مذہب میں ہو؟ تو کہو کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کوئی  
کے مذہب میں۔ اور امام ابوحنیفہؒ امام ابراہیمؒ کے مذہب میں تھے اور وہ امام ابراہیمؒ  
تخنی کے مذہب میں اور وہ عبداللہ بن مسعودؓ کے مذہب میں اور وہ حضرت رسول  
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب میں۔ اور وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے مذہب  
میں۔ اور وہ نوح علیہ السلام کے مذہب میں اور وہ نوح علیہ السلام کے مذہب میں اور  
وہ آدم علیہ السلام کے مذہب میں اور وہ جبرئیل علیہ السلام کے مذہب میں اور وہ  
میکائیل علیہ السلام کے مذہب میں اور وہ اسرافیل علیہ السلام کے مذہب میں اور وہ عزرائیل

علیہ السلام کے مذہب میں اور وہ حضرت احدیت صہیت کے مذہب میں۔ اور اس مقام کو بجز خداوند تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

۱۰۰ عید ما تورو

ادعیہ ناٹورہ

بعد ازاں ادعیہ ناٹورہ اور آیات قرآنی پکھنگو چھپر لکھی۔ فرمایا کہ کسی گھر کو دعا اور آیات قرآنی سے

حالی نہ رہنا چاہئے۔

## تہجد کی نماز

تہجد کی نماز

تہجد کے وقت کی اٹھ رکعتوں کا نام ہے۔ جو سورت یا دھواں میں پڑھے کچھ تعین نہیں ہے۔ مگر خیال ہے کہ کثرت و دوار ہو کیونکہ یہ انھنرت کا معمول تھا۔ اس کے بعد مناسب حال فرمایا کہ ایک بہت بڑے بزرگ تھے جن کا شیخ قطب الدین نام تھا۔ ایک وفیان کی نماز تہجد فرمت ہو گئی۔ دن پڑھتے ہی معلوم ہوا کہ رافوفین درد ہے۔ باعث سوجا تو یوں کہ تھرا آئی کہ نماز تہجد پھوٹنے کا دلہا ہے۔

شیطان سے بچنے کا عمل

شیطان سے بچنے کا عمل

پھر ارشاد ہوا کہ شیخ عیین الدین قدس سرہ کے اور امین نکمہ کے کھڑے رہیں

معلوم روایت کرتے ہیں جو شخص دن کے وقت سورہ بقرہ کی دس آیتیں اس تہیہ پڑھے کہ چار آیتیں آیۃ الکرسی سے اول کی اور چار آیتیں آیۃ الکرسی کے بعد کی اور دو آیتیں آخر کی تو اس کے گھر میں دن کو شیطان نہیں آئے گا اور جو شخص رات کو پڑھے تو اس کے گھر میں رات کو شیطان نہیں آئے گا۔

محتاجی دور کرنے کا وظیفہ

پھر فرمایا جو شخص قرآن میں مبتلا ہو جائے تو  
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

کا ورد رکھنے سے اُس کی حالت بہت بہتر ہو گئی ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا، ایک روز میں شیخ الاسلام قطب الدین غنیار کا اُٹنی، کئی خدمت میں حاضر کیا ایک شخص نے اگر حضرت کی قدم بوسی کی۔ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ ہاشم کی منی میں گرنا یہاں۔ ارشاد کیا کہ یہ کلمہ نہیں پڑھے۔ لَحَوْلٍ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، اس نے عرض کی جی ہاں یہ تو نہیں پڑھتا۔ حضرت رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ رسات مابِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص اسے بکثرت پڑھے گا۔ اِنَّمَا اِلٰہِ اُمِّے فَتَجَابِیْ سے معذرتا رکھے گا۔

پھر ارنا دجو کہ میں نے بقیۃ المصطفیٰ ہر قدر قندی کی کتاب میں دیکھا، وہ دیکھے ہیں کہ مجھے جاگہ کہ وہوں تیغیہ آتا ہے جو ہر حیزوں سے غافل رہتے ہیں۔

(۱) جو غم میں مبتلا ہوں اور اس آیت

گوئی و حسین۔ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ

اَتَى كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا يُبَدِّلُ  
مِنَ الْعَهْدِ وَلَا لَئِكَ لَفِي الْعَذَابِ، اس کے بعد اسی سلسلے میں فرمایا کہ جب حضرت  
ایوب علیہ السلام بیمار ہوئے اور ان کے جسم میں کیڑے پڑ گئے اور چالیس سال تک اسی حالت  
میں پڑے رہے تو حضرت نے دعا کی کہ جواب ملا کہ یہ کلمہ بخیر پڑھو۔ اِنَّ اِلَهَ الْاِنْسَانِ  
سُبْحَانَكَ اَتَى كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ، چند ہی روز اس کی پابندی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے  
انہیں بیماری کی لاس سے نجات دی۔ پھر فرمایا کہ ابک وہ خدا کی جان کو طارون الرشید

نہی کسی غلط عقیدہ کو دیا اور اس کے ہلاک کرنے کی فکر میں تھا کہ کوئی بزرگ ہر وقت پہنچ گئے اور اس جوان کو یہی آیت تعلیم کے پل دیے۔ جوان نے تھوڑے ہی دن اُس کو پڑھا تھا کہ قید سے راضی باقی اور عدالت خاص سے معزف ہوا۔

خوف و ور کر نیک و خلیفہ

نہیں پڑھتے۔ کیوں کہ خدا تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے۔ **وَأَنقَلِبُوا إِلَىٰ بَنِيكُمْ مِّنْ أَمْلِكُمْ**  
**وَقَضِیَ لَکُم لِسَانُکُمْ سَوَیًّا**۔ پھر اس کے متعلق حکایت فرمائی کہ ایک بادشاہ تھا بڑا  
ظالم۔ اس کے سر میں بڑا بوجھری کہ خدائی کا دعویٰ کروں۔ ایک دن اس نے اپنے شیریں  
سے پوچھا کہ اس کی کیا تکبیر ہوئی چاہیے۔ ایک وزیر مکار آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ شہر  
میں جتنے بڑے لکھے مولوی ملا ہیں سب کو قتل کر دیجیے۔ جب وہ نہ رہیں گے تو کوئی  
اسلام کا نام بھی نہ لگاؤ جو حضور پر امن گے ہو جائے گا۔

بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور پھر پوچھا "اب؟" "بولا "کاتبوں کو بھی مروادینے کے لئے کھل کھنکاڑی بنا دی تو وف ہو گئے۔" اس کی بھی تعبیر لیں گی اور سلطان گرامی میں پڑنے لگے۔ المختصر ان کاتبوں میں ایک بزرگ بھی گرفتار ہونے سے حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے نواموس میں سے تھے۔ ان کو دیکھتے ہی بادشاہ ماتحت سے نیچا اتر آیا اور بڑی مہذرت کے ساتھ ان کو روکا کر دیا اور مصلحت خاص دیا۔ "حبيب وہ بزرگ چلے گئے تو اعرابین سے مخاطب ہو کر بولا کہ جب یہ میرے سامنے آئے تو میں نے دیکھا کہ ان کے دائیں بائیں دو غلام ارشاد اٹھ رہے مرنے کو لے ہوئے کھڑے ہیں اور ان کے دشلے نکال رہے ہیں اور مجھ سے کہتے ہیں کہ انہیں چھوڑ دے ورنہ تمہیں زندہ نکال جائیں گے۔ پھر لوگوں نے ان بزرگ سے

پوچھا کہ اچھی کیوں کر میت ہوگئی۔ انہوں نے فرمایا۔ میں اکثر یہ پڑھا کرتا ہوں **حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ**۔ پس جو شخص ان کلمات کا ورد رکھے گا اسے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔

(۱۲) بعد از ان شیخ الاسلام نے ارشاد کیا کہ تیسرے مجھے اُن آدمیوں پر

### دشمن کے منکر سے بچنے کا وظیفہ

تغیب آتا ہے جو کسی کے گھر سے دُرتے ہیں اور یہ آیت نہیں پڑھتے **أَفْوَحَ أَفْوَحَ اللَّهُ مَا أَفْوَحَ اللَّهُ**۔ پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ حضرت خواجہ حسن بھریؒ جس وقت حجاج بن یوسف کے پاس تشریف لیا کرتے تھے تو یہی آیت پڑھا کرتے تھے اور حجاج بن یوسف کہا کرتا تھا کہ میں جس قدر حسن بھریؒ سے دُرتا ہوں اور کسی سے نہیں دُرتا۔ جب وہ تشریف لاتے ہیں میرے تمام اعضاء میں لرزہ پیدا ہوتا ہے اور مجھے دو شیراں کے ساتھ آنے معلوم ہوتے ہیں جو مجھ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا پسندتے ہیں۔

### جنت حاصل کرنے کا عمل

(۱۴) اس کے بعد ارشاد ہوا کہ چوتھے مجھے اُن لوگوں پر تعجب آتا ہے جو بہشت کے مشاقق ہیں اور یہ نہیں پڑھتے **مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ**۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **فَقَسَىٰ أَنْ يَكُونَ ثَوْبٌ حَسْبًا لِّمَنْ جَنَّاتُ جَنَّتْ بِحَبْرِ مَا يَرْكَبُونَ**۔ پھر فرمایا کہ میں نے آتا رہا میں میں پڑھا ہے کہ ایک نوجوان بے حد شاقق ہمیشہ گناہوں میں مبتلا رہتا تھا مگر سوتے وقت اس کے کوہرت پڑھتا تھا۔ جب وہ مرا تو لوگوں نے اس کو خواب میں بہشت کے اندر پھرتے دیکھا۔ یہاں کیا تو راز کھلا کر کلمہ نہ کورہ والا کے مدد سے میں نجات ملی۔

### عذاب قبر کی آسانی کا وظیفہ

بعد از ان قبر کے خوف اور تکذیر کی

سببیت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی

ارشاد ہوا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں۔ اگر اسے کرو گے تو تکذیر سے خوف نہ کھاؤ گے۔ شب جمعہ میں دو رکعت نماز ادا کیا کرو۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص پچاس پچاس بار۔ اس کے بعد فرمایا کہ وہ اس کے عامل تھے۔ شرح اولیاد میں لکھا ہے کہ ان کے انتقال کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ کھونکر نکیر سے کیا معاملہ رہا؟ انہوں نے جواب دیا کہ پہلے تو مجھ پر ان کی بڑی ہیبت چھاتی اور انہوں نے میرے ایک گڑ بھی مارا، مگر آخر حکم آیا کہ اس بندے کو کھچوڑ دو۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے دریافت کیا کہ آپ کے پاس قسطہ (تختی) کے واسطے بھی کوئی چیز ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ جو شب جمعہ میں دو رکعت نماز پڑھے گا اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد **إِذَا أَرَادَ لَوْلَا لَمْ يَلَمْ يَلَمْ يَلَمْ يَلَمْ**۔ پندرہ بار پڑھے گا وہ اُس سببیت سے محفوظ رہے گا۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتب میں شیخ الاسلام قطب الدین بہتیار کاکی اوشیؒ کی خدمت میں حاضر تھا اور بہت سے مشائخ کبار بھی موجود تھے کہ خوف قبر پر گفتگو چھڑ گئی۔ مولانا بہتیار الدینؒ نے کہا کہ جو شخص یہ اور او اپنی کتاب میں لکھے لے اور ان کا ورد رکھے۔ وہ قبر کے مزاج مانور رہے گا۔ سورہ واقعہ، سورہ مزمل، سورہ دانش، سورہ داعیل اور المشرق۔ اس کے بعد ایک دوسرے درویش نے فرمایا کہ ایک بزرگ کا انتقال ہوا، جو عام آدمی بہشت سے تعلق رکھتے تھے۔ جب اُن کو سپرد زمین کیے گئے تو اُنسی وقت فرشتے نازل ہوئے اور اُن سے سوالات کرنے لگے۔ درویش نے خوب جواب دیے یہاں تک کہ اس کی قبر منور

ہوگئی۔ کسی نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا کیا حال ہے؟ بولے۔ میری حق تعالیٰ نے مغفرت کر دی اور نہایت مہربانی فرمائی اور ارشاد کیا کہ ہم نے تجھ کو اس عمارت کے سبب بخشا ہے۔

### فراخی رزق کا وظیفہ

بعد ازاں شیخ الاسلامؒ نے فرمایا کہ املویش میں ہے کہ جو شخص فریقہ کے بعد تین بار سورۃ اخلاص اور تین بار درود اور اس کے بعد ایک بیہریت وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے تین نعمتیں عطا فرمائے گا۔ (۱) درازی عمر (۲) مال بیدار (۳) اقبال مندی نیز وہ بے سبب جنت میں داخل ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

شیخ الاسلامؒ بیان فرما رہے تھے کہ اذان ہوگئی۔ شیخ الاسلامؒ نماز میں مشغول ہو گئے اور غلطی و دعا کو رخصت ہوئے۔ الحمد للہ علی ذالک

۲۰ ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ

### حضرت بابا صاحبؒ کی دعا

معاذت قدم بوسی حاصل ہوئی۔ چاشت کا وقت تھا اور حضرت جماعت خانے میں تشریف لکھتے تھے۔ ایک گروہ مسافروں کا حاضر ہوا۔ حضرت نے سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ مولانا غلام الدینؒ جو کچھ تجھ سے چاہیں پائیں۔

### دُرود شریف کی تفصیلات

اس کے بعد درود شریف کے بارے میں گفتگو ہونے لگی۔ ارشاد ہوا کہ آثار شائع میں لکھا ہے اور میں نے اپنی ہاتھوں سے دیکھا ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے کبھی گناہ کیا ہی نہیں اور ایک لاکھ نیکیاں اس کے ماتر اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور اس کا شمار اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ صحابہ و تابعین اور مشائخ طہقات نے درود شریف کا وظیفہ مقرر کیا تھا۔ اگر کسی دن ان کا یہ وظیفہ فوت ہو جاتا تو وہ اسے نیک سیرت سمجھتے اور ماتم کرتے کہ آج کی رات ہم مر گئے تھے۔ اگر زندہ ہوتے تو سرور کائنات پر درود بھیجتے۔ اس کے بعد ارشاد کیا کہ ایک مرتبہ خواجہ سیحی بن معاذ رازیؒ کا وظیفہ درود فوت ہو گیا۔ وہ دو تین ہزار بار درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ بغیر جب وہ صبح اٹھے تو اس طرح ماتم میں مشغول ہوئے کہ گویا پچھلے کوئی مر گیا ہوگا اُتے تھے اور استفسار حال کرتے تھے۔

سیحی بن معاذؒ اسی کیفیت میں مبتلا تھے کہ تلف نے آواز دی کہ سیحی! مبتلا میں تھے درود پڑھے گا تو اب تیرا تھا اس سے گونا گونا دیا گیا اور تیرا نام درود پڑھنے والوں میں لکھی ہوئی ہے۔

اس موقع پر شیخ الاسلامؒ حشیمؒ پر آب ہوئے اور یہ حکایت بیان فرمانے لگے کہ ایک شب خواجہ حسنؒ نے حضرت راسلؒ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضورؐ اپنا روستہ مبارک ان سے چھپاتے ہیں۔ خواجہ حسنؒ نے ڈوٹے اور قدوں کو بوسہ دیکر عرض گزار ہوا کہ کیا رسول اللہؐ امیرِ جان آپ پر قربان! کیا سبب ہے جو آج مجھے یہ عرصہ دی ہو رہی ہے۔ حضورؐ نے خواجہ حسنؒ کی ہانکوں سے لگایا اور فرمایا







فرمان ہوا بیچو جاؤ۔ وہ بیچ گئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم مسافر ہیں اور خانہ کعبہ جاننے کی نیت رکھتے ہیں۔ مگر خرچ نہیں کچھ عایت ہو جائے تو اطمینان سے واپس ہوں۔ شیخ الاسلام کو فکر ہوئی اور فتویٰ دیرِ دراز پر لکھوا کر کے سر لکھایا۔ سامنے ایک ٹیکر سے پیش خیرت لکھے تھے۔ اس ٹیکر کے پدم کے درویش کو عطا کیا۔ درویش حیران تھے۔ حضرت نے اپنی روشن ضمیری سے انکی حیرت کا حال معلوم کیا اور فرمایا کہ دیکھو تو یہی۔ اب جو دیکھتے ہیں تو وہ سترے نہ تھے۔ سونا تھا۔ آخر شیخ پیر الدین النقی نے معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام نے یہی درود پڑھ کر اس پر دم کیا تھا۔

### آیت الکرسی کے فضائل

پھر آیت الکرسی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا کہ جس روز آیت الکرسی نازل ہوئی ستر ہزار فرشتے مہتر جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ آئے تھے اور جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ اے باور اذکار! یہ لیجئے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ جو میرا بندہ آیت الکرسی پڑھے گا ہر حرف کے بدلے ہزار سال کی عبادت کا ثواب پائے گا۔ اور ہزار فرشتے جو کسی کے پاس کھڑے پڑھ رہے ہیں ان کا ثواب بھی اسی کو ملے گا اور اسے اپنے مقربوں میں شمار کر دیں گے۔

بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ فتاویٰ جمہوری میں مرقوم ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو کوئی اپنے گھر سے باہر جانے کے وقت آیت الکرسی پڑھے خدا تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس کے واپس آئے تک اس کے واسطے دعا سے ہفت مرتبے کرتے ہیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام حضرت قطب الدین گنجیہ راکی اوشی سے

سنا ہے فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے گھر میں جانے کے وقت آیت الکرسی پڑھے گا خدا اس کے گھر سے تعزوفاتے کو دو روز فرمائے گا۔

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ میں نے جامع الحکایات میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک درویش کے گھر میں رات کو چور آئے۔ درویش نے آیت الکرسی پڑھ کر گھر کا حصار باندھ رکھا تھا۔ چوروں نے جو اس کے اندر منہ داخل کیا سب کے سب اندھے ہو گئے۔ درویش صاحب بیدار ہوئے اور اس حال کو معلوم کر کے باہر آئے اور پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا کہ چور ہیں۔ چوری کے واسطے آپ کے ہاں آئے تھے، لیکن قدرت نے ہمیں اندھا کر دیا۔ آپ دُعا فرمائیے کہ ہماری آنکھیں مل جائیں۔ ہم اس کام سے تاب ہو کر آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوتے ہیں۔ درویش نے قسم فرمایا اور کہا آنکھیں کھلو۔ آنکھیں کھلیں تو ان میں بیانی ہفتی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

### ۲۷، ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۵ ہجری

#### رنج و غم دور ہونے کی دُعا

دولتِ قدمِ نبوی میرائی۔ مولا کے بارے میں گفتگو جو رہی تھی۔ ارشاد ہوا میں نے امام غزالیؒ

کی کتاب میں پڑھا ہے۔ امام غزالی صریحاً اللہ تعالیٰ کی روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو کوئی رنج و غم یا کوئی سخت امر طے پیش آئے تو اسے چاہیے کہ جب وہ صبح کی نماز ادا کر چکے تو سو مرتبہ کہے۔ لَا تَحْزَنْ وَلَا تَقْوَءَ إِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ تَاوَدَّ دَیًّا وَشَرَّیَا اَحَدًا یَا حَمْدُ۔

#### کتابشِ رزق کی دُعا

بعد ازاں شیخ الاسلام نے ارشاد کیا کہ ایک قدیم

میں شیخ الاسلام حضرت قطب الدین بجنیا کا کہی اوشی کی خدمت میں حاضر تھا اور وہاں دعا کے بارے میں باتیں ہو رہی تھیں۔ حضرت قطب صاحب نے فرمایا جس کو معاش کی تنگی ہو وہ اس دعا کا ورد کرے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِاَذْنِ اَمِيرِ الْاِیْمَةِ وَالْمَلِکِ وَالْمَنْعَةِ بِاَذْنِ الْمُجِدِّدِ وَالْخَطَّابِ بِاَذْنِ الْعَزِیزِ الْحَمِیدِ فَقَالَ لِمَا یُرِیدُ۔

### ہر مہم میں کامیاب ہونے کی دعا

پھر ارشاد ہوا کہ محالست در ماندی لاسارگی جو شخص ان کلمات کو

ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا وہ ہم اُس کی ضروری ہوگی۔ اَوْحٰی مَعِیْنِ وَاَهْدِیْ لِحَبِیْبِ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ۔

### اعمال مقبول ہونے کی دعا

اُس کے بعد ارشاد ہوا کہ میں نے تفسیر نبوی میں دیکھا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اُس کے اعمال مقبول ہوں تو اس کے لئے یہ آیت ہے۔ رَبَّنَا قَبَلْ مَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الشَّحِیْبُ الْعَلِیْمُ۔

### دنیا و دین کی بھلائی کی دعا

اگر کوئی چاہے کہ دنیا و آخرت میں بھلائی پائے اور امتحان و وزخ سے محفوظ رہے تو یہ آیت پڑھا کرے رَبَّنَا اِنَّا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةٌ وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

### ثابت قدم ہونے کی دعا

اور اگر بڑے بڑے کاموں میں صابر رہنے کا ارادہ ہو اور ہر معاملے میں ثابت قدم اور دشمنوں پر غلبہ پاب نہ ہونا چاہتا ہو تو یہ آیت مجرب ہے۔ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْکَ صَبْرًا وَثَبَّتْ اَقْدَامُنَا

وَاَنْصُرْنَا عَلٰی الْقَوَامِ الْکٰفِرِیْنَ۔

### ایمانان قلب کی دعا

اور اگر یہ منظور ہو کہ دل کا ایمان اور ایمان کے ساتھ رہے اور رحمت الہی اُس کے شامل

حال ہو تو یہ آیت پڑھے۔ رَبَّنَا اَلْمَشْرِعُ قَوْلُکَ بَعْدَ اَزْهَقِ بَقَاتِنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْکَ صِدْقَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ پھر اسی محل میں فرمایا کہ ایک روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور صحابہ حضرت اُمّے کے گرد حاضری تھے اور سابقہ پیغمبروں کا حال بیان ہو رہا تھا کہ ایک صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرا دل کیوں بے محنت ہو کہ میں با ایمان جاؤں گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے اس سوال پر تشکر ہوئے۔ اتنے میں جبریل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! میں یہ آیت لایا ہوں۔ جو شخص اس آیت کا ورد دیکھو گا اُس کا دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہوگا اور امید ہے کہ وہ با ایمان ہی جائے گا۔ پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ آیت مذکورہ کا نزول اُن صحابی کے لئے تھا کہ وہی پر ہوا تھا خاصانِ خدا میں شامل ہونے کی دعا

پڑھے۔ رَبَّنَا اِنَّکَ جَاعِلُ النَّاسِ بَیْنَهُمْ اَدْرَیْبَ ذِیْنِ اِنْ اَللّٰهُ لَیَخْلُقُ الْبَیِّنَاتِ اس کے بعد فرمایا۔ نہ معلوم پھر کیا وجہ ہے کہ اس سعادت سے لوگ اپنے آپ کو محروم رکھتے ہیں۔

### اولاد طلب کرنے کی دعا

پھر فرمایا جب کسی کو کوئی ہم در پیش ہو یا کسی کا غلام بھاگ گیا ہو یا وہ نیک اور

یا سزا فرزد کی خواہش رکھتا ہو تو یہ آیت پڑھا کرے۔ رَبِّیْ هَبْ لٰی مِنْ لَدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّکَ سَمِیعُ الدُّعَا۔ بعد ازاں فرمایا کہ حضرت ذکریا علیہ السلام نے یہی آیت پڑھی تھی جو

خداوند تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسے فرزند اُن کو رعایت کیا جو مصر میں یہی خوف الہی سے اس قدر رستے تھے کہ رشاروں کو گشتِ گل کیا تھا۔ اُن کے والد حضرت زکریاؑ اور اُمی والدہ آمنہؑ کو سمجھا کر کہ تم ابھی بچہ ہو تو تم کو اس قدر خوف کس لئے ہے؟ تو جواب دیتے تھے کہ اے والدہ میں دیکھتا ہوں کہ جب تم ہنسیاں کے بچے اُن کے منگائی ہو تو پہلے چھوٹی لڑکیاں رکھتی ہو۔ جب اُن میں ایک کی بنیاد مضبوط ہو جاتی ہے اس وقت بڑی لڑکیاں منگائی ہو تو مجھ کو بھی اندیشہ ہے کہ دُشمن میں پہلے تمہیں کوں کوڑا لگائے گا۔

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ میں بیوستان کی طرف سفر کر رہا تھا اور اسی شہر کے بزرگوں کی زیارت کرتا تھا۔ ایک روز حضرت محمد سیستانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا انتہایت بزرگ اور بوڑھے آدمی اور صاحبِ کلیات تھے۔ سلوک کے متعلق حکایت ہو رہی تھی اور دوش آپس میں بحث کر رہے تھے۔ ایک شخص آیا اور اقدم بوس ہو کر بیٹھ گیا۔ خواجہ محمد سیستانیؒ نے اپنی روشن ضمیری سے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ایک حاجت مند آیا ہے۔ فوراً وہ قدم پر ہوا اور بنی کی کمرل فرمایا اس آیت کو پڑھا کہ: خداوند تعالیٰ تجھ کو فرزند صالح عنایت کرے گا۔ آیت یہ ہے۔ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ۔ وہ شخص چلا گیا اور حق تعالیٰ نے اس کو ایسا نیک فرزند عنایت کیا جو صاحبِ سجادہ ہوا اور جس نے برہنہ یا سترج کئے اور اسی نیت میں مرا۔

صالحین کے ساتھ خسر ہو چکی تھی

دیکھا ہے کہ جب آدمی یہ چاہے

کر ہے۔ رَبَّنَا وَإِنَّا كَمَا وَعَدَ تَبَّاعِلَىٰ دَسْلَكُ وَلَا تَخْزَيْنَا يَوْمَ الْفَعْلَةِ ؕ إِنَّكَ لَاسْمُحِلٌ  
الْمُبْعَاةُ: مہجر حکایت بیان فرماتا کہ خراما میں ایک شخص فق و غمور کے سبب مشہور تھا۔ جب وہ  
مرا تو اس کو خواب میں اولیاء اللہ دار و دوستانِ خدا کے ساتھ بچھا۔ تعجب سے پوچھا کہ یہ  
دولت کہاں سے پائی؟ کہا میں نے تعمیر کشف میں دیکھا تھا کہ جو شخص اس آیت کو پڑھے گا  
وینک مردوں کے ساتھ ہوگا۔ پس اس کو صدقِ دل سے پڑھا تھا خداوند تعالیٰ نے جو مقصود  
چاہا کہ قبول کرنے والا اور بڑی بخشش فرماتے والا ہے۔ میری یہ ذرا سی عبادت قبول فرمائی  
اور میرے تمام گم ہوں کو بخش دیا۔ اب مجھ کو کم ہے کہ دوستانِ خدا میں رہوں۔ آیت  
یہی ہے۔ رَبَّنَا وَإِنَّا كَمَا وَعَدَ تَبَّاعِلَىٰ دَسْلَكُ وَلَا تَخْزَيْنَا يَوْمَ الْفَعْلَةِ ؕ إِنَّكَ لَاسْمُحِلٌ  
الْمُبْعَاةُ:

ظالموں سے نجات پانے کی دُعا

پھر شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ  
نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ظالموں

کے ہاتھ سے نجات پائی چاہے تو لازم ہے کہ اس آیت کا ورد کرے رَبَّنَا أَنْجِزْنَا مِنْ مَلَائِكَةِ  
الْقَرْنِ الْاٰخِرَةِ اَلَمْ يَجْعَلْ لَنَا ثَمْرًا وَلَئِنَّا لَكَاثِبُونَ ﴿۱۰﴾ اِس  
آیت کا پڑھنے والا ہمیشہ منفق و منصور رہے گا۔ بعد ازاں فرمایا کہ ایک دفعہ امیر المؤمنین حضرت  
علی کرم اللہ وجہہ تبارک و تعالیٰ نے قول بایا میں سے قول جنگ اتے اور بہت پریشان ہو گئے۔ آخر آنحضرت  
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور میں عرض کیجیو کیا کرتا مہر میں کر لیوں اور جو کچھ کہ جس کے طریقے  
تھے بجا لایا اب جو نصیحت حضورؐ کی حدیث میں پیش ہو لے وہ حد دل نکٹ ہوئے۔ فوراً جبریل  
علیہ السلام پہنچا پیغام لاتے کہ اسی سیرت کو چسپیں اس کی برکت سے منفق و منصور ہوں گے۔



خداوند تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ آیت اس کو تعلیم کیجئے اور حکم دیجیے کہ یہ اس کو کثرت پڑھا کرے۔ خداوند تعالیٰ اس کو کثرت پڑھنے کے ثمر سے محفوظ رکھے گا۔

بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ کفار اس پر حاوی نہ ہوں

**کافروں پر فتح یاب ہونے کی دعا**

وہ یہ آیت پڑھا کرے۔ رَبَّنَا لَا تُخِزْنَا وَلَا تَجْعَلْنَا لِدِينِنَا سَهْلًا وَلَا تَجْعَلْنَا دِينَنَا آتَاكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اور جب یہ چاہے کہ نور ایمان اس کے دل میں کامل ہو تو یہ آیت پڑھا کرے۔ رَبَّنَا أَنْسِمْ لَنَا نُؤْمِسْ مَا دَاغَفَرْنَا أَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

بعد ازاں شیخ الاسلام یہ فوائد بیان فرما کر دعا گو کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ ساری ترغیب تمہارے واسطے کتابوں کی جو پیر میری کا مشابہ ہوتا ہے حبیب تک کہ میری کو سیما کو چاہیے تمام آلاستوں سے یک نہ کیا جاسے وہ طریقت کا راستہ نہیں کر سکتا اور گمراہی سے باہر نہیں نکل سکتا۔

بعد ازاں نطق مبارک سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص ہر روز ایک بار یہ دعا پڑھتا رہے اور زمانہ ورود میں مر جائے وہ بہشتی ہوگا۔ دُعا یہ ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَمْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَعْلَفْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا مَسَّكَ وَأَبْوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبْوءُ لَكَ بِسَيِّئَاتِي فَأَعِزَّنِي لِإِقَانِكَ لَا يَفْغُرُ

اللَّهُ ذُو الْبَرِّ إِلَّا أَنْتَ يَرْحَمُكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝

بعد ازاں اسی محل میں فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ارشاد کرتے ہیں جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دعا سنی ہے ہر فرض کے بعد اس کو پڑھتا ہوں اور میں نے اس کو اپنا ورد بنا لیا ہے۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو کسی نے خواب میں ان سے پوچھا کہ خداوند تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا کہ مجھ کو اسی دعا کی برکت سے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی بخش دیا اور جنت میں جگہ دی۔ بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت اس دعا کو پڑھے گا خداوند تعالیٰ اس کی برکت سے شام تک اس کو ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے گا اور آسمان سے جو بلا نازل ہوگی وہ اس دعا کے پڑھنے والے سے بالا بالا کر جائے گی۔ لیکن اگر اس شخص میں اخلاص اور صدق نہ ہوگا تب وہ اس کے اوپر آجائے گی اور میں نے یہ خواص حضرت شیخ الاسلام قطب الدین عینی رحمہ اللہ کی زبان مبارک سے سنے ہیں اور ہر شخص کو لازم ہے کہ کسی وقت دعا کے پڑھنے اور شفاعت چاہئے سے غلی نہ رہے۔

پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ شیخ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ ثبوت القلوب میں لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص یہ دعا پڑھے گرات تک کسی بلا میں مبتلا نہ ہوگا۔ دُعا یہ ہے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ أَنْتَ ذِي الْإِلَهِ إِلَّا أَنْتَ عَلَيَّ كُنْتَ وَأَنْتَ رَبُّ الْمَرْئِشِ الْعَلِيمِ ۝ مَا شَأْنَا أَدُلَّهُ مَا كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ أَسْتَعِذُّكَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَلْهُهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ



وَاَنَّ الْمَلَائِكَةَ اسَاطِيرٌ لِّشَيْءٍ عَلِيمًا ۗ اَوْ اَخْبَصُ عَنْ شَيْءٍ عَدَدًا ۚ اِنِّیْ  
اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِیْ وَمِنْ شَرِّ مَلَائِكَةِ اٰتِیَةِ اَنْتَ اَخَذَ  
بِیْنَ حَبِلَتَیْهَا رِدْفِیْ عَلٰی اَسْرَاطِیْنِ ۝

**تیسری دعا** | پھر اسی مل میں فرمایا کہ تفسی الامم میں نے اپنی کتاب "کفایہ میں

یہ حکایت بھی ہے کہ نبی اسرائیل بن ایک بوڑھے زاہد کے پاس  
نوجوان حسین کین کر گئی۔ زاہد چونکہ بوڑھا تھا کینزک اُس سے محبت نہ کرتی تھی اور چاہتی تھی  
کہ کسی طرح اس کے ہاتھ سے نجات پائے۔ ایک پڑوسن بڑھیا نے اُس سے کہا کہ میں تجھ  
کو زہر ہلا بل تیار کر دیتی ہوں۔ روزہ افطار کرنے کے وقت زاہد کو دیر بچھو۔ کینزک نے  
ایسا ہی کیا اور تمام رات منتظر رہی کہ زاہد کس وقت مرے۔ جب صبح ہوئی اور دیکھا کہ زاہد  
کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا اس سے نہ بگایا اور زاہد سے عرض کی کہ تمہارا بچہ چاہے  
مجھ کو کھو یا مارو۔ میں نے تم کو زہر ہلا بل دیا تھا۔ کیا سبب ہے کہ اُس نے تم پر اثر نہ کیا؟  
زاہد نے منتہم ہو کر زہر ہلا کر میرے پاس ایسی دعا ہے کہ ایک زہر کیا کوئی چیز مجھ کو نقصان  
نہیں پہنچا سکتی اور وہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ حَبِیْرُ الْاَمْنِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ  
وَالسَّمَاوِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ لَا یَضُرُّنِیْ اَمِیْمٌ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاوِ  
وَاَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

**دعا کی شرائط**

بعد از ان شیخ الاسلام قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ شرائط اسباب دعا کے بہت ہیں اگر

سب کو بیان کر دوں گی بات ہل ہو جائے۔ مگر پہلی شرط یہ ہے کہ خدا و مہل جلالہ دم نواز کے  
ام پاک سے شروع کی جائے۔ کہیں کہ غفرت علی اللہ علیہ اکرم وسلم فرماتے ہیں۔ مَن اَمْرَدِیْ  
بِاَلِ اللّٰهِ یَسْتَعِیْذُ فِیْہِ بِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَمِنٌ ۝ (یعنی جو بڑا بھاری کام اللہ کے نام کے  
ساتھ شروع نہیں کیا گیا وہ بے برکت ہے یعنی بخیر خوبی انجام نہیں پاتا) پس لازم ہے  
کہ پہلے بسم اللہ پڑھے پھر دعا کرے تاکہ قبول ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اپنی عورتوں کو کواڑا نہ لڑو نہ شل پازیب وغیرہ کے نہ پہننے دے۔  
کہ جو حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ اکرم وسلم نے فرمایا ہے۔ خداوند تعالیٰ  
اُن لوگوں کی دعا قبول نہیں فرماتا ہے جو اپنی عورتوں کے آواز اور زیور پہننے سے خوش  
ہوتے ہیں۔

تیسری شرط یہ ہے کہ دعا کے آغاز و انجام پر صدقہ دے۔ جیسا کہ امام شافعیؒ سے  
روایت ہے کہ اُن کی کسی بادشاہ سے کوئی حاجت تھی اور اُس کے واسطے جا رہے تھے۔  
ایک درویش کو صدقہ دیا اور کہا کہ دعا کیجئے میری حاجت پوری ہو جائے کہیں جو شخص  
بادشاہ کے پاس جاتا ہے اُس کے واسطے ضروری ہے کہ پہلے دربان کو کچھ دے اور درویش  
نہا کا دربان ہے۔ جب یہ راضی ہوا تو حاجت بھی پوری ہو گئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ

**عزہ محرم ۶۵۶ ہجری**

دولت قدوسی میرٹھوٹی احمدی  
کی تمام غلوں بھجوتے پڑے اور شاخ و

**ماہ محرم کے فضائل اور دعائیں**

درویش و مساکین آتے تھے اور شیخ الاسلام کے دست مبارک کو ہسہ دیتے تھے اور حضرت



شیخ الاسلامؒ منسے کیے نیچے ہاتھ ڈال کر دو پر پیہر جو جس کی تقدیر کا ہوا نکال کر عنایت فرما رہے تھے اور لوگ جو شہید بنی لاتے تھے اس کا ایک انبار لگا ہوا تھا۔ فتواری فتواری درویش کی بھی دی جا رہی تھی۔ اس روز شہر کا کوئی شخص مسافر یا متوطن زیارت سے عزم نہ رہا۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کی یہ رسم فنی کا جہاز کے حوالے سے کسی طرح کیا کرتے تھے۔ بعد ازاں شیخ عبداللہ محمد بن احمد طنجی جو اصلان حق میں سے تھے۔ شیخ الاسلامؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم بوی کر کے بیٹھ گئے۔ شیخ الاسلامؒ نے ان سے اپنی حق ذکر کرنے لگے اور اس قدر ذکر کیا کہ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت شیخ قطب الدین عتیم راوشی قدس سرہ کا حقہ آپ کے اوپر ڈال دیا۔ تب فتواری دیر کے بعد ہوش میں آئے۔ حاضرین نے قدم بوی کی۔ عبداللہ طنجی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم نے دیکھا ہمارے بھائی بہادر الدین ذکر الہیاتی اس بیان میں شہرستان بغداد کی طرف کوچ فرما گئے۔ مگر میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت انتقال کیا ہے۔ آئیے نماز جنازہ پڑھ لیں۔ پھر شیخ الاسلامؒ اور حاضرین نے نماز جنازہ ادا کی۔

بعد ازاں فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے غائب کی نماز جنازہ پڑھنی مقول ہے۔ کیونکہ حبیب المرسلینؐ سید الشہداء حضرت حمزہؓ اور دیگر صحابہؓ شہید ہوئے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کی نماز جنازہ نماز پڑھی تھی۔ پس لازم ہے کہ ہم بھی پڑھیں۔

اس کے بعد غزوہٴ مہ محرم کی فضیلت میں گفتگو ہوئی۔ فرمایا کہ اس عشرے کے اندر بجز سعادت و قناعت اور نماز و عاکہ کسی کام میں شغول نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس عشرے میں قہر جاتا رہتا ہے اور رحمت الہی کثرت نازل ہوتی ہے پھر فرمایا کہ اس عشرے

میں بہت سے طبقات شائع نے گریہ و زاری و بنا زپنے اور لازم کیا ہے۔

پھر فرمایا تم نہیں جانتے ہو کہ اس عشرے میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گزری تھی اور حضورؐ کے فرزند ان کیے زار و زار ہوئے تھے اور جن نو یاسیں ہی سے ہلاک ہو گئے تھے اور بانی کا ایک قطرہ بے بخود نے ان صاحب زادوں کو نہ دیا تھا۔ جب شیخ الاسلامؒ اس کلام پر پہنچے تو ایک نفرہ مارا اور بے ہوش ہو گئے۔ پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ کیے سنگدل اور بے طاقت اور بے سعادت اور ناہربان تھے۔ جانتے تھے کہ یہ بانشاء دین و دنیا کے فرزند ہیں اور پھر ان کو اس بے کسی کے ہاتھ شہید کرتے تھے اور اتنا حیل نہ آتا تھا کہ کئی قیامت کے روز حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔ الغرض فرمایا کہ شروع سال کو شروع مہ محرم میں یہ دعا پڑھنی آئی ہے۔

يَسْمِعُ اللهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ اَنْتَ اللهُ الْاَبَدِيُّ الْقَلِيمُ  
وَهَذِهِ سَنَةٌ حَبِيدَةٌ اَسْأَلُكَ فِيْهِ الْعَصْمَةَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ  
وَالْاَمَانَةَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَيْنٍ وَرَمْنٍ السُّبُلَايَا وَالْاَلْفَاكِتِ  
فَذَلِكَ دَسَّاسُ الْاَعْوَنِ وَالْقَتْلُ عَلٰى هَذِهِ النَّفْسِ الْاَمَّارَةُ بِالشَّرِّ  
وَالْاِشْتِعَالُ بِسَائِقَةِ شَيْئَانِ اِلَيْكَ يَا رَبِّ يَا ذَا فَتَحِمْ يَا ذَا الْخَلْقِ  
وَالْاِكْلَامِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۞

پھر اسی محل میں فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام معین الدین بھری قدس اللہ سرہ کے اوداد میں مجھ کو دیکھا ہے کہ جو شخص ماہ محرم کی پہلی شب میں چھ رکعت نماز ادا کرے۔ ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور اخلاص دس بار اور صحیح روایت میں آیا ہے کہ دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور سورہٴ یسین ایک بار پڑھے۔ خداوند تعالیٰ اس کو

بہشت میں دو ہزار اعلیٰ عنایت فرمائے گا۔ ہر عمل میں دو ہزار دروازے یا قوت کے دروازے ہیں ایک تخت زبرجد ہر کام بچھا ہوگا اور ایک خوراس پر طلوعہ افزہ ہوگی اور ہر نماز چھ ہزار ملاؤں کو دو رکعتی ہے اور چھ ہزار نیکیاں اُس کے تمام اعمال میں بھی جاتی ہیں۔

پھر شیخ الاسلامؒ نے فرمایا کہ میں نے کفایہ امام شعبیؒ میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص راہ  
محرم میں ہر روز سو مرتبہ یہ کلمہ پڑھا کرے گا۔ خداوند تعالیٰ اس کو آئین دوزخ سے الٹی دیگا  
وہ کلمہ یہ ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُخْرِجُ الْحَيَّ وَيُمِيتُ  
وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْحَيَاةُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، لَا مِثْلَ لِمَا أَعْطَيْنَا  
وَلَا مِثْلَ لِمَا نَقُصُّ وَلَا رَادٌّ لِمَا قَضَيْنَا وَلَا يَمْنَعُ هَذَا الْجَدِّمَيْكَ الْجَدُّ . پھر  
اپنے ہاتھوں پر دم کرنے پر پھر سے ۔ حق تعالیٰ اس کو گناہوں سے ایسا پاک کر دیگا  
جیسا کہ پہلے ہی پیدا ہوا ہے ۔ شیخ الاسلامؒ یہ فراموش بیان فرما رہے تھے کہ نماز کی  
اذان ہوئی ۔ شیخ الاسلامؒ نمازیں مشغول ہوئے ۔ مخلوق اور دعا گو واپس آئے اَلْحَمْدُ  
لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ ۔ کہ بر نعمت حاصل ہوئی ۔

۱۰. ۱۰ محرم ۱۰۵۴ هـ

دولت قدم بوسی نصیب ہوئی۔  
شمس دہراور شیخ جمال الدین ہانسی

عاشقوں کی فضیلت اور اعمال

اور شیخ بدر الدین غزنویؒ اور عزیزان دیگر حاضر تھے۔ روز عاشورہ کی برکت کے بارے میں

تفنگو ہو رہی تھی۔ فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ مَحْصَلَامَ یَوْمَ عَاشُورَاءَ  
فَكَانَ مَحْصَلَامَ الْمَدْحِ مَحْلَدٌ، یعنی جس نے عاشورہ کے روز روزہ رکھا اس نے گویا تمام  
سال روزے رکھے۔

بعد از ازالہ شیخ الاسلامؒ نے فرمایا کہ شرب ماشورہ میں چار رکعت نماز پڑھنی چاہیے۔  
 ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور آیتہ الکرسی تین بار اور سورہ اخلاص دس بار اور  
 جب نماز سے فارغ ہو تو سورہ سورہ اخلاص پڑھے۔

پھر فرمایا شیخ الاسلام عثمان مارونی کے اور اسی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روز عاشورہ میں آفتاب طلوع ہونے کے بعد دو رکعت نماز ادا کرے اور حوسوس باوجود بڑھے۔ ثواب بہت ہے۔ پھر یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَا أُولِ الْأَوَّلِينَ يَا آخِرِ الْأَخِيرِينَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا أَوَّلَ مَا خَلَقْتُ فِي هَذَا الْيَوْمِ وَآخِرَ مَا خَلَقْتُ فِي هَذَا الْيَوْمِ أَعْطَيْتُ فِيهِ حَبْلَهُمَا أَدْبَيْتُ فِيهِ بَابَهُمَا وَأَصْبَغْتُكَ مِنَ النَّوَابِ وَأَنْبَلَيْتُ يَا أَعْطَيْتُ مَا عَلَى عِلْمِهِمْ فِيهِ مِنَ الْكُرَامَةِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ ط

بعد ازاں فرمایا کہ شیخ الاسلام قطب الدین محتسب راکی ادنیٰ کے اوراد میں خاص اُٹھنی  
کے ماتھے کا سمجھا دیا تو اس نے دیکھا ہے کہ روز عاشورا میں سچ رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں  
فاتحہ اور اولش اور اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُسُلِكَ الْاَرْضِ اور اخلاص اور ستودہ تیس سب ایک  
ایک بار پڑھے۔ پھر سلام کے بعد حمد سے میں سرکہ کہ قَدْ بَايَعْتُهَا الْكَفَرُونَ پڑھے اور حاجت  
سیاہے روا ہوگی۔

پھر فرمایا کہ اُسی میں لکھا دیکھا ہے کہ عاشق راز کے روز ستر بار پڑھے۔ **حَسْبِيَ اللَّهُ**

وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْكَوْلِيُّ وَنِعْمَ النَّصِيرُ حق تعالیٰ اس کو بخش دے گا اور اولیاد اللہ  
 مشائخ کبار کے نمبر سے میں اس کا نام درج فرمائے گا۔ پھر اس عمل میں فرمایا کہ پہلے زمانے میں  
 ایک شخص کفن چوری کیا کرتا تھا اور قریباً دو ہزار دو سو آدمیوں کے کفن اس نے چرائے تھے۔  
 الغرض اس کام سے اس نے حضرت خواجہ ابن بھریؒ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ حضرت خواجہؒ نے  
 دریافت کیا کہ تو نے قبروں میں مسلمانوں کا کیا سال دیکھا؟ عرض کی کہ سب کا حال بیان  
 کرنا تو نہایت مشکل ہے دو تین واقعے عرض کرتا ہوں۔ ایک قبر جو میں نے کھولی تو دیکھا کہ  
 اس میں ایک شخص ہے جس کا چہرہ نہایت سیاہ ہے اور ہاتھ پیروں میں اس کے آگ کے انگریز  
 بجھی ہوئی ہیں اور اس کے منہ سے پیپ اور خون جاری ہے۔ اس قدر بدبو آتی تھی کہ  
 دماغ پریشان ہو گیا اور میں وہاں سے اٹھا پھرا۔ اس مرد نے مجھ کو آواز دی کہ کیوں  
 بھاگتا ہے یہاں؟ اور میرا حال دریافت کر اور میں نے کہا کہ میں کیا کام کرتا تھا۔ جس کے سبب  
 سے اس بلا میں مبتلا ہوا۔ میں پھر اس کی قبر میں گیا اور دیکھا کہ فرشتگانِ مہتاب نے اس  
 کی گردن میں زنجیریں باندھ رکھی ہیں اور بیٹھے ہیں۔ میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے  
 کہا میں مسلمان اور مسلمان کا زندہ ہوں کہ میں شراب خوار اور زانی تھا۔ اور اسی بدعتی  
 کی حالت میں مر گیا اور اس ذلت میں گرفتار ہوا۔

پھر میں نے دوسری قبر کھودی تو دیکھا ایک شخص سیاہ رو بہ ہنہ کھڑا ہے اور چاروں  
 طرف اس کے آگ روشن ہے اور زبان اس کی باہر نکلی ہوئی ہے اور فرشتے اس کی گردن  
 میں زنجیریں باندھے ہوئے کھڑے ہیں۔ اس شخص نے مجھ کو دیکھتے ہی فریاد کی کہ جناب حضورؐ  
 سایانی مجھ کو پالیں گے کہ میں پیاس کے مارے عاجز ہو گیا ہوں۔ اس کے یہ بات کہتے ہی میں  
 نے چاکو کبابی دول۔ فرشتوں نے دیکھا کہ زنجیر اور اس تار کہ نماز کو پانی پہنچتی کیونکہ خدا

کے حکم کے خلاف ہو گا۔ پھر میں نے اس شخص سے دریافت کیا کہ تو کیا کام کرتا تھا؟ اس نے  
 کہا میں مسلمان تھا مگر کمبختی میں نے خدا کی اطاعت نہیں کی اور میری طرح بہت سے لوگ  
 مذہب میں گرفتار ہیں۔

پھر اس کے بعد میں نے ایک اور قبر کھودی۔ دیکھا کہ ایک جوان ایسا خوبصورت جس کے  
 منہ کا بیان نہیں ہو سکتا اور ارد گرد اس کے ہنرہ زار تھا اور چشے پر ہے تھے اور اس  
 کے سامنے حورائے بہشتی تخت پر بیٹھی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ لے لو جوان تو کون ہے؟ اور کیا  
 کام کرتا تھا؟ اور کس عمل سے تو نے یہ درج پایا؟ اس نے کہا میں شخص! میں تم ہی جیسا تھا  
 لیکن ماہِ محرم میں ماضورہ کے روز میں نے ایک واعظ سے سنا تھا کہ جو شخص چھ کہتیں  
 پڑھے خدا تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے۔ پس ہمیشہ ان کو کہیں پڑھتا تھا۔ پھر شیخ الاسلامؒ نے  
 فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص شب یا روز ماضورہ میں دس مرتبہ دو رکعت کے  
 لیے چار رکعت نماز پڑھے خداوند تعالیٰ اس کو لنگہ دیکر کے سوال سے محفوظ رکھے گا اور اس کے  
 دشمنوں کو اس سے خوشنود کرے گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

۱۶ ماہ صفر ۵۵۴ ہجری

دولت پائے یوسفی حاصل ہوئی۔ دماغ چند  
 روز کے واسطے ہانسی میں شیخ محمد انوریؒ کے

عطلے خرقہ خاص رخصت

پس چلا گیا تھا جو حضرت طلب الدین بنیہا کو لایا دینی کے ارادہ میں تھے حضرت شیخ الاسلامؒ کی دولت پائے یوسفی  
 حاصل ہوئی فرماں ہو کہ جو صاحب دین ہو وہ کو مست شیخ بران الدین نے یہ باتیں کیا جو مدعا لفظیہ پھر شاہ  
 ایک بہت دیر کر دی۔ ہند سے سبزیں پر رکھ کر اس کی کڑن ہانک دیں وہاں تھا۔ مگر دل یہیں۔ پھر فرمایا

ہاں یونہی ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تم پر ہمارا اشتیاق غالب تھا اور تم کہتے تھے کہ اگر میرے  
پڑھوں تو ان کو چلا جاؤں اور خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہو  
کہ فرمایا کہ شیخ کا مرید اور فرزند بنادیا ہونا چاہیے جیسے کہ مولانا نظام الدین ہیں۔  
پھر مجھے ارشاد کیا کہ تم نے ایک خط بھی لکھا تھا جس میں اشتیاق پائے ہوئی بہت  
تھا اور تم نے ایک بیت بھی لکھی۔ جس کو میں نے یاد کر لیا اور جب تم یاد آتے ہو تو میں  
اس بیت کو پڑھ لیتا ہوں۔ بلے نظیر ہے۔ اگر تم پڑھو تو میں سنوں۔ میں نے قدم بوس ہو  
کر بیت پڑھی۔

زاگاہ کہ بندہ تو داند مرا بر مردک دیدہ نشاند مرا  
لطفِ عامت عنایتی فرمودہ است در نہ کیم از کجا چہ داند مرا  
میں نے جیب سے بیٹ پڑھی۔ شیخ الاسلام پر رقت طاری ہوئی اور بے حد و نہایت رقت فرمایا  
یعنی چاشت سے دوپہر تک اس دیدہ کیفیت میں مصروف رہے۔

جب اس سے فارغ ہوئے تو خور و خاش اور عصا اور مصلے اور غلین چوٹی حرم  
فرمائیں اور دعا گو کہیلوں کے کہ فرمایا کہ مولانا نظام الدین نزدیک ہے کہیں تم کو وضعت  
کردوں اور پھر تمہارا دیدار نہ دیکھوں میں اب جاؤ کہ اسی روز تمہاری وضعت ہے مگر اور  
چند روز بھی رہنا چاہیے کیوں کہ دیدار غیبت ہے۔ پھر چشم پُر آب کی اور رد رو کر یہ  
بیت پڑھی۔

دیدارِ دوستانِ موافقِ نیت است چون ینتہیم بود گر ریا کنیم  
بعد ازاں ماہ صفر کی نسبت  
ماہ صفر میں بلاؤں سے بچنے کے اعمال  
گفتگو کرنے لگی۔ فرمایا نہایت

سنت اور گراں مہینہ ہے۔ کیوں کہ جب ماہ صفر آتا تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
تنگ دل ہوتے تھے اور جب یہ نکل جاتا تھا تو آپ خوش کرتے تھے اور حضور کا یہ بغیر ماہ  
صفر کی گرائی اور سختی کے باعث سے ہوتا تھا۔

پھر ارشاد ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ کو ماہ صفر کے ختم ہونے  
کی بشارت دی میں اس کو جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ مَنْ بَشَّرَنِي بِخَيْرٍ وَجَّهِ الصَّغِيرِ  
أَنَا بَشَّرْتُهُ بِحَوْضِ الْجَنَّةِ۔

پھر اسی محل میں فرمایا کہ خداوند تعالیٰ ہر سال دس لاکھ انبیاء ہزار بلائیں آسمان سے  
بھیجتا ہے جن سے خاص اس مہینے میں نو لاکھ سیس ہزار نازل ہوتی ہیں اس مہینے میں  
دُعا اور عبادت کے اندر مشغول رہنا چاہیے تاکہ بلا سے کچھ نقصان نہ پہنچے۔ پھر فرمایا کہ  
میں نے ایک بزرگ سے سنا ہے جو شخص چاہے کہ ماہ صفر کی بلاؤں سے محفوظ رہے۔ ہر  
فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سَرِّهٖ اَوَّلِهَا  
وَ اَسْتَنْبِیْہُ ۝ مِنْ شَرِّهَا اَوَّلِهَا اَوْ اَسْتَعِیْذُ بِاَوَّلِهَا مِنْ شَرِّهَا  
کَمَا لَفِیْ ذٰلِکَ اَنْ تَخْبِرَ فِیْ رَمَضَانَ هٰذَا السَّنَہُ وَقَدْ اَشْرَفْنَا  
فَصَبَّحْنَا بِهَا وَ اَكْمَلْنَا بِهَا لَقَدْ اَدْرَمَ النَّظَرُ وَ اَخْلَعْنَا السَّکَنَہُ وَ اَلَمْنَا  
رَاٰہُیْ وَ اَدْلَا فَاِذَا فَرَّجْنَا بِاَمْرِ مُحَمَّدٍ الْمَخْطُومِ صَلَّی اللّٰہُ  
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

بعد ازاں اسی محل میں فرمایا کہ ماہ صفر کی پہلی شب میں کل مسلمانوں کی حفاظت  
کے واسطے قنار کی نماز کے بعد چار کھیتیں پڑھے۔ پہلی میں ماتح کے بعد قُلْ اِنَّمَا اَنْتَ نَذِرٌ

پندرہ بار اور دوسری میں فاتحہ کے بعد اخلاص لیا رہا اور تیسری میں قُلْ اَسْأَلُكُمْ جَنَّةَ  
الْفَلَاقِ پندرہ بار اور چوتھی میں قُلْ اَسْأَلُكُمْ جَنَّةَ النَّاسِ پندرہ بار۔ پھر سلام کے بعد کئی بار  
اَيُّكَ نَعْبُدُكَ مَرْئَاكَ نَسْتَعِيْذُ بِكَ اور کراس کے بعد مترنم تہ دو و تشریف پڑھے۔ چونکہ یہ نماز  
قبل از وقت پڑھی جاتی ہے۔ خداوند تعالیٰ اُن تمام بلاؤں سے جو اس روز نازل ہوں  
گی محفوظ رکھتا ہے۔

پھر اسی محل میں فرمایا کہ میں نے شرع شیخ الاسلام شیخ معین الدین چشتی میں لکھا  
دیکھا ہے کہ ماہ صفر کے آخری روز تین لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں یہ دن سب دنوں  
سے زیادہ سخت ہے۔ اس واسطے آخری چہار شنبہ کو چار رکعت نماز ادا کرے خداوند تعالیٰ  
اُس کو تمام بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور سال آئندہ تک کوئی بلا اس کے پاس نہ آئے گی۔ دُعا  
یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا مُشَدِّدُ یَا مُغْنِیُّ یَا مُسَدِّدُ یَا مُجَالِلُ  
یَا مُفَعِّلُ یَا مُکَرِّمُ یَا مُلَاذِئُ اَلَا اَنْتَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

پھر فرمایا جو لوگ بلا میں مبتلا ہوئے ہیں وہ اسی ماہ صفر میں ہوئے ہیں چنانچہ  
روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اسی ماہ صفر میں گم ہوں کھا تھا جو بہشت سے  
نکلے گئے اور ایک خطا کے سبب تین سو برس قہر رہے۔ تمام گوشخت پرست اُن کا  
گل کر دیں گے۔ تب حکم ہوا کہ تو بروا میں قبول کر دوں گا۔ عرض کیا یہ ساری رحمت ماہ صفر  
ہی سے شروع ہوئی تھی۔

پھر اسی کے مناسب فرمایا کہ وہب ابن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک  
دفعہ قایل اور بایل دونوں بجائیوں نے ماہ صفر میں حضرت آدم علیہ السلام سے شکر رکھا تھا

چاہی۔ حضرت آدم نے اُن کو منع کیا کہ ماہ صفر میں باہر نہ جاؤ۔ مگر انہوں نے حضرت کا  
کہنا نہ سنا۔ انرض جب یہ جنگل میں پہنچے تو دونوں بجائیوں میں کسی بات پر تکرار ہوئی اور  
قایل نے بایل کو قتل کر دیا۔ پھر پشیمان ہوا کہ مجھ سے یہ کیا حرکت ہوئی۔ یہ نہر حضرت آدم  
علیہ السلام کو پہنچی۔ حضرت کو بہت رنج ہوا۔ اسی وقت جبریل علیہ السلام آئے اور  
عرض کی کہ اے آدم حکم الہی ہے کہ بایل کی اولاد سے تمام لوگ مسلمان ہونگے اور قایل  
کی اولاد سے تمام یہودی اور انش پرست اور کافر ہوں گے کیونکہ اس نے ماہ صفر میں اپنے  
بھائی کو ہلاک کیا ہے۔

پھر اسی محل میں فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی قوم اسی ماہ صفر میں طوفان کے اندر  
غرق اور ہلاک کی گئی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صفحہ کی پہلی تاریخ کو آگ میں  
ڈالا گیا تھا اور ماہ صفر ہی میں ایوب علیہ السلام کیڑوں کی بلا میں مبتلا ہوئے تھے اور  
حضرت زکریا علیہ السلام پر جس روز آہ پلایا گیا ہے وہ بھی ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ تھا۔  
اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خلق پر جو پھیری چلی ہے تو اسی ماہ صفر میں اور اسی ماہ صفر  
میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سات نکوٹے کے گئے۔ اور یونس علیہ السلام مچھلی کے  
پیٹ میں بند ہوئے۔

بعد ازاں شیخ الاسلام ادا م اللہ بکات نے چشم نیراک کی اور ایک نعرہ مار کر پیش  
ہو گئے۔ جب پوش میں آئے تو فرمایا کہ حضرت سلطان انبیا کو جو رحمت لاحق ہوئی  
اور رحمت حق سے پیوست ہوئے تو یہی ماہ صفر تھا پھر فرمایا کہ اسی طرح تمام انبیاء پر  
جو بلائیں نازل ہوئیں میں اسی ماہ صفر میں ہوئی ہیں۔ یہ ہمیشہ بہت سخت ہے حق تعالیٰ  
ہم کو اور تم کو اور کل مسلمانوں کو اس معیے کی گزانی سے اپنی امان اور حفاظت میں رکھے



۲۴، ۲۵ صفر ۶۵۶ھ

## مجاہدہ نفس

دولت پائے ہوئی میسر آئی۔ عزیزان اہل سلوک شلاخیج برہن الدین ہائے انوی اور شیخ مہولہ پوری اور شیخ جمال الدین ہائے علم رحمۃ اللہ علیہ حاضر تھے اور چند اور صوفی بھی نماز ان پشت کے آئے ہوئے تھے اور مجاہدہ کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ ارشاد کیا کہ حضرت خواجہ بایزید صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے مجاہدہ کی نسبت سوال کیا۔ فرمایا کہ میں میں سال عالمِ فکر میں ہوا کے اندر انہیں کھوے کھڑا رہا ہوں اور ان میں سال میں کبھی بیٹھنا اور اٹھنا اور سونا بچ کر دین نہیں۔ میرے پیروں سے خون جاری ہو گیا تھا اور پیر و دم کر گئے تھے۔ پھر اس کے بعد دو سال عالمِ غور رہا اور کبھی نفس کو سیر ہو کر پانی نہیں پلایا۔ صرف ایک مہینے یا مہینے میں دو درم کے انداز سے رہا تھا۔ پھر اس کے بعد نفس کو ناراضی کی خواہش ہوئی میں ہر روز اس سے وعدہ کرتا رہا یہاں تک کہ دس سال گزر گئے تب نفس نے فریاد کیا کہ تمہارا وعدہ کب پورا ہوگا۔ میں نے کہا آخری وقت میں۔ اگر اپنے مجاہدہ کے مفصل کیفیت بیان کروں تو اس کے سننے کی تم میں طاقت نہیں ہے۔ جو معاملے کہ میں نے اپنے اور اپنے نفس کے ساتھ کئے ہیں تم اُن کا یقین نہیں کر سکتے۔ الغرض جب ستر برس اسی طرح سے گزر گئے درمیان سے مجاہدہ ہو گیا اور آواز آئی کہ اندر آؤ تم نے ہمارے کام میں کوئی کسر نہیں رکھی لہذا واجب ہوا کہ ہم بھی تم پر تہمت کریں۔ اس آواز کے آتے ہی خواجہ بایزید نے نعرہ مارا اور حیاں سچی تسلیم کی۔ بعد ازاں شیخ الاسلامؒ نے فرمایا کہ حضرت بایزیدؒ

کے انتقال کا یہ واقعہ ہے اور فرمایا کہ جو مجاہدہ کرتے ہیں وہی شاہدے کو جانتا ہے اور یہ شعر زباناں مبارک سے فرمایا ہے

دروگے تو عاشقان چہاں جاں بہندہ کاشجا ملک الموت بخندہ ہرگز  
پھر اسی محل میں فرمایا کہ ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ مجاہدہ کیا ہے؟ فرمایا نفس کو مارنا۔ یعنی اس کی مراد پوری نہ کرنا اور وہ طاقت اختیار کرنا جس سے نفس راضی نہ ہو پھر اسی محل میں فرمایا کہ خواجہ ابویوسف حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نفس سے فرمایا کہ اے نفس اگر آج کی رات تو میرا ساتھ دے تو میں دو رکعت نماز میں قرآن شریف ختم کروں۔ روز اسی طرح کہتے رہے آخر ایک دن نفس نے موافقت نہ کی اور حضرت نے ان کی دو کہتیں فوت ہو گئیں۔ دوسرے روز حضرت نے نمازات کے وقت ہمہ کیا کہ میں سال تک نفس کو سیر ہو کر پانی نہ دوں گا۔ کیونکہ اس شب جو نفس نے کاٹی کی تھی اس کا سبب یہی تھا کہ اس نے سیر ہو کر پانی پیا تھا۔

پھر اسی محل میں فرمایا کہ شاہ شجاع کو پانی پالیں سال نہ سوتے تھے۔ بعد چالیس سال کے ایک شب حضرت رب عزت کی زیارت سے شرف ہوئے پھر جہاں جاتے کپڑا اوٹھ کر لیٹ بہتے کہ پیچہ وہ دولت حاصل ہو۔ ہفت نے آواز دی کہ اے شاہ شجاع وہ دیدار چالیس سال کی بیداری کا نتیجہ تھا۔ اب چالیس سال در بیدار رہو تب وہ نصیب ہو۔ پھر شیخ الاسلامؒ نے چشمِ مزاج کی اور فرمایا کہ جب شاہ شجاع کو پانی کے انتقال کا وقت قریب پہنچا تو جس روز کہ حضرت انتقال کرنے والے تھے ایک ہزار رکعت نماز حضرت نے ادا کی اور مصلے ہی پر سو رہے۔ وہ روز حضرت ذوالجلال کی زیارت ہوئی اور حکم ہوا کہ اے شاہ شجاع اُنچا جنتے ہو یا اسی کچھ دن اور دہرے؟ عرض کی کہ خدا وند اب مجھے کی تاب نہیں ہے۔ میں تو آؤں گا۔ چنانچہ اُن کی

وقت بیدار ہوئے اور وضو کر کے دو گانہ پڑھا۔ عشا رک نماز کا وقت تھا کہ سہر سجدہ ہو کر مال سنی تسلیم کی۔ شیخ الاسلام نے ایک نعرہ مارا اور ایسے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو یہ شعر آپ کی زبان پر جاری ہوا ہے

دروگتے تو عاشقان خیال مایل بزمند کا نجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز

بعد ازاں فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت ابی زبیرؓ سے کسی نے پوچھا کہ اپنے مہاجرے کا کچھ مال بیان کیجئے۔ فرمایا: اگر قصوراً سا بھی بیان کروں تو تم اس کو سن نہیں سکتے، مگر میں تمہاری درخواست سے بہت قصوراً بیان کرتا ہوں۔ ایک شب میں نے نفس کو جہارت کے واسطے طلب کیا۔ نفس نے منیٰ کی۔ کیونکہ اس شب اس نے عادت سے زیادہ دو کھجوریں کھائی تھیں۔ عرض کر نفس نے میرا ساتھ نہ دیا۔ جب دن ہوا تو میں نے عہد کیا کہ عرصے تک خزانہ نہ کھائوں گا۔ چنانچہ پندرہ برس خزانہ نہیں کھایا اور نفس اس کی آرزو ہی میں رہا اور کہنے لگا کہ جو کچھ حکم دو گئے میں اتنا بدار ہوں۔ تب میں نے خرمے خرید کر اس کو کھلائے اور وہ طبع ہو گیا۔ جو کہ میں اس کو حکم دیتا تھا وہ بجا لاتا تھا بلکہ اس سے زیادہ کرتا تھا۔ پھر فرمایا کہ خواجہ ذوالنون مصریؒ سے کسی نے پوچھا کہ اپنے اپنا عیار وہ کہاں تک پہنچایا ہے؟ فرمایا یہاں تک کہ دو سو اور تین تین سال ہوتا ہے۔ تب میں نفس کو سیر ہو کر پانی نہیں دیتا۔ چنانچہ آپ اس سال ہو گئے ہیں کہ اس کو پانی نہیں دیا ہے اور جب تک کہ ہر شب میں دو ختم قرآن شریف کیے نہیں کرتا، اور کسی کام میں مشغول نہیں ہوتا بعد ازاں خواجہ ذوالنون مصریؒ کے انتقال کی حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز خواجہ اپنے یاروں کے ساتھ تشریف لے گئے تھے اور اولیاء اللہ کے انتقال فرماتے گا کہ ہر دو ہفتہ تک ایک شخص سبز لباس پہنے ہوئے اور ایک سیب ہاتھ میں لئے ہوئے آیا۔ نہایت خوب و اداریک میرت۔ خزان

ہوا کہ بیٹھ جاؤ اور خواجہ ذوالنون مصریؒ تہہ پر بار اس شخص سے فرماتے تھے کہ خوب لائے اور بہت اچھے آئے۔ پھر وہ سیب اس شخص نے خواجہ کو دیا۔ خواجہ نے اس سیب کو دونوں ہاتھوں میں لئے کہ تیر کیا اور فرمایا کہ آپ تشریف لے جائیے۔ جب وہ چلا گیا تو خواجہ نے لوگوں کو بھی مہذرت کے ساتھ رخصت کیا۔ پھر قید روہر کو قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ جب ختم کر چکے تو اس سیب کو سونگھا اور جہاں بھی تسلیم کی۔ بعد ازاں جب خراج کا جائزہ مسجد کے آگے لاتے نماز کا وقت تھا اور مؤذن اذان کہہ رہا تھا جب اس نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ خراج نے لعن سے ہاتھ ہیر لگائے اور ان گشت شہادت کھڑی کر کے فرمایا۔ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ پھر چند لوگوں نے چلا کر اگلی کو تیار کر گئے نہ ہوئی اور آواز آئی کہ لے مارا جو گئی اور النون نے حضرت علیؓ کی مدد پر دہلے کام پڑھا ہی ہے اس وقت تک نہ بچے ہو گی جب تک حضرت کا ہاتھ اُسے نہ پکڑے گا۔ بعد ازاں شیخ الاسلامؒ نے بیشتر پڑھا اور خوب دوتے۔ دروگتے تو عاشقان خیال مایل بزمند کا نجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز

بعد ازاں فرمایا کہ جب خواجہ سہیل بن عبد اللہ ترمذیؒ کا انتقال ہوا اور خواجہ کا جائزہ لے کر باہر آئے تو شہر تتر کے یہودی جو بے حد مذکور تھے ان کا سردار برہنہ پا حاضر ہوا اور کہا جائزے کو نیچے آؤ کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔ جب جائزہ نیچے آتا تو یہ یہودی جہان سے کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اے خواجہ مجھ کو کلمہ فقہین کو دے کہ میں مسلمان ہوں اور اس سردار کے ساتھ جس کی قوم کے ہزار آدمی اس وقت موجود تھے۔ اس کے یہ کلمے سننے ہی خواجہ نے کہنے سے ہاتھ لگائے اور انھیں کھول کر کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یہ کہہ کر پھر کہنے کے اندر ہاتھ کر لئے اور انھیں بند کر دیں لوگوں نے اس یہودی سے پوچھا کہ تو نے کیا بڑا دن دیکھی جو مسلمان ہوا؟ اس نے کہا جس وقت تم

لوگ یہ جنازہ لے کر باہر آئے ہو۔ میں نے آسمان میں ایک صفت آواز سنی اور اپنے دل میں کہا کہ یہ کیسی آواز ہے؟ پھر میں نے آسمان کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ فرشتے آسمان سے نازل ہوئے ہیں اور ہاتھوں میں ان کے نور کے طبق میں خواجہ کے جنازے پر آئے ہیں اور اس نور کو شکر کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اللہ اکبر! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں ایسے لوگ ہیں اور اسی بدست میں مسلمان ہو گیا پھر شیخ الاسلام نے چشم پر آب کی اور ملائم نفلہ میں ہو گئے اور یہ شعر پڑھا۔

دروگے تو عاشقان چنان جاں بہند کاشبا ملک الموت نہ گنبد ہرگز  
پھر اسی موقع کے مناسب فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت شیخ علیؒ نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ عرش کو سر پر رکھ کرے جا رہے ہیں۔ جب ان ہوا تو انہوں نے خیال کیا کہ یہ خواب کبھی شخص سے بیان کرنا چاہیے، سو اس کی تعبیر دے۔ آخر کہا کہ حضرت ابیزید بطائیؒ کے پاس چلو کہ ان کے سوا اور کوئی شخص اس کام کا نہیں ہے جو فرماتے ہیں جب میں گھر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ تمام شہر مسلمان میں ایک شور و غوغا برپا ہے۔ میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت ابیزیدؒ کا انتقال ہو گیا۔ شیخ علیؒ نے فریمن کر ایک نعرہ مارا اور روتے ہوئے فرما رہے تھے۔ جب حضرت ابیزیدؒ کے جنازے کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ جنازے کو لوگ باہر لا رہے ہیں۔ شیخ علیؒ نے بڑی شفقت اور دشواری سے کیونکہ لوگوں کی بے حد کثرت تھی حضرت ابیزیدؒ کے جنازے کو کندھا دیا اور دل میں کہا کہ میرے خواب کی تعبیر پوری ہو گئی۔ خواجہ ابیزیدؒ کا جنازہ ہی خدا کا سرش ہے جس کو تو سر پر رکھے ہوئے لے جا رہا ہوں۔

بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ تیس سال دوا کا عالم جاریہ۔ میں رب نے من و نون کی خبر بھی نہ رات کی۔ نماز پڑھ لیتا تھا اور پھر اسی عالم میں مشغول ہوتا تھا پھر فرمایا کہ میں روز

سرت خواجہ قطب الدین نور و دشتیؒ نے صلیت فرمائی ہے اُس روز حضرت کا جسم نہایت مفصل تھا اور حضرت منظر عجیب تھے کہ ایک شخص ہاتھ میں حریری کا خندے ہوئے آیا تھا میں اسم اللہ لکھا تھا۔ اس شخص نے سلام کر کے وہ کا خند حضرت خواجہ کو دیا۔ حضرت نے ہاتھ میں لے کر اس کا مسالہ لکھا اور نام اللہ پر انھیں رکھ کر جان بقی تسلیم کیا۔ ایک شور عالم میں برپا ہوا کہ خواجہ قطب الدینؒ نے صلیت فرمائی۔ الغرض جب نفل دیکر جنازہ تیار کیا تو کسی کی مجال نہ ہوئی کہ جنازے کو اٹھا سکے۔ سب لوگ حیرت میں تھے کہ ایک صحت آواز آئی شروع ہوئی۔ لوگ واپس ہوئے۔ پھر نماز جنازہ پڑھی اور جنازے کے اٹھانے کا قصد کیا کہ جنازہ خود بخود ہوا میں ملتی روانہ ہوا اور لوگ پیچھے پیچھے تھے اور جن قدر کھار اور خیر مذاہب کے لوگ تھے سب مسلمان ہو گئے۔ ان سے دریافت کیا کہ تم نے کیا بڑبان کی جو اسلام اختیار کیا؟ کہنے لگے ہم نے دیکھا خواجہ کا جنازہ فرشتے سر پر رکھے ہوئے ہے بارہے ہیں۔ جب شیخ الاسلام نے یہ حکایت تمام کی ایک نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہوش میں آکر یہ شعر پڑھا۔

دروگے تو عاشقان چنان جاں بہند

کاشبا ملک الموت نہ گنبد ہرگز

حضرت خواجہ انہی فوائد کے فرمانے میں مشغول تھے کہ اذان ہوئی۔ شیخ الاسلام قدس سرہ نماز میں مشغول ہوئے اور خلق و دعا گو واپس۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

۲ ماہ مبارک ربیع الاول ۵۵۴ھ

عطا فعلت غافل متا فضیلت | دولت قدم بوسی میرائی۔ اس

بندے کو نعمت حاصل کے ساتھ مشرف فرمایا۔ حزیان اہل عقد حاضر تھے۔ زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ مولانا نظام الدین کو میں نے ہندوستان کی ولایت دی اور صاحب ستارہ بنایا اس ارشاد پر بندے نے دوبارہ قدم بوسی کی۔ فرمان ہوا کہ اے جہاں گیر عالم سراسمٹا اور فوراً ہی حضرت شیخ قطب الدین کی دستاویز اپنے سر پر باندھے ہوئے تھے عطا کی اور عطا یافتہ بن دیا اور اپنے دست مبارک سے فقرہ پہنایا اور فرمایا کہ جاؤ و گائے ادا کرو۔ میں جب بدلتا ہوا تو میرے ہاتھ پر کڑا کمان کی طرف نکل کر اور فرمایا کہ میں نے تم کو خدا کے سپرد کیا پھر فرمایا کہ یہ سب چیزیں میں تم کو اس سبب دیتا ہوں کہ تم آخری وقت میرے پاس نہ ہو گئے اور یہ بھی فرمایا کہ میں بھی اپنے مرشد حضرت شیخ قطب الدین کے وصال کے وقت حاضر نہ تھا۔ اُس وقت میں ہاشمی میں تھا۔ الغرض اس کے بعد مولانا بدر الدین اسحق کو حکم دیا کہ رند تحریر کریں۔ پھر جب منہ مجھ کو مل گئی تو میرا سر پہلو میں لے کر فرمایا کہ میں نے تم کو خدا تک پہنچا دیا۔ پھر فرمایا اجمل الدین سے ہاشمی میں مل کر مایاں۔

پھر فرمایا کہ آج میٹر ماؤ کل رخصت ہونا۔

پھر فرمایا کہ جب حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت زیادہ ہوئی تو حضور تین روز مسجد میں تشریف نہ لائے۔ تیسرے روز زوال نے حجرہ تشریف کے دروازے پر جا کر عرض کیا کہ اَلصَّلٰوةُ نَافِلَةٌ سَوَّلَ اللّٰهُ رَسُوْلَہٗ اَصْلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُٹھے اور فرمایا کہ بلال رضی اللہ عنہ کہو کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ آمین کہو ہم مسجد میں ہیں۔ ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین حاضر ہوئے اور حضور اقدس ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد میں تشریف لائے اور چاہا کہ امامت کریں۔ مگر طاقت نہ تھی۔ ابو بکرؓ کا ہاتھ پر کڑا گئے کر دیا۔ مسلمانوں نے یہ حال دیکھ کر ایک نعرہ مارا اور قریب تھا کہ ان کا زہر آب ہو جائے۔ الغرض رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

وہیں حجر میں تشریف لائے اور یہاں تک ادا کھڑے رہے۔ حضورؐ نے دیر کے بعد ایک اعرابی دروازے پر حاضر ہوا اور کواڑوں پر ہاتھ مارا جس سے تمام درد و یوں لرزہ ہو گیا۔ حضرت غلام رضی اللہ عنہما دروازے پر تشریف لائیں اور فرمایا کہ یہ موقعہ انگلو وغیرہ کا نہیں ہے۔ ہر چند کہ حضرت غلامؓ اس سے سعادت کتنی تھیں۔ مگر وہ کچھ نہ سستا آخر یہ آواز حضور اقدسؐ کے گوش گزار ہوئی۔ حضرت غلامؓ کو بلا کر فرمایا کہ اے کسے جان پدرا یہ حزیانوں نہیں ہے بلکہ یہ وہ شخص ہے کہ تم دروازہ بند کر دو گی تو یہ دیوار میں سے چلا آئے گا۔ یہ وہ شخص ہے جو فرزندوں کو یتیم اور عورتوں کو بیوہ کرتا ہے۔ حقوہا سے باپ کی حرمت پر اس نے نگاہ رکھی ہے جو امانت چاہتا ہے۔ اس کو بلا کر دیکھو کہ یہ جس حکم کے واسطے آیا ہے اُن کو پورا کرے۔ حجرے میں سے ایک نعرہ بلند ہوا اور ملک الموت اُتر آئے اور قدم بوس برائے۔ فرمان ہوا کہ میٹھ جاؤ۔ میٹھ گئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ کس کام کو آئے ہو؟ عرض کی کہ حضورؐ کی زیارت کا مجھ کو حکم ہوا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی تاکید کی گئی کہ جب تک اجازت نہ ملے اندر نہ جانا اور یہ عرض کرنا کہ حضورؐ تشریف لے چکے ہیں تو میں رُدح قبض کروں۔ ورنہ وہیں چلا جاؤں۔ حضورؐ نے فرمایا اتنی دیر بیٹھو کہ جبریلؑ آیا ہیں۔

اُنکی وقت جبریلؑ بھی حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ آج نیک حال تھا؟ عرض کی کہ یا رسول اللہ! فرشتے آسمانوں میں فوراً طباقت لئے ہوئے آپ کی جان پاک کے منظر میں۔ آسمان اور بہشت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی دعوت آپ کے استقبال کے لئے کھڑی ہیں۔ جو ان بہشتی شقائق دیدار ہیں۔ رضوان نے جنت آراستہ کی ہے تاکہ آپ تشریف لائیں۔ حضورؐ نے فرمایا اے جبریلؑ! میں یہ دریافت نہیں کرتا۔ بلکہ تم بتاؤ کہ میرے بعد میری امت کا کیا حال ہوگا؟ جبریلؑ علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ!

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنی اُمت کو میرے سپرد کرو، تاکہ قیامت کے روز میں ان کو تمہیں دیباہی واپس کر دوں جیسا کہ وہ تمہاری زندگی میں تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، بس میرا مقصود یہی ہے، پھر حضور نے ملک الموت کو حکم دیا کہ اب تم اپنا کام شروع کرو، یہ حکم ملے ہی ملک الموت نے اپنا ماتم حضور کے چائے مبارک پر دکھا اور ماتم پیر کے اندر اتر گیا۔ پھر ملک الموت نے روح مبارک قبض کی، حضور نے پانی کا ایک پیالہ بھر دیا کہ اس رکھ لیا تھا، اور بار بار ماتم اس میں ذکر کے سینے پر ملے تھے اور فرماتے تھے: اَنْفُھُمْ حَقُّوْنَ عَلَیْکَ سَکَّاتِ الْخَوَاطِیْ، یعنی اے خدا جان کنی کی تھی مجھ پر آسان کر! پھر جب روح صلیق مبارک میں پہنچی تو حضور نے ہوش ہلائے۔ حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ میں نے کان لگائے تو سنا کہ فرماتے ہیں اے خدا! مجھ کے جان بیٹے کے طعین میری اُمت پر جم فرما! اور آخری وقت تک یہی فرماتے رہے۔

جب شیخ الاسلام نے یہ حکایت تمام کی جملہ حاضرین مجلس سے ایک نعرہ بلند ہوا۔ شیخ الاسلام نے ہوش ہو گئے۔ پھر جب ہوش میں آئے تو دعا گو کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جی کے واسطے تمام عالم بیدار کیجئے جب انہیں کو عالم میں نہ رکھا تو پھر میں اور آپ کون ہیں کہ زندگی کا دم بھریں بس ہم بھی ایسے آپ کو زندگان میں شمار کرتے ہیں مگر زاوراہ کا ٹکڑا کہ نہایت مفوی ہے۔ غفلت اور گفتگو میں وقت کھو نہ چاہیے تاکہ کئی قیامت کے روز شرمندہ نہ ہوں

جب شیخ الاسلام نے یہ کلام ختم فرمایا شمس دہر خدمت میں حاضر تھے۔ قدم بوس ہو کر بولے کہ مولانا، نظائری کی ایک نظم دستیاب ہوئی ہے جو موقوفہ حسن کر دیں۔ فرمان ہوا کہ پڑھو۔ جب شمس دہر نے نظم پڑھی تو گو با شیخ الاسلام میں مان آگئی۔ ایک پہر حال میں ہے۔ یہ وقت نہایت راحت کا تھا اور اس روز زبانی ناص (برقانی) شمس دہر کو عطا ہوئی۔

اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام طاعت میں مشغول ہوئے اور یہاں کے حاضر باشندگان سے میں نے سنا ہے کہ کچھ وقت امتثال مک حضرت شیخ الاسلام کسی کے ساتھ کل کر نہیں بیٹھے صرف مشغولی حق میں مصروف ہے۔ واللہ اعلم شمس دہر نے جو نظم پڑھی وہ یہ ہے۔

### نظم

جہاں چمیت گزرد زینک او راتے چنگ آرا چنگ او  
مقیے نہ مینی دریں باغ کس تماشا کند ہر یکے یک نفس  
دریں چار سو بیچ بیگانہ نیت کر کیسہ بہر مرد خود کا نہ نیت  
دود ہر دے تو بے میرسد یکے میرد دیگے میرسد  
جہاں گرچہ آرا مگاہے خوش امت شائبہ را نقل در آتش امت  
دود در دار وایں باغ آراستہ درو بند ایں ہر دو برناستہ  
در آرا درے باغ بگد تمام زدیگہ در باغ بیرون خرام  
اگر زیر کی باسکے خوگیسہ کر باشد بجا ماندش بنگیر  
دریں دم کہ داری بشادی بیچ کہ آئیدہ در زیر چمیت و بیچ  
یکے را در آدہ بہ بنگامہ تیز و گر را ز بنگامہ گوید کہ نیز

نظائری بک بار یاراں شدند  
تو مادی بغم غم گساراں شدند

(راحت القلوب ختم شد)



صاحبان ذوق و محبت اور ارباب فکر و نظر

## مژدہ جالفرا

سیرت انسبی ﷺ کے مجموعہ پر

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے

بہار آفریں قلم سے نکلا ہوا لازوال شاہکار  
درد و سوز اور تحقیق و آگاہی سے معمور تصنیف

ضیاء الامت  
ﷺ

مکمل سیٹ سات جلدیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

حضور ضیاء الائمہ بیت محمد اکرم شاہ لاہوری کی  
یا دعا کا تصانیف

ترجمہ جمال الشہان  
القرآن

قرآن مجید کے ابتدائی خوبصورت ترجموں کے ہر  
صفحہ سے انجاء و شہرہ کا شہنشاہ نظر آتا ہے

تفسیر ضیاء القرآن

بہترین مفسرین و مفسرین  
کی جانب سے ایک کامیاب اور

مندرجہ ذیل

مقامات

ضیاء الائمہ

درد و سوز اور حقیق و ایمانی  
میں تصنیف

مجموعہ واقعات دلائل و آثار

مشائخ و علماء کی حقیقی حیات و کردار کے سلسلے  
میں مکتوبات اور روایات و احادیث کا مجموعہ

قصیدہ اطیب النعم

خواجہ سید نصیر حسین قادری کی ہر روز  
پڑھنے والی دعا

7221953-7229479  
7238010  
7225085-7247350  
2630411-2212011  
2210212

ضیاء الائمہ